ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

بے شک اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے

اسلامی حدود و تعزیرات

(بمعہ نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء)

تالیف

ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ
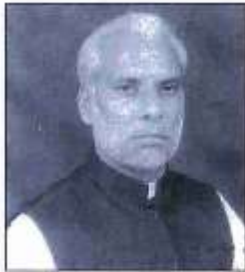
تعارف مصنّف:

مصنّف کتاب ''اسلامی حدود و تعزیرات (بمعہ نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء) ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ کا تعلق نقوی بخاری سادات سے ہے۔ اس خاندان میں عظیم المرتبت اولیاءؒ، صوفیاءؒ کرام، مجتہدین اور صاحب فہم وفراست بزرگ گزرے ہیں جنھوں نے اسلام کی تبلیغ واشاعت، خدمت خلق اور تحریک پاکستان میں گراں قدر قربانیاں دی ہیں۔

شاہ صاحب نے بی ایس سی گورنمنٹ کالج ناظم آباد، ایل ایل بی اسلامیہ لاء کالج جبکہ ایم اے اسلامیات وصحافت اور ایل ایل ایم وفاقی اردو یونیورسٹی (وفاقی اردو کالج) سے کیا۔

آپ نے پی ایچ ڈی کی ڈگری ''پاکستان میں مروجہ فوجداری قوانین تعزیرات اور اسلامی حدود و تعزیرات کا تقابلی مطالعہ'' جیسے اہم موضوع پر میری نگرانی میں کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی جس کے دوران موصوف سے تفصیلی تعارف ہوا۔

آپ ایک عرصے سے مسالک سے ہٹ کر معاشرے میں عدل وانصاف کے قیام کے لئے تگ ودو میں مصروف ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت سندھ پولیس میں بحیثیت لیگل آفیسر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ایسے باکردار اور باعمل افراد کی پولیس میں موجودگی معاشرے کے لئے اثاثہ ہے۔

مجھے امید ہے کہ ان کی یہ تصنیف معاشرتی اصلاح میں اہم کردار ادا کرے گی، وکلاء وطلباء اور حکومت سندھ کا محکمہ پولیس اس علمی فرزند کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کرے گا۔

دستخط

[signature]

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید

DEAN
FACULTY OF ISLAMIC STUDIES
UNIVERSITY OF KARACHI

اسلامی حدود و تعزیرات

(بمعہ نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء)

تالیف

ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ

ایم اے اسلامیات، ایم اے صحافت، ایل ایل بی، ایل ایل ایم، پی ایچ ڈی

ہیومن رائیٹس ریسرچ اینڈ پبلیکیشن فاؤنڈیشن (ٹرسٹ)

ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان

کتاب: اسلامی حدود و تعزیرات

(بمعہ نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء)

تالیف: ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ

طبع اول: جنوری 2003ء

طباعت: ہمدرد پرنٹنگ پریس کراچی

RS. 300

ناشران: ہیومن رائیٹس ریسرچ اینڈ پبلیکیشن فاؤنڈیشن (ٹرسٹ)

آر۔۹۳ نارتھ ناظم آباد بلاک ایچ کراچی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

بغاوت

باب ہفتم

تعزیرات

حصہ سوئم

نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

عرض مؤلف

الحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّدالانبیاء والمرسلین و خاتم النبیّن وآلہ الطیبّین الطّاہرین ٥

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اسے طویل جدوجہد اور قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا ہے تاکہ ایک آزاد اسلامی معاشرے کی تشکیل کی جاسکے جہاں اس کے شہری تعلیمات اسلامی کے تحت اپنی زندگی گزار سکیں اللہ تعالیٰ کو مقتدر اعلیٰ جانتے ہوئے اس کے نائب و خلیفہ کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے احکامات و فرمان اور قوانین کے مطابق ریاست کے نظم ونسق کو چلائیں۔

یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے تقریباً پچاس سال گزر چکے ہیں مگر ابھی تک ہماری معاشرت، معیشت، حکومت اور ہمارے دل و دماغ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں جب کبھی بیرونی بڑی طاقتیں ذرا ڈور کھینچتی ہیں ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں پھر ہم انھیں راضی رکھنے کے لیے ملک و قوم اور ضمیر کا سودا کرنے میں ذرا گریز نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ملک میں کبھی استحکام نہیں رہا کبھی مارشل لاء کبھی ٹوٹ پھوٹ اور ابھی حکومت مکمل طور پر تشکیل نہیں ہو پاتی کہ اسے توڑنے کی سازشیں شروع ہوجاتی ہیں کبھی ہم صدارتی نظام کو آزماتے ہیں اور کبھی پارلیمانی نظام اپناتے ہیں اس عدم استحکام نے ملک میں بے یقینی اور بد اعتمادی کی فضا قایم کر رکھی ہے جس کی وجہ سے ملکی معیشت اور اقتصادی حالت تباہ ہو کر رہ گئی ہے۔ ملک قرضوں کے بوجھ تلے دبتا چلا جارہا ہے جس کا اثر عوام پر پڑتا ہے۔ مہنگائی، بے

روزگاری اور معاشی بدحالی نے عوام کا جینا حرام کر رکھا ہے نتیجتاً طبقاتی تفریق، لسانی و علاقائی عصبیت نے جنم لیا ہے جس نے اخلاقی قدروں، مذہبی رواداری، تہذیب و تمدن اور ثقافتی ورثہ کی شکل ہی بگاڑ دی ہے۔

ان تمام مسائل کا حل اور ان لعنتوں سے چھٹکارا صرف اسلام کو اپنی عملی زندگی میں رائج کرنے میں ہے اسلامی نظریہ حیات اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم عطیہ اور رحمت ہے جسے ہم نے نظر انداز کر رکھا ہے ہماری اصلاح و فلاح اور کامیابی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی اطاعت اور قرآنی احکامات پر عمل کرنے میں ہے یہ نظام حیات لاثانی ہے الہامی، آفاقی اور فطری ہے اس میں کوئی کمی و بیشی اور کجی نہیں ہے ہر زمانے کے لیے مکمل نظام حیات ہے صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ انفرادی و اجتماعی اور حکومتی سطح پر اسے نافذ کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اسلامی نظام انسانی زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی مثلاً معاشی، معاشرتی، روحانی، اخلاقی، حکومتی، انسدادی، تادیبی پہلوؤں پر محیط ہے جب ان تمام شعبہ ہائے زندگی میں تعلیمات اسلام کی روشنی میں مکمل یکجہتی پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت ایک مثالی معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے صرف حدود و تعزیرات کے انسدادی و تادیبی نظام کے نفاذ سے توقعات و مقاصد پورے نہیں ہوسکتے جو اسلامی نظام سے وابستہ اور متوقع ہوتے ہیں پہلے معاشرے کی انفرادی و اجتماعی فکری و عملی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے اس فکری، نظریاتی، معاشرتی اور معاشی ماحول کی ضرورت ہے جس کا یہ نظام متقاضی ہے حکومت نے بس چند دفعات کو آرڈیننس کی صورت میں نافذ کردیا ہے۔ علاوہ ازیں ملک میں حکوتی سطح پر حدود و تعزیرات کا نظام جن پر نافذ ہوا ہے اور جنھوں نے اس نظام کو نافذ کرنا ہے یعنی عوام الناس، مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ حکومت نے ان کی تعلیم و تربیت کے لیے کوئی انتظامات نہیں کیے اور نہ ہی قاضی عدالتوں کے قیام، قاضی عدالتوں اور قاضی کے کردار و

شرائط سے متعلق قواعد و ضوابط شہادت کے نظام کی ضروریات وغیرہ سے متعلق عملی طریقہ کار وغیرہ وضع کیا ہے۔ ان تمام بنیادی نقائص کی وجہ سے وہ مقاصد پورے نہیں ہوسکے۔ اور نہ توقعات پورا ہوسکیں جو ان اقدام سے وابستہ تھیں بہر صورت یہ پہلا قدم جو حکومتی سطح پر اٹھایا گیا پھر بھی قابل تحسین ہے امید ہے کہ موجودہ اور آنے والی حکومتیں ان نقائص کو دور کرتے ہوئے اسلامی نظام کو حقیقی روح کے ساتھ رائج و نافذ کرنے کے لیے اسی طرح قدم بقدم آگے بڑھتے ہوئے اپنی منزل کو ضرور پالیں گی۔ اس لیے کہ تمام تر مسائل و بدحالی اور مغربی پروپگینڈے کے باوجود عوام الناس کا مطالبہ یہی ہے۔ جو انشاء اللہ عملی صورت اختیار کرے گا اور پھر یہ اللہ کی طرف سے وعدہ ہے اور ایک خود کار مسلسل نظام کے تحت یہ آفاقی و الہامی اور علمی امانتیں ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہتی ہیں میری اس کوشش کا مقصد بھی حتی المقدور اسی سلسلہ کی اعانت ہے۔

حدود و تعزیرات یعنی فوجداری قوانین پر زیادہ کام کی ضرورت ہے اس لیے کہ ایک تو اس میدان میں بہت کم کام ہوا ہے دوسرا خالصتًا حدود و تعزیرات کی کتب ناپید ہیں اور یہ علمی مواد فقہ کی کتابوں میں مختلف ابواب میں ملتا ہے جنھیں اکٹھا کرنا بڑا مشکل کام ہے تیسرا یہ کتب عربی و فارسی زبان میں لکھی ہوئی ہیں اس لیے اردو زبان میں حدود و تعزیرات پر کتابوں کی کمی بہت زیادہ محسوس کی جاتی ہے خصوصاً طلباء، وکلاء اور قانون سے متعلق افراد کو بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی مشکل کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اردو میں اسلامی حدود و تعزیرات کو ضروری احکامات و تشریحات کے ساتھ قرآن و حدیث کی کتب سے اکٹھا کیا ہے۔ مزید یہ کہ میں نے ایک ہی موضوع پر قرآن و حدیث شیعہ و سنی فقہ سے متعلق کتب فقہا کی رائے و فتاویٰ سے مشترکہ رائے و نقطہ نظر یعنی ایک ہی جیسی رائے

اور فتاویٰ کو اکٹھا کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ حدود تعزیرات سے متعلق شیعہ و سنی کے بنیادی عقائد، اصول و ضوابط میں کوئی تفریق نہیں ہے بس چند فروعات میں اجتہادی اختلافات پائے جاتے ہیں جنھیں اجتماعی اجتہاد سے حل کیا جاسکتا ہے باقی سارے اختلاف ریاستی و حکومتی اور سیاسی و تاریخی ہیں جو فرقہ واریت کی بنیاد بنے ہوئے ہیں جنھیں اسلام دشمن قوتیں اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتی ہیں

ایک مسلمان کی حیثیت سے ہماری سوسائٹی کے ہر فرد کا انفرادی و اجتماعی مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو فکری و عملی طور رائج کرے اسی طرح ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی نظام حیات کو ریاست میں رائج کرے تاکہ تخلیق انسانی اور قیام پاکستان کے مقاصد پورے ہوسکیں۔

میری اس سعی کی تکمیل میں جن علماء اکرام، اساتذہ صاحبان اور ساتھیوں نے میری معاونت کی اور مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور میری حوصلہ افزائی کی میں ان کا بے حد ممنون و مشکور ہوں۔ خصوصاً عالی مرتبت جناب علامہ طالب جوہری صاحب مدظلہ العالی، محترمی جناب مفتی سید کفایت حسین نقوی ممبر اسلامی نظریاتی کونسل حکومت ریاست جموں و کشمیر میرے شفیق و مہربان اساتذہ محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر طاہر ملک صاحب، محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید صاحب پروفیسر غلام مہدی صاحب، محترم جناب حسن فیروز صاحب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود میری نصرت و رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

میری یہ علمی کاوشیں و استطاعت دراصل میرے دادا بزرگوار سید احمد شاہ بخاری مرحوم و مغفور اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے جو کہ خود عالم دین، متقی، علم دوست شخصیت تھے ان کی دعاؤں کا صدقہ اور میرے پدر

گرامی سید اقبال حسین بخاری کی شفقت و تربیت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

علاوہ ازیں میں سلیم مرزا صاحب (ہمدرد پرنٹنگ پریس) اور آغا جمیل صاحب کا بھی بے حد مشکور ہوں جن کے تعاون سے اس کتاب کی طباعت کے مراحل تکمیل تک پہنچے ان کیلئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

میں ایک طالب علم کی حیثیت سے اپنی کم علمی کا اعتراف کرتا ہوں ہو سکتا ہے اس کتاب میں کہیں سہواً یا غیر دانستہ کوئی خامی و کوتاہی ہو گئی ہو یا میری ذاتی رائے سے کسی کو اختلاف ہو تو میری عاجزانہ گزارش ہے کہ راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

میری یہ سعی ایک مذہبی فریضہ کی حیثیت سے رضائے الٰہی اور مفاد عامہ کے لیے نیک نیتی پر مبنی ہے تاکہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اپنے گناہوں کی بخشش و شفاعت کا ساماں کرلوں آپ سب کی دعاؤں کا طلب گار ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو قبول فرمائے اور اپنی نعمتوں رحمتوں سے نوازے اور علم و توفیقات میں اضافہ فرمائے ۔۔۔۔ آمین

ڈاکٹر سید مظہر علی شاہ

Provincial Police Officer,
Sindh Karachi.
TELE. No. 9212626-9212627

اسلامی معاشرے کی اساس اسلامی نظام حیات پر قائم ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق اصول وضوابط اور قوانین فراہم کرتا ہے جن میں ایمان وعقائد حقوق وفرائض معاشی اور معاشرتی وغیرہ شامل ہیں ان تمام شعبہ حیات میں تعلیمات اسلامی کی روشنی میں جب مکمل یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت ایک مثالی معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے اسلامی ریاست دراصل نظام حیات چلانے کا ایک انتظامی ادارہ ہوتا ہے جس کی فرماں روائی کا حق صرف اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر کے لئے مخصوص ہے حکمران اقتدار کو اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے نہ صرف خود اس امانت کا پاس رکھتا ہے بلکہ انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی ذمہ داری کو نبھاتا ہے اس لئے وہ جانتا ہے اسے ایک مقتدر اعلیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے اس طرح وہ اسلام کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرتا بلکہ انہیں نافذ کرنے کی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے جس کا مقصد انسان کی جان و مال اور عزت وآبرو کا تحفظ ہے۔ جو عناصر معاشرے میں فساد پھیلاتے ہیں اور امن وسکون برباد کرتے ہیں انہیں ان کے جرم کی سزا دی جاتی ہے تاکہ جرائم کا خاتمہ اور معاشرے میں احساس تحفظ پیدا ہو۔ زیر تبصرہ تصنیف ”اسلامی حدود وتعزیرات“ سید مظہر علی شاہ کی قابل ستائش کاوش ہے۔ مصنف نے اسلامی قانون کے پہلو حدود کا تعین اس کا اطلاق اور نفاذ کے سلسلے میں قابل قدر تحقیقی کوشش کی ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ مؤلف کی اس کاوش کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ (آمین)

سید کمال شاہ
(انسپکٹر جنرل پولیس سندھ)

تقریظ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

میں نے سید مظہر علی شاہ صاحب کی کتاب "اسلامی حدود و تعزیرات" کا جا بہ جا سے مطالعہ کیا۔ یہ کتاب موصوف نے بڑی محنت سے لکھی ہے اور انتہائی کامیاب کوشش ہے۔ حدود و تعزیرات کا مقام اسلامی معاشرے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کتاب کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ اس موضوع پر اس سے قبل بھی کتابیں لکھیں گئ ہیں لیکن سید مظہر علی شاہ نے اپنی کتاب میں انفرادیت پیدا کرنے کی سعی کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حدود و تعزیرات کی تفصیلات سمجھنے میں کتاب ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اللہ مؤلف کی سعی کو قبول و مقبول فرمائے (آمین)

علامہ سید محمد رضی الرضوی
مجتہد اعلی اللہ مقامہ

تقریظ:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

"اسلامی حدود و تعزیرات" کا مسودہ مقامات متفرقہ سے دیکھا جو کراچی یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر سید مظہر علی شاہ صاحب نے بڑی تحقیق و محنت سے تالیف کیا ہے۔ یوں تو اس موضوع پر متعدد کتابیں تحریر کی گئی ہیں مگر جب اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ کو قوانین حدود کا نفاذ ہوا تو علماء و طلباء اور عوام نے اسلامی حدود و تعزیرات پر ایک ایسی کتاب کی ضرورت کو محسوس کیا جو عام فہم انداز میں تحریر کی گئی ہو اور قرآن حکیم کی آیات مقدسہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالوں کے ساتھ مستند اور معتبر بھی ہو جناب سید مظہر علی شاہ نے اس ضرورت کی تکمیل کے لیے زیر نظر مسودہ تیار کیا بلکہ ساتھ ساتھ مختلف معروف مسلک کے مستند حوالے بھی شامل کئے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے!

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ۝

"جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو"

(النساء ۵۸)

عدل کیا ہے؟ رب کریم نے غیر مبہم انداز میں ارشاد فرمایا!

"اور (ہم تاکید کرتے ہیں) کہ جو (حکم) اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، اور ان سے بچتے رہو کہ کسی حکم سے جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے، یہ کہیں بہکا نہ دیں۔ اگر یہ نہ مانیں تو

جان لو کہ اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بعض گناہوں کے سبب
ان پر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں۔
(المائدہ۔۴۹)

لہذا ان آیات کریمہ کی روشنی میں اسلامی حدود و تعزیرات کے احکام کو تسلیم اور نافذ کرنا ایمان بھی ہے اور عدل کا قیام بھی ہے۔

۱۷۹۱ء تک مسلم انڈیا میں سرکاری طور شریعت نافذ تھی کہ برطانوی حکومت نے بتدریج اسلامی قوانین کو دوسرے قوانین سے بدلنا شروع کیا۔یہاں تک کہ انیسویں صدی کے وسط تک پہنچتے پہنچتے پوری شریعت منسوخ ہو گئی اور اس کا صرف وہ حصہ مسلمانوں کے پرسنل لاء کی حیثیت سے باقی رہنے دیا گیا جو نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل سے متعلق تھا۔پاکستان قائم ہوا اور دستور ساز اسمبلی نے ۱۹۴۹ء میں قرارداد مقاصد منظور کی جس کے مطابق شریعت کے نفاذ کا عزم کیا گیا تھا۔لہذا اسلامی حدود کا نفاذ ایک منطقی اور دینی پیشرفت ہے۔

دنیا کے تمام قوانین میں جرائم کی تمام سزاؤں کو مطلقاً تعزیرات کا نام دیا جاتا ہے جب کہ شریعت اسلام میں تین اقسام ہیں۔حدود، قصاص اور تعزیرات۔

اسلام نے خاص خاص جرائم کے علاوہ باقی سزاؤں کے لئے کوئی پیمانہ متعین نہیں کیا بلکہ حکام وقت کے اختیار میں دیا ہے کہ اپنے زمانے، مکان اور ماحول کے لحاظ سے جیسی اور جتنی سزا انسداد جرم کے لئے ضروری سمجھی جائے شرعی قواعد کا لحاظ رکھتے ہوئے مقرر کرے۔لہذا ایسے جرائم کی سزائیں جن کو قرآن و سنت نے متعین نہیں کیا شرعی اصطلاح میں تعزیرات کہا جاتا ہے۔قرآن و سنت نے جو متعین کی ہیں وہ دو قسم کی ہیں۔ایک وہ جن میں حقوق اللہ کو غالب قرار دیا گیا ہے ان کو "حد" کہا جاتا ہے جس کی جمع حدود ہے۔دوسرے وہ جن میں حقوق العباد کو ازروئے شرع غالب مانا گیا ہے۔وہ قصاص ہے۔

تعزیری سزائیں حالات کے تحت ہلکی سے ہلکی بھی مقرر کی جاسکتی ہے اور سخت سے سخت بھی (سزائے موت بھی شامل ہو سکتی ہے) اور معاف بھی کی جاسکتی ہے۔ ان میں مسلم حکام کے اختیارات وسیع ہیں۔ حدود میں کسی حکومت یا حاکم کو ادنیٰ تغیر و تبدل یا کمی و بیشی کی اجازت نہیں ہے۔ شریعت میں حدود (۱) حرابہ، ڈاکہ۔ (۲) سرقہ۔ (۳) زنا۔ (۴) تہمت زنا کی سزائیں جو قرآن میں منصوص ہیں۔ (۵) منشیات۔ جو اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے۔ صرف حرابہ میں گرفتاری سے قبل توبہ کرنے اور اس کی توبہ اطمینان پر اطمینان ہوجائے تو یہ حد ساقط کی جاسکتی ہے۔

ان صورتوں میں حد شرعی کسی شبہ یا کسی شرط کی کمی کی وجہ سے ساقط ہوجاتی ہے۔ تو یہ ضروری نہیں کہ مجرم کو کھلی چھٹی مل جائے جس سے اس کے جرم پر اس کو مزید جرأت پیدا ہو بلکہ عدالت اس کے مناسب حال اس کو تعزیری سزا دے گی۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی عمر و صلاح و فلاح میں برکت مزید عطا فرمائے اور اس تالیف کو مقبول و نافع خاص و عام بنائے۔ آمین!

مولانا ارشادالحق تھانوی
چیئرمین فیڈرل گورنمنٹ رویت ہلال کمیٹی آف پاکستان
صدر: آل پاکستان جمعیت علماء اسلام
ممبر: کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی آف پاکستان

تقریظ:

میرے لیے یہ ایک اعزاز تھا کہ میں نے سید مظہر علی شاہ صاحب کی کتاب " اسلامی حدود و تعزیرات " معہ حدود آرڈیننس کو پڑھا ۔ حدود آرڈیننس ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو مملکت خداداد پاکستان میں نافذ کئے گئے ۔ حلانکہ اسلامی تعزیری قوانین کو پاکستان بننے کے فوراً بعد نافذ کردیا جانا چاہیے تھا ۔ معاشرے میں انصاف کا قیام حکومت کا اولین فریضہ ہے اور اسلامی تعزیرات کے قوانین ہی ملک میں ایک انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرسکتے ہیں جہاں مقتول کا خون خشک ہونے سے قبل قاتل کو پھانسی پر لٹکنا چاہیے ۔

سید مظہر علی شاہ کی کتاب حدود کے قوانین سمجھنے میں بہت مددگار ثابت ہوگی ۔ میں اپنی اور سندھ مسلم لاء کالج کی طرف سے اس کامیابی پر سید مظہر علی شاہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے بہتر مستقبل کے لئے دعاگو ہوں ۔

پروفیسر عمر فاروق
ایڈوکیٹ سپریم کورٹ
پرنسپل ایس ایم لاء کالج کراچی
ڈین فیکلٹی آف لاء یونیورسٹی آف کراچی

تقریظ:۔

جس طرح کائنات میں اصول و ضوابط، تواتر و تسلسل اور تنظیم پائی جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی میں اعتدال، تنظیم، امن و سلامتی محبت و اخوت، اصلاح و فلاح اور حقوق کے تحفظ کے لیے عدل و انصاف پر مبنی ہدایت کا ایک منظم نظام قایم کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔ عزیز و اقارب، امیر و غریب، اعلیٰ و ادنیٰ، حاکم و محکوم، کے درمیان تفریق، ظلم اور نفسانی خواہشات کی پیروی سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِن اللّٰہ یأمر بالعدل والاحسان

بے شک اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔(نحل: ۹۰)

"اے ایمان والو! انصاف کو اچھی طرح قایم کرنے والے بنو! صرف اللہ کے لیے شہادت دو خواہ وہ تمھاری ذات یا والدین اور عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اگر تم دولت مند ہو یا غریب ہو دونوں کا اللہ خیر خواہ ہے اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو کہ عدل سے ہٹ جاؤ اگر تم زبان دباؤ گے یا روگردانی کروگے (یاد رکھو) اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔(النساء: ۱۳۵)

اللہ تعالیٰ نے نظام عدل کے ذریعہ حقوق کا تحفظ فراہم کیا ہے تاکہ حقدار کو اس کا حق ملے ظالم کی سرکوبی ہو اور معاشرے میں امن و امان قایم ہوسکے۔

اگر ہم اپنے ماحول پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شخص بے چین و مضطرب ہے نہ چاہتے ہوئے بھی معاشرتی و معاشی اور اخلاقی بدحالی کا شکار ہے۔

نام نہاد جمہوریت کا نام پر مغربی فرسودہ نظام کو مسلط اور اسلامی نظام حیات سے متنفر کیا جارہا ہے۔ ہمیں امداد کے نام پر بھکاری بنانے کی سازش شروع ہے۔ بنیادی حقوق اور قدریں پامال ہورہی ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم نے اللہ کے آفاقی و فطری نظام ہدایت سے منھ موڑ رکھا ہے ہم اللہ، اس کے رسولؐ اس کی کتابوں اور دین پر ایمان رکھتے ہیں مگر ان اصول و ضوابط اور ان احکامات پر عمل نہیں کرتے جن کا حکم اللہ اور اس کے رسولؐ نے فرمایا ہے۔ ہم نے اللہ کی حاکمیت کے بجائے انسان کو مطلق العنان اور مقتدر اعلیٰ سمجھ رکھا ہے اسلامی اصول و ضوابط کے بجائے مغربی اور خود ساختہ قوانین کو مسلط کر رکھا ہے۔ ان تمام مسائل کا حل صرف یہی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کریں۔ ملک کو معاشی و معاشرتی اور اقتصاصی طور پر اتنا مضبوط و طاقتور بنادیں کہ دوسروں کی محتاجی ختم ہوجائے۔ مذہبی و سیاسی آزادی اور تہذیبی خود مختاری، معاشی استحکام و ترقی اور دفاع میں خود کفیل ہوئے بغیر نہیں مل سکتی۔ قوموں کی ترقی سماجی بہبود سے عبارت ہے اور سماجی بہبود معاشی ترقی کی مرہون منت ہے جب کہ معاشی ترقی کے لیے پرامن معاشرے کا قیام ضروری ہے جہاں عدل و انصاف کی علمبرداری ہو حقوق کا تحفظ ہو کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے ہر فرد اپنی ذمہ داری کو پورا کرے ایسے مثالی معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ ہم تعلیمات اسلامی کے تحت زندگی بسر کریں جہاں یہ ذمہ داری معاشرے کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ ریاست پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی پالیسیاں اور ریاست کے ماحول کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ترتیب دے اور معاشرے کی تعمیر و ترقی میں ہر ممکن کوشش کرے۔

اسلامی فوجداری قوانین پر کتب کا ذخیرہ بہت کم ہے جب کہ فقہ پر فقہا، علما اکرام اور مجتہدین کی تصانیف کے گراں قدر ذخائر موجود ہیں مگر وہ بھی زیادہ

تر عربی اور فارسی زبان میں ہیں ۔ فقہا نے حدود و تعزیرات کو فقہ کے ضمن میں
ایک باب کی حیثیت سے بحث کیا ہے آج کے نامساعد اور مادی دور میں جہاں
تقریباً ہر شخص دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے سرگردان ہے۔ ان افراد کی
تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جو ان موضاعات پر قلم اٹھاتے ہیں جن سے مادی فوائد
کی توقعات وابستہ نہیں ہوتیں یا کم ہوتی ہیں ۔ ان حالات میں نوجوان نسل کے
نمائندہ ریسرچ اسکالر عزیزی سید مظہر علی شاہ حیدری کی یہ کاوش قابل تحسین اور
باعث فخر ہے بلکہ خدمت اسلام اور علم دوستی کا مظہر ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی بابرکت کو قبولیت اور افادیت سے بہرہ ور
فرمائے مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور توفیقات میں اضافہ فرمائے ...... آمین ۔

علامہ مفتی سید کفایت حسین نقوی
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل
حکومت آزاد جموں و کشمیر مظفر آباد

حصہ اوّل:

اسلامی معاشرے کی تشکیل

اسلامی معاشرے کی اساس اسلامی نظام حیات پر قائم ہے جسے دین کہتے ہیں جو مکمل ضابطہ حیات ہے ، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں جن میں ایمان ، عقائد ، عبادات ، حقوق و فرائض ، معاشی و معاشرتی ، قانونی و تادیبی شعبہ ہائے حیات وغیرہ سے متعلق اصول و ضوابط اور قوانین فراہم کرتا ہے ۔ اسلام تادیبی نظام حدود و تعزیرات کے نفاذ سے پہلے فرد اور معاشرے کے کردار ، معاشی حالت ، امیری و غریبی کالے و گورے ، اعلیٰ و ادنیٰ ، کمزور و توانا ، حاکم و محکوم ، اپنا و بیگانہ یعنی تمام طبقاتی مذہبی ، لسانی ، نسلی ، علاقائی تعصبات و تفریق کے بت پاش پاش کرتے ہوئے معاشرتی ، معاشی اور اقتصادی بدحالی کا خاتمہ کرتا ہے ۔ اسلام اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ چند لوگ تو عیش اڑاتے پھریں جب کہ دوسرے افراد خستہ حال ، بھوک و ننگ ، غربت و افلاس ، فقر و فاقہ ، محرومی و مایوسی کی چکی میں پستے رہیں اسلام عدل و مساوات کے اصولوں پر مبنی ایک فلاحی معاشرے کی تشکیل دیتا ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا! " جس بستی میں کسی شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ رات بھر بھوکا رہا اس بستی سے اللہ کی حفاظت اور نگرانی کا وعدہ ختم ہوجاتا ہے۔ (امام احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر۔ ۴۸۸۰)

اگر ریاست میں اسلامی تعلیمات کو رائج نہ کیا جائے انفرادی و اجتماعی سطح پر اسلامی معاشرتی ، اخلاقی ، معاشی اصولوں کو نافذ نہ کیا جائے ان پر عمل نہ کیا

جائے اور صرف تادیبی نظام یعنی معاشرے میں سزاؤں کو نافذ کر دیا جائے تو نتائج برآمد نہیں ہوسکتے یہی وجہ ہے کہ ملک میں حدود و تعزیراتی آرڈیننس، قصاص و دیات کے آرڈیننس نافذ ہونے کے باوجود ملک میں چوری، ڈکیتی، زنا وغیرہ کے جرائم کا خاتمہ نہیں ہوسکا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اسلامی حدود و تعزیرات کی افادیت ختم ہوچکی ہے۔ بلکہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلامی قوانین آفاقی فطری، کامل اور جامع ہیں۔ ہر زمانے کے لیے قابل نفاذ ہیں ان میں انسانی فلاح و اصلاح مضمر ہے۔ چونکہ اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ سے پہلے معاشرتی و معاشی، اخلاقی نظام حیات کو رائج نہیں کیا گیا۔ جس کا حکم اللہ اور اس کے رسولؐ نے دیا ہے۔ اور وہ فکر و عمل سیاق و سباق اور ماحول و حالات پیدا نہیں کیے گئے۔ جن کا یہ نظام متقاضی ہے جہاں معاشی و معاشرتی بدحالی ہو، اخلاقی پستی ہو، طبقاتی، لسانی، فرقہ واریت، عصبیت جڑ پکڑ چکی ہو۔ سودی نظام معیشت ہو، ذاتی خواہشات و مفادات و آمریت پر مبنی جاگیرداری و سرمایہ کاری، مغربی نظام حکومت رائج ہوں وہاں صرف اسلامی نظام تادیبی و احتسابی کو نافذ کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اسلامی عدل و انصاف کے مطابق معاشرتی تشکیل ہو۔ اسلام کے عظیم اصولوں کے مطابق معاشرے کی کردار سازی ہو۔ فرد و معاشرہ اور ریاست انفرادی و اجتماعی سطح پر اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی میں رائج کریں حکومت معاشرے کی معاشی و معاشرتی اور اقتصادی ضروریات و احتیاجات پوری کرے حقوق کو تحفظ فراہم کرے۔ اسلامی تعلیمات کو عام کرے قوانین کو ریاست میں عام کرے ان کی افادیت سے آگاہ کرے نظام تعلیمات کو بہتر کرے دیگر حکومتی اداروں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق قائم کرے پھر کوئی فرد یا گروہ ان قوانین اور اصول و ضوابط کی خلاف ورزی کرتا ہے، انسانی جان و مال، عزت و آبرو کو نقصان پہنچاتا ہے، معاشرے کے امن و امان کو تباہ کرتا ہے،

ریاست میں فساد برپا کرتا ہے تو اس کے خلاف اسلامی تادیبی نظام حدود و تعزیرات کو نافذ کیا جاتا ہے تاکہ معاشرے میں امن و سکون قائم کیا جاسکے اور اس طرح قوانین کے نفاذ کے مقاصد پورے ہوسکیں۔

اسلام میں عدل و انصاف۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی خلقت، اور اس کے نظام میں عدل کو قائم رکھا ہے ہر شے ایک ربط و نظم اور تسلسل کے ساتھ اپنے اپنے محور پر قائم ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید نے کہا!

وخلق كلّ شئي فقدره تقديرا o

اور اس نے ہر شے کو پیدا کیا اور اس کی ایک تقدیر مقرر کردی۔

(فرقان: ۲)

ان كل شي خلقناه بقدر o

بے شک ہم نے ہر شے کو اندازہ سے پیدا کیا۔ (قمر: ۴۹)

لاالشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا اليل سابق النهار o

سورج کے بس میں نہیں کہ چاند کو پالے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آسکتی ہے۔ (یٰسٓ: ۴۰)

یہ کائنات انسان کے لیے خلق کی گئی ہے اور روز اول سے انسان اس کائنات کا رفیق و ہمسفر رہا ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت، نظم و ضبط کے لیے ہادی و رسول بھیجے جو انسان کو اللہ کے احکامات اصول و ضوابط سے آگاہ کرتے رہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے کائنات کے لیے فطری و آفاقی نظام معین کیا ہے اسی طرح حیات انسانی کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے قوانین نافذ کیے ہیں جن کی اساس عدل ہے

تاکہ معاشرے میں توازن قائم ہو۔ انصاف مہیا ہو انفرادی و اجتماعی حقوق کا تحفظ ہو سکے اس میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ یہ قوانین سب کے لیے یکساں ہیں لہذا اسلام نے ہر فرد کو عدل قائم رکھنے کا حکم دیا ہے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل

اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو

(النساء: ۵۸)

اسی طرح سورہ المائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" اے ایمان والوں انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے اللہ والے ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کی دشمنی تمھیں انصاف سے ہٹا دے۔

(المائدہ: ۸)

اے ایمان والو ! تم اللہ کے لیے گواہی دینے والو بنو خواہ وہ تمھاری ذات، تمھاری والدین، اقرباء، امیر یا غریب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

(النساء: ۱۳۵)

اسلام نے ایسا معاشرہ قائم کیا ہے جس میں اپنے پرائے، امیر و غریب، عزیز و اقارب، حاکم و محکوم سب کے لیے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے۔

اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسلامی تاریخ میں بڑے بڑے بادشاہ و خلیفہ اپنے اپنے وقت میں ایک عام آدمی کی طرح عدالت میں قاضی کے سامنے طلب کیے گئے اور بلا تفریق و تمیز عادلانہ فیصلے کیے گئے۔

اسلام نے مساوات کا اصول دیا، اسلام کے مطابق سب کے حقوق و فرائض یکساں ہیں۔

رسول اللہؐ نے فرمایا!

" اے انسانوں تم سب آدم کی اولاد ہو تمھیں ایک ماں اور باپ سے

پیدا کیا گیا ہے۔ کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں نہ عربی کو عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر نہ گورے کو کالے پر نہ امیر کو غریب پر کوئی فوقیت ہے۔ افضل وہ ہے جو متقی ہے۔

یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے قوانین کو ریاست میں نافذ کرے اسی طرح معاشرے پر انفرادی و اجتماعی سطح پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیمات اور قوانین کو نافذ کریں تاکہ معاشرے میں عدل قائم ہوسکے خصوصاً ریاست کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ اس لیے کہ اسلامی ریاست دراصل نظام حیات چلانے کا ایک منظم انتظامی ادارہ ہوتا ہے۔ جس کی فرماں روائی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ اس تصور کے تحت حکمران مطلق العنان نہیں ہوسکتا۔ وہ اقتدار کو اللہ کی امانت جانتے ہوئے اس امانت کی حفاظت کرتا ہے اور انسانوں کی فلاح کے لیے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تحفظ کرتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ اسے ایک مقتدر اعلیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اس طرح وہ اسلام کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرتا۔ انھیں نافذ کرتا ہے۔ جن کا مقصد انسانی فلاح، انسانی جان و مال، اور عزت و آبرو کا تحفظ ہے اور جو انسانی معاشرے میں فساد پھیلاتے ہیں امن و سکون برباد کرتے ہیں انسانی جان و مال، عزت و آبرو کو نقصان پہنچاتے ہیں، انفرادی و اجتماعی جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ انھیں ان کے جرم کی سزا دی جاتی ہے تاکہ جرائم کا خاتمہ ہو اور معاشرے میں احساس تحفظ پیدا ہو۔ مجرموں میں خوف پیدا ہو، دوسروں کے لیے عبرت ہو تاکہ وہ جرائم کے ارتکاب میں جرأت نہ کریں۔ اس طرح معاشرے میں امن و سکون پیدا کیا جاتا ہے

حاکم و قاضی کے لیے احکامات

اسلامی حدود و تعزیرات کے نظام کا دارومدار جہاں معاشرے میں افراد کے طرز عمل و کردار پر ہے۔ وہاں اس کا انحصار حکومتی اداروں خصوصاً انتظامیہ و عدلیہ یعنی حاکم و قاضی پر ہوتا ہے۔ اگر انتظامیہ و عدلیہ آزاد و خود مختار اسلامی عدل کے اصولوں کے مطابق عمل نہ کریں تو پھر یہ پورا نظام ناکام اور بے اثر ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے حاکم و قاضی کے کردار کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اس کے لیے خصوصی احکامات و شرائط متعین کیے ہیں۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا!

"اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ رہتا ہے۔ جب تک وہ ظلم نہ کرے جب وہ ظلم کرنے لگتا ہے تو اللہ اسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہے اور شیطان اس سے چمٹ جاتا ہے۔ (احسن خطیب: فقہ اسلام۔ نفیس اکیڈمی۔ کراچی)

حضرت علیؑ نے فرمایا!

"قاضی کی چار قسمیں ہیں جن میں تین جہنمی اور ایک جنتی ہے ایک وہ کہ جانتا ہے کہ وہ غلط فیصلہ کر رہا ہے۔ جہنمی ہے۔ دوسرا وہ کہ نہیں جانتا کہ غلط فیصلہ کر رہا ہے جہنمی ہے۔ تیسرا وہ کہ فیصلہ صحیح کر رہا ہے مگر جانتا نہیں کہ اس کا فیصلہ صحیح ہے یا غلط ہے جہنمی ہے اور چوتھا کہ جو جانتا ہے کہ وہ صحیح فیصلہ کر رہا ہے اور پھر فیصلہ بھی حق پر کرتا ہے جنتی ہے۔"

(شیخ الحر العاملی: وسائل الشیعہ کتاب القضاء صفحہ نمبر ۱۲۷)

قرآن کریم میں ارشاد ہوا!

" اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کردو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے کرو اللہ تمھیں نصیحت کرتا ہے ۔ اللہ یقیناً سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ۔ (النساء: ۵۸)

رسول اکرمؐ نے فرمایا!

" اے علیؑ جب تمھارے سامنے دونوں فریق بیٹھ جائیں تو اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کرنا جب تک تم مدعی کا بیان سننے کے بعد مدعا علیہ کا بیان بھی نہ سن لو اگر تم یہ طریقہ اختیار کرو گے تو تم پر ساری حقیقت کھل جائے گی اور تم بہتر فیصلہ کر سکو گے ۔ (امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ جلد دوئم ۔ باب العمل فی القضاء ۔ صفحہ نمبر ۱۹۸ ۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شرائع الاسلام کے مطابق قضاء اس شخص کے لیے ہے جو شرعی قانون کے جزئیات کے فتوے دینے پر معین لوگوں پر قابلیت رکھتا ہو ۔ حقوق کے اثبات اور مستحقوں کے لیے ان کے لینے میں لیاقت رکھتا ہو قاضی کو شرع کی رو سے اس پر ولایت ہے کہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اور بعضے مقاموں پر ولی ہونے پر بھی قاضی کو ولایت ہوتی ہے ۔ قاضی کے صفات میں قاضی کا بالغ ہونا ، عقل کا کامل ہونا ، ایمان کا رکھنا ، عادل ہونا ، حلال زادہ ہونا ، شرع کے حکموں کو جاننا ، مرد ہونا شرط ہے ۔ قاضی کا کافر ہونا درست نہیں اس لیے کہ کافر کو امانت کی قابلیت نہیں ہوتی بدکار کا بھی قاضی ہونا صحیح نہیں عدالت کی شرطوں میں امانت دار ہونے اور واجب امور کی تعدیم نگہبانی بھی شامل ہے ۔ جو عالم نہ ہو وہ قاضی نہیں ہوسکتا اور جو فتویٰ دینے کے اہل نہ ہو اور اجتہاد نہ کرسکتا ہو وہ قاضی کے اہل نہیں ہے اور اجتہاد

کا رتبہ ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ علم کلام کو جانے ، علم اصول فقہ کو جانے ، صرف و نحو ، لغت زبان عرب اور علم منطق کا جاننا بھی شرط ہے اس کے ساتھ چار اصولوں وہ کتاب یعنی قرآن ، سنت ، احادیث و اجماع یعنی علماء کی پنچایت اور دلیل عقل کا جاننا ہے ۔ (علامہ حلی شرائع اسلام باب القضاء)

قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ مومن ہو متقی ہو ۔ عالم ہو عدل کرے مضبوط ارادے کا مالک ہو ، فوراً فیصلہ کرنے کی استطاعت رکھتا ہو قرآن و سنت و احادیث اور اجماع سے واقف ہو اصول فقہ سے واقفیت رکھتا ہو کسی کی طرفداری نہ کرتا ہو ، مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو سنتا ہو ، گواہوں کی شہادت کو سنے ، غصہ نہ کرتا ہو ، غصہ میں فیصلہ نہ کرتا ہو ، خندہ پیشانی سے ملتا ہو ، امیر و غریب ، حاکم و محکوم میں تفریق نہ کرتا ہو قضاء کے عہدہ خواہش نہ رکھتا ہو ، سیرت نبیؐ پر عمل کرتا ہو اور سیرت نبیؐ کے مطابق فیصلہ کرتا ہو ، جو قرآن و سنت اور اصول فقہ کے مطابق فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اور اعلیٰ کردار و اوصاف کا مالک ہو قاضی کے عہدہ کے اہل ہو سکتا ہے ۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا!

" قاضی کو چاہیئے کہ اپنے فیصلوں میں عدل کرے مسئلے کی علت کو پہچانے ۔ لوگوں کی طرف حاجت نہ رکھے یہ عہدہ اس کے لیے ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو ۔ یہ اس کو عطا کیا جائے گا جو کسی دوسرے مقام کی لالچ نہ کرے ۔ قاضی کو بیت المال سے دیا جاتا ہے اس لیے نہیں کہ وہ فیصلے کرتا ہے اس لیے کہ یہ اس کا حق ہے ۔ یا یہ کہ اس کا رزق ہے ۔

(شیخ الحر العاملی : وسائل الشیعہ ۔ جلد ۱۸ ۔ کتاب القضاء ۔ صفحہ نمبر ۱۱۴)

حدود کی اقسام و شرائط

اسلامی نظام عدل کے قیام، قوانین کے نفاذ، انسانی اصلاح و فلاح، جرائم کے سدباب، امن و امان اور سکون، مجرموں کو ان کے جرائم کے ارتکاب پر سزا، دوسروں کو جرائم کے ارتکاب سے روکنے، جرائم سے ہونے والے نقصانات کی تلافی، مظلوموں سے ہمدردی، ظالموں کے احتساب، انسانی حقوق، جان و مال، عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اصول و ضوابط اور احکامات اپنے انبیاء اکرام کے ذریعہ نافذ کئے جن پر عمل کرنے پر دنیاوی و اخروی زندگی کی فلاح کا دارومدار ہے اور اس پر انعام جنت اور نہ کرنے پر دوزخ کی سزا کا نظام قائم کیا ہے۔ مگر حقوق اللہ و حقوق العباد سے متعلق وہ اعمال جو معاشرے میں فوری فساد و بگاڑ پیدا کرتے ہیں ان کی سزا آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی دی جاتی ہے جو اللہ کی طرف سے اللہ کے نمائندے حاکم و قاضی نافذ کرتے ہیں اس انسدادی، تادیبی و احتسابی نظام کو اسلامی حدود و تعزیرات کا نظام کہتے ہیں۔

سزاؤں کی اقسام۔

اسلام نے جرائم کے ارتکاب پر دنیا میں حاکم و قاضی یعنی عدالتوں کے ذریعہ جو سزائیں نافذ کرنے کے لیے مقرر و متعین کی ہیں یا جن کا تعین عدالتی صوابدید پر منحصر ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حدود ۲۔ تعزیرات ۳۔ قصاص و دیات جن کے تحت:

۱۔ جرمانہ ۲۔ جلاوطنی ۳۔ سزائے موت ۴۔ رجم ۵۔ ارش ۶۔ ضمان ۷۔ کوڑے ۸۔ قید وغیرہ شامل ہیں۔

جرائم مستوجب حد۔

وہ جرائم جن پر حد کا نفاذ ہوتا ہے ان میں منشیات (شراب نوشی)، چوری، ڈکیتی، زنا، قذف، ارتداد، بغاوت، لواطت، شامل ہیں جب کہ بعض علماء نے مساحقہ، قیادت، جانوروں کے ساتھ بد فعلی اور جادو کو بھی شامل کیا ہے۔

حدود کے لغوی معنی۔

حدود حد کی جمع ہے جس کے لغوی معنی باز رکھنا، محدود کرنا، منع کرنا، گھر کے لیے حد مقرر کرنا، روکنا، مقرر کرنا وغیرہ ہیں۔(۱)

حد کے معنی منع کرنا بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ دربان کو حداد کہتے ہیں کیوں کہ وہ وہ کسی شئی، جانور یا شخص کو گھر میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ اسی طرح دو چیزوں کے درمیان فصل کو بھی حد کہتے ہیں۔(۲)

فیروز اللغات میں لکھا ہے کہ دو چیزوں کے درمیان روک، دھار کو حد کہتے ہیں۔(۳)

حدود شرعی بھی اس واسطے جاری ہوتی ہیں کہ مجرم کو یا اس کی عبرت سے دوسروں کو ایسے فعل کے ارتکاب سے منع کرے (۴)

قرآن میں کئی مقامات پر حدود کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسا کہ:

تلک حدود الله فلا تعتدوها ومن یتعد حدود الله فاولٰئک هم الظلمون (۵)

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے آگے نہ بڑھو جو اللہ کی مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھتے ہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔

تلک حدود الله یبینها لقوم یعلمون (۶)

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں جنہیں اللہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے

اس قوم کے لئے جو جاننا چاہتی ہے

حد کے اصطلاحی و شرعی معانی۔

اصطلاح میں حد وہ سزا ہے جو معین ہے اللہ کے حق کے لئے واجب ہوتی ہے۔ فقہاء نے حد کی مندرجہ ذیل تعریف کی ہے۔

۱۔ **عقوبۃ مقدرۃ تجب حقاً لله۔** (۷)

سزا جو معین ہے اللہ کے حق کے لئے واجب ہوتی ہے۔

۲۔ شریعت میں حد ایسی عقوبت مقدورہ ہے جو اللہ کے حق کے واسطے ہو پس قصاص کو حق نہیں کہیں گے اس واسطے کے وہ حق العبد ہے۔ تعزیر کو حد نہ کہیں گے اس واسطے کہ وہ مقدورہ نہیں ہے اس کا رکن یہ ہے کہ اسے امام المسلمین قائم کرے یا نائب امام۔ (۸)

۳۔ شریعت میں حد ایک ایسی سزا ہے جو خالص حق الہی کے لئے مقرر کردی گئی ہے حق کے قصاص کو حد نہیں کہتے کیونکہ بندہ کا حق ہے۔

حد شروع کرنے کا اصلی مقصد یہ ہے کہ جس امر سے بندوں کو ضرر پہنچتا ہے اس کے کرنے والے کو زجر کیا جائے۔ (۹)

۴۔ حضرت علیؑ نے فرمایا!

> کہ اللہ نے حدود مقرر کر دئے ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو اس نے فرائض کو معین کردیا ہے ان میں کمی نہ کرو کچھ کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے ان کو اپنے اوپر سوار نہ کرو وہ بھول کر خاموش نہیں ہوا بلکہ جان بوجھ کر خاموشی اختیار کی ہے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے اسے قبول کرو (۱۰)

مندرجہ بالا آیات و حدیث کے مطابق حدود وہ سزائیں ہیں جو حقوق اللہ کی خلاف

ورزی پر نافذ ہوتی ہیں۔ جنہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معین و مقرر کیا ہے۔ ان میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی انہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔

حد کے نفاذ کے لیے شرعی شرائط اور عام مستثنیات۔

اسلام نے حدود کے نفاذ کے لیے کچھ شرائط، اصول و ضوابط اور عام مستثنیات متعین کی ہیں تاکہ بے گناہ و معصوم افراد کو نقصان نہ ہو، عدل و انصاف کے لیے قانون کا صحیح نفاذ ہو، اصل مجرم کو قرار واقعی سزا ملے اس لیے کہ حدود کے نفاذ کا مقصد جرائم پیشہ افراد کو جرائم پر سزا دینا ہے اور دوسروں کو جرائم کے ارتکاب سے روکنا ہے تاکہ معاشرے میں فتنہ و فساد اور بد نظمی کا سد باب کیا جاسکے۔ لوگوں کی جان و مال و عزت وآبرو اور انسانی ضروریات کا تحفظ ہو تاکہ اپنی حاجات باآسانی پوری کر سکیں۔ معاشرے کے انفرادی حقوق اور اجتماعی حقوق متاثر نہ ہوں۔ اس طرح پر امن معاشرے کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جس میں عدل و انصاف رائج ہو، ظلم کا خاتمہ ہوجائے۔ اسلامی نظام عدل میں مقدمات کے فیصلے مکمل یقین، شرعی شرائط کے مطابق اور علم شہادت کے اعتبار پر کیے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ معمولی شک و شبہات سے بھی حد ساقط ہوجاتی ہیں۔ اجرائے حد سے متعلق شرعی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ شک و شبہات:۔

اسلامی قوانین کا یہ اصول حدود و تعزیرات کے نفاذ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قانون میں یہ اہم اصول ہے کہ "شک و شبہات سے حدود ساقط ہوجاتی ہیں" اور شبہ کا فائدہ ملزم کو ملتا ہے۔ یہ اصول سب سے پہلے اسلام نے لازمی قرار دیا ہے جو کہ آج دنیا کے تمام قوانین میں سزا کے نفاذ کے لیے بنیاد سمجھا جاتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلے میں واضح احکامات موجود ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سزا دینے سے بہتر ہے کہ معاف کر دو اگر شک میں مبتلا ہو جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دفع کرو اور لوٹا دو حدود کو مسلمانوں سے جہاں تک تم سے ہوسکے پھر اگر ہو سکے کوئی شکل ملزم کی رہائی کیلئے تو چھوڑ دو اس کو اس کے لئے کہ امام خطاکار کو اگر بخش دینے میں غلطی کرے تو بہتر ہے اس سے کہ خطاکار کو سزا دینے میں غلطی کرے ۔(۱۱)

اسی طرح ابن عباس سے یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شبہات واقع ہونے پر حدود کو لوٹا دو ۔ (۱۲)

حضرت ماعزؓ کا واقعہ ایک اہم نظیر ہے جس سے بنیادی اصول وضع ہوتے ہیں ۔ جب ماعزؓ نے اقرار زنا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! واپس پلٹ جا ، پھر حضورؐ نے پوچھا کیا یہ دیوانہ ہے ۔ آپؐ کو یہ بتایا گیا کہ دیوانہ نہیں ہے ۔ آپؐ نے فرمایا کہ شراب پی رکھی ہے لوگوں نے بو سونگھ کر بتلایا کہ نہیں پی ۔ آپؐ نے ماعزؓ سے کہا کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہو ، ہاتھ لگایا ہو یا صرف دیکھا ہو آپؐ نے جرح مکمل کی پھر اس پر حد نافذ کی ۔ (۱۳)

حضورؐ کے سامنے جتنے واقعات / مقدمات پیش ہوئے آپؐ نے اسی طرح مجرم کو موقع دیا اور جرح کی تاکہ شک و شبہات دور ہوں پھر حد نافذ کی ۔

۲۔ بچوں کے افعال مجرمانہ یا بلوغت کی شرط ۔

دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے شریعت اسلام نے یہ اصول دیا کہ بچوں کے افعال مجرمانہ قابل مواخذہ نہیں ہوتے اس لیے کہ وہ عقل و شعور نہیں رکھتے یا ان کی عقل پختہ نہیں ہوتی ، انھیں اچھائی و برائی کی تمیز نہیں ہوتی شریعت بچوں سے در گزر کرتی ہے اس لیے کہ وہ اپنے فعل کو سمجھ نہیں سکتے ۔ لہذا ان کے

افعال پر حد نافذ نہیں ہوتی جب تک وہ بالغ نہ ہو جائیں۔

جیسا کے قرآن میں ارشاد ہے:

واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستأذنوا کما ستاذن الذین من قبلھم (۱۴)

"اور جب تمھارے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی (گھر میں داخلے کے لیے) اجازت لینا چاہیے جیسا کے ان کے اگلے لوگ اجازت لے چکے ہیں"۔

"ابی مریم سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا امام جعفر صادقؑ سے کہ جو لڑکا ابھی بالغ نہیں ہوا اور کسی عورت سے مجامعت کرے تو ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک ہوگا آپ نے فرمایا لڑکے پر حد نہیں لہذا اسے تعزیراً کوڑے مارے جائیں گے جو حد سے کم ہوں گے اور عورت پر پوری حد ہوگی راوی نے کہا میں نے سوال کیا نابالغ لڑکی کے ساتھ مرد زنا کرے آپ نے نے کہا کہ لڑکی کو حد سے کم کوڑے مارے جائیں گے اور مرد پر پوری حد جاری ہوگی"۔ (۱۵)

امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال کیا گیا کہ جب کوئی مرد کسی بچی کے ساتھ زنا کرے تو اس پر کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کے مرد پر حد نافذ ہوگی آپ سے پوچھا گیا اگر بچہ کسی عورت سے مجامعت کرے آپ نے فرمایا عورت پر حد ہوگی بچہ پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (۱۶)

۳۔ جبر و اکراہ اور اضطرار۔

حد کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ فاعل و مفعول فعل کو با اختیار بغیر کسی جبر و اکراہ یا اضطرار اور خوف کے بجالائیں۔

اکراہ سے مراد کسی شخص سے موت یا ضرر کے خطرے کے تحت فعل کا

ارتکاب ہو یا کسی اور شخص کی جان و مال یا عزت کو نقصان پہنچانے کا خطرہ ہو۔

اضطرار سے مراد ایسی حالت ہے جس میں ناقابل برداشت بھوک، پیاس یا شدید بیماری کی وجہ سے موت کا خطرہ ہو۔

چنانچہ کسی فعل کے انجام دینے پر اکراہ و اضطرار تامہ سے مجبور کیا جائے تو کوئی سزاء نہیں جیسا قرآن نے فرمایا!

من کفر باللّٰہ من بعد ایمانہ الّا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان ۝ (١٧)

"جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرے بجز اس صورت کے کہ اس پر زبردستی کی جائے درآنحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو"۔

اسی میں ارشاد ربی ہے

فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ۔ (١٨)

"لیکن جو شخص مضطر ہو جائے اور نہ بے حکمی کرنے والا ہو اور نہ حد سے نکل جانے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

عبدالجبار بن وائل سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر حد نہ لگائی اور قائم کی حد اس پر جس نے اس پر زنا کیا۔ (١٩)

۴۔ مجنون یا غیر عاقل پر حد:

اسلام عین فطرت ہے اس کے قوانین بھی عین فطرت ہیں اسی لیے اسلامی حدود کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ مجرم صاحب عقل ہو مجنون یا غیر عاقل نہ ہو مجنون پر حد جاری نہیں ہوتی۔ حد جاری کرنے کے لئے عاقل ہونا ضروری ہے۔ بے عقل کی کیفیت مجنون اور بے وقوف کی ہوتی ہے عقل کی کمی کی وجہ سے اسے

اچھے اور برے کی تمیز نہیں رہتی۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا!

"مجنون و نابالغ اور نیند میں مبتلا شخص پر حد نہیں ہے۔"

اس شرط کی غایت یہ ہے کہ وہ شخص تمیز کرے اچھائی اور برائی میں اور اور اپنے جسم اور ذہن پر اس حد کے اثرات محسوس کرے کیونکہ حد کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ جرم سے باز آجائیں جن سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے اور ملک فتنہ و فساد سے پاک ہو لوگ عبرت پکڑیں، حصول عبرت کے لئے عقل و احساس ناگزیر ہے

۵۔ بیماری یا کمزوری کی حالت میں حد کا نفاذ۔

حد کا مقصد جرم سے متعلق متعین سزا کا اجراء ہے اور یہ سزا جرم کی نوعیت کے مطابق شارع نے مقرر کی ہے جس میں کمی و بیشی کی کوئی گنجایش نہیں ہوتی۔ اس سزا کا مقصد زیادتی و تشدد نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے سزا کے نفاذ کے وقت مجرم کی جسمانی کیفیت کمزوری و بیماری کو مدنظر رکھا ہے تاکہ کہیں مجرم پر متعین سزا سے زائد سزا کا نفاذ نہ ہوجائے اور عدل و انصاف قائم نہ رہ سکے۔

جس شخص پر حد نافذ کی جائے اجراء کے وقت سلیم البدن ہو مریض اور کمزور آدمی پر حد نہیں جاری کی جائے گی۔ کیونکہ وہ برداشت نہیں کر پائے گا اور اللہ تعالیٰ کسی بندے پر اس کی طاقت سے زیادہ وزن ڈالنے سے منع کرتا ہے۔

لا یکلف اللّٰہ نفساً الا وسعھا۔ (۲۰)

"اللہ کسی کو ذمہ دار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق"

۶۔ نیند میں، نابالغ اور مجنون کے لئے حکم۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اٹھایا گیا قلم تینوں اشخاص

ہے یعنی تینوں اشخاص پر تکلیف شرعی نہیں ایک سونے والا یہاں تک جاگے ، لڑکا کہ جب بالغ ہو مجنون یہاں تک کہ اس کی عقل آوے ۔

(۲۱)

۷۔ افعال کے حرام ہونے کا علم اور خطا کے اثرات۔

شریعت اسلام میں فاعل و مفعول کو یعنی مجرم کو اس فعل کے حرام ہونے کا علم ہو کہ یہ فعل شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ اسی لیے شریعت نے علم کے حاصل کرنے کا حکم دیا ہے ۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عظیم اصول کو عام کیا ہے اب علم کے آجانے کے بعد اگر کوئی شخص بلا جبر و اکراہ و اضطرار جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر حد نافذ ہوگی ۔ اسی طرح اگر کوئی جرم غلطی اور بھول چوک سے سرزد ہو جائے تو اس پر بھی حد ساقط ہو جاتی ہے اس لیے کہ اس میں مجرمانہ نیت شامل نہیں ہوتی علم کا نہ ہونا ، بھول چوک وغیرہ شبہات پیدا کرتے ہیں اور شبہات حدود کو ساقط کرتے ہیں ۔ پھر قاعدہ ہے کہ شبہات میں حد جاری نہیں کی جاسکتی اس لئے علم نہ ہونے اور خطاء و بھول چوک پر بھی فعل کے سرزد ہو جانے پر بھی حد نافذ نہیں ہوگی ۔

جیسا کہ قرآن نے کہا!

ولیس علیکم جناح فیما اخطا تم به ولکن ما تعمدت قلوبکم (۲۲)

" تمھارے اوپر کوئی گناہ نہیں جو تم سے بھول چوک ہو جائے ہاں (گناہ تو اس پر ہے) کہ جو تم دل سے ارادہ کر کے کہو "

وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطا (۲۳)

" اور یہ کسی مومن کی شان نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کر دے بجز غلطی کے "

۸۔ ارادہ و قصداً یا نیت کی شرط۔

شریعت نے افعال کے ارتکاب میں قصد و ارادہ اور نیت کو بنیادی حیثیت دی ہے اگر افعال کسی خاص نیت یا ارداہ سے نہ کئے گئے ہوں اور وہ افعال قابل مواخذہ ہوں تو ان پر حد نافذ نہ ہوگی اس لیے کہ فعل کے ارتکاب میں ارادہ و نیت شامل نہیں۔

وہ جرائم جن میں مجرم کا ارادہ نہیں ہے بلکہ وہ عقل کی کمی کی وجہ سے نادانی سے، علم کے نہ ہونے کی وجہ سے مجبور ہوکر، نشہ میں، نیند کے دوران کوئی فعل انجام دیتا ہے۔ دراصل اس میں اس کا ارادہ شامل نہیں ہوتا اور اسلام کا دوسرے قوانین پر امتیاز ہے کہ وہ گرفت نہیں کرتا جب تک کوئی مکمل ارادے سے کسی جرم کا ارتکاب نہ کرے۔

ومن یقتل مومناً متعمداً فجزآؤہ جھنم ○ (۲۴)

"جو کوئی شخص مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے"

فعل کے ارتکاب کے لئے ضروری ہے کہ اس میں قصد شامل ہو۔

اگر وہ قصد نہیں ہے بھول ہے، غلطی ہے، نادانی ہے، نسیان شامل ہے تو عذر شرعی تسلیم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ایک دعا ہے۔

ربنا لا تؤخذنا ان نسینا او اخطانا۔

اے ہمارے پالنے والے ہم پر گرفت نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔

۹۔ قانونی مدافعت۔

شریعت نے ہر شخص کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی جان و مال عزت و آبرو اور دوسرے کی جان و مال اور عزت و آبرو کی خاطر حق مدافعت خود اختیاری استعمال

کرے اس خاص قانونی مدافعت کا مقصد اعتداء یعنی ظلم و زیادتی کو روکنا ہے اس لیے جائز قانونی مدافعتی فعل پر سزا نہیں ہے جیسا کہ قرآن کی سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم ۔(۲۵) پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر کی ہے۔

اسی طرح رسول اکرمؐ نے فرمایا! "کسی کے مال کو بغیر کسی حق کے چھینا جا رہا ہو اور وہ اسے بچانے کے لیے لڑے اور قتل ہو جائے تو شہید ہے۔"

"اگر کوئی شخص بلا اجازت تمھارے گھر میں جھانکے اور تم اس کے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ ضائع ہو جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں

فعل مدافعت حق ہے اسی طرح اگر کوئی عزت پر حملہ کرے تو عزت بچانا فرض ہے اسی طرح اگر کوئی مجنون یا پاگل حملہ کرے تو اس سے مدافعت بھی حق ہے اس کے لیے کوئی جوابدہی نہیں ہے۔ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اعتداء اور عدوان عملاً موجود ہو اور اس ظلم کو کسی اور طریقہ سے دفع نہ کیا جاسکتا ہو اور اس میں طاقت کا استعمال اسی کے برابر استعمال ہوگا اس سے زیادتی نہیں ہے۔

۱۰۔ نشہ کی حالت میں جرم کا ارتکاب۔

اگر کسی شخص کو جبراً نشہ آور شئے پلادی جائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے نشہ آور مشروب پیا ہے جس پر وہ مدہوش ہو کر نشہ میں مست ہو کر کسی فعل کا ارتکاب کرے تو اس فعل پر سزا نہیں دی جائے گی اس لیے کہ اس نے اس حالت میں جرم کا ارتکاب کیا ہے جب اس کی عقل زائل ہو چکی ہے اس لیے اس کا حکم مجنون اور نائم کی طرح ہوگا۔ مگر اگر کوئی شخص اختیار سے نشہ کا استعمال کرے اور جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر سزا لازم ہے۔

نفاذ حد کی کیفیت۔

جرم ثابت ہونے کے بعد حد کا نفاذ ہوگا، تعزیر ہوگی یا جرمانہ واجب الادا ہوگا۔ اب شریعت نے وہ اصول وضوابط اور طریقے سکھلائے ہیں کہ جن کے تحت ان سزاؤں کا اجراء عمل میں آتا ہے۔ جنہیں فقہاء نے بڑی تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ ہم چند کتابوں سے انہیں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ اس بات کا اندازہ ہوجائے کہ شریعت نے ہر معاملے میں کس قدر فطرت کے تقاضوں کے مطابق عدل کا لحاظ کیا ہے۔یہی باتیں اسلامی قوانین کو دیگر قوانین سے ممتاز کرتی ہیں۔

فقہا اہلسنت کے مطابق کیفیت حد۔

حد کی کیفیت کے بارے میں امام قدوری نے لکھا:

"زنا کا جرم ثابت ہونے کے بعد جب حد واجب ہو جائے تو اگر زانی محصن ہے تو اسے سنگسار کیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے اسے میدان میں لے جائیں اور سنگسار کرنا گواہوں سے شروع کریں پھر حاکم اس کے بعد عام لوگ۔ یعنی جب زنا گواہی سے ثابت ہو تو گواہوں کے امتحان کے لئے پہلا پتھر ان سے لگوایا جائے کہ آدمی کے مارنے سے انہیں خوف چڑھ جاتا ہے اور وہ حد نہیں مارتے گواہی سے پھر جاتے ہیں اگر زانی نے خود اقرار کیا ہے اور اس کے اقرار سے زنا ثابت ہوا ہے، تو پہلا پتھر حاکم مارے پھر لوگ۔ زانی کو سنگسار ہو کر مارے جانے کے بعد غسل اور کفن دیا جائے اور اس کے جنازے پر نماز پڑھی جائے۔ اگر محصن نہیں ہے اور آزاد بھی ہے تو اس کی حد سو کوڑے ہیں۔ ایسے کوڑے مارنے کا حکم دے گا جس میں گرہ نہ ہو اور ضرب متوسط درجہ کی ہو اور ضرب تمام بدن پر ماریں گے سوائے اس کے منہ اور شرمگاہ کے۔ اگر زانی غلام ہے تو اس کو پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔

اگر زنا کا اقرار کرنے والا اپنے اوپر حد قائم ہونے سے پہلے یا درمیان میں اپنے اقرار سے پھر جائے تو پھر اس کا پھرنا قبول کیا جائے گا اور اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

حاکم کے لئے مستحب ہے کہ اقرار کرنے والے کو اقرار سے پھرنے کی تلقین کرے اس سے کہے کہ شاید تو نے چھوا ہو شاید پیار کیا ہو اس میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔

حد جاری کرتے وقت عورت کے کپڑے نہ اتارے جائیں ہاں اگر وہ کوئی پوستین یا کوئی روئی دار کپڑا پہنے ہو۔ عورت کو سنگسار کرنے میں اس کے لئے ایک گڑھا کھود لیا جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غامدیہ عورت کے لئے گڑھا چھاتی تک کھدوایا تھا۔ اس میں عورت کے پردہ کا لحاظ ہوتا ہے۔ مرد کے لئے گڑھا نہیں کھدوایا جاتا اس لئے کہ ماعز کے لئے گڑھا نہیں کھودا گیا تھا۔ (۲۶)

شرح وقایہ میں کیفیت حد زنا کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ "اگر زانی محصن ہو یعنی آزاد مکلف مسلمان اور وطی کر چکا ہو نکاح صحیح کے ساتھ اور مرد عورت دونوں صفت احسان پر ہوں وقت وطی کے تو اس کو میدان میں سنگسار کرے (اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگسار کیا ماعز کو وہ محصن تھے) یہاں تک کہ مرجاوے اور سنگ سار کرنا پہلے گواہوں سے شروع کرے پھر حاکم اور پھر دوسرے لوگ۔ اس واسطے روایت کی ہے کہ ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے کہ حضرت علیؑ جب زنا ثابت ہوتا گواہوں سے تو پہلے گواہوں کو حکم کرتے کہ وہ رجم کریں پھر آپؑ رجم کرتے اور پھر اور لوگ اور جو وہ اقرار سے ہوتا تو اول آپؑ شروع کرتے پھر اور لوگ، اگر

گواہ سنگسار کرنے سے انکار کریں یا غائب ہوجائیں یا مرجاویں تو حد
ساقط ہوگی ۔ اگر زانی خود مقر ہو تو پہلے حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ ۔
اور غسل دیا جاوے اور تکفین کی جاوے اور نماز پڑھی جاوے اس پر
اس واسطے کے ماعز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کرو تم اس کے ساتھ جیسا کرتے ہو تم اپنے مردوں کے ساتھ ، غسل
سے کفن سے اور خوشبو لگانے سے اور نماز پڑھنے سے ۔

اگر زانی محصن نہ ہو تو اس کی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک
ہو تو پچاس کوڑے ۔ کوڑا ایسا ہو کہ اس کی چوٹی میں گرہ نہ ہو اس واسطے کہ ایسا
ہی کیا حضرت علیؑ نے اور چوٹ متوسط ماریں نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ سر،
چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ ماریں اس واسطے کے حکم دیا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے حد مارنے والے کو بچاوے منہ کو اور ذکر کی جگہ کو ، حد
مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کریں اس واسطے کے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حد ماری
جاوے مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کے ۔۔۔۔ اس واسطے کے حلال نہیں
ہے اس حالت میں ننگا کرنا اور نہ زمین پر لٹا کر گھسیٹ کر نہ ماریں اور کوڑا مارتے
وقت سر پر نہ کھینچیں تاکہ چوٹ سخت نہ لگے ۔ یا کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹیں کہ
زخم کر دے ۔ عورت کے کپڑے نہ اتارے جائیں سوائے پوستین اور روئی دار کے
اور حد ماری جائے بٹھا کر کے اور جائز ہے کہ اس کے سنگسار کرنے کو ایک گڑھا
کھودلیں اس واسطے کہ گڑھا کھودا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت علیؑ
نے واسطے اس عورت کی چھاتی تک اور نہ مرد کے لئے اس واسطے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گڑھا نہیں کھودا ماعز کے لئے اور محصن کو کوڑے اور سنگسار
کرنا دونوں نہ کیے جاویں یعنی دونوں سزا نہیں دینی چاہیے کہ اس واسطے کے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح غیر محصن کے لئے اور جلا وطن کے لئے کوڑے

نہیں مارے ۔ امام شافعی کے نزدیک کوڑے اور جلاوطنی دونوں ہیں اس واسطے کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکر جب زنا کرے بکر کے ساتھ تو سو کوڑے ہیں اور جلا وطن مع ایک ساتھ ۔۔۔۔ روایت کیا مسلم اور یہ حدیث منسوخ ہے ۔ اس طرح حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں جلا وطن کروں گا کسی مسلمان کو البتہ حاکم سیاستاً یا کسی مصلحت کے واسطے جلا وطن کرے چند دن کے لئے تو درست ہے اگر بیمار پر سنگسار ہے تو سنگسار کیا جاوے بیمار کو کوڑے نہ مارے جاویں جب تک وہ اچھا نہ ہوجاوے ۔ اسلئے سنگسار میں مقصود مار ڈالنا ہے کوڑے مارنے میں غرض جھڑک دینا ہے حاملہ عورت وضع حمل ہونے تک ۔ (۲۷)

فتاویٰ ہندیہ کے مطابق امام المسلمین کے واسطے مستحب ہے کہ ایک جماعت مسلمانوں کو حکم ہے کہ اقامت رجم کے واسطے حاضر ہوں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ رجم کے وقت مثل نماز صف بستہ ہوں ۔ ہرگاہ جونسی صف رجم کرے وہ پیچھے ہٹ جائے ان کے سوا دوسرے آگے بڑھیں اور رجم کریں ۔

اگر رجم گواہوں کی موجودگی سے ثابت ہو تو پہلے گواہ رجم کریں پھر امام اور پھر اور لوگ ۔ اگر گواہوں نے ابتداء کرنے سے انکار کر دیا تو مشہود علیہ کے ذمہ سے حد ساقط ہوجائے گی کیونکہ گواہوں کے انکار سے رجم سے شبہ پایا گیا ہے اور شبہ سے حد ساقط ہوجائے گی ۔ مگر گواہوں پر حد واجب ہوگی کیونکہ ان کا رجم کرنے سے انکار کرنا صریح رجوع از شہادت نہیں ہے ۔

اگر گواہوں میں سے کوئی مر گیا یا غائب ہوگیا تو حد ساقط ہو جائے گی ۔ اگر گواہوں میں کوئی ایسی بات پیدا ہو گئی وہ اہلیت شہادت سے خارج ہو گئی مثلاً مرتد ہو گیا اندھا ، گونگا ، فاسق ، قذف کی حد بھی ماری گئی تو حد ساقط ہوجائے گی اس میں کوئی فرق نہیں کہ قبل قضاء کے یا بعد قضاء کے ہوں ۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ گواہوں کی موت سے حد ساقط نہیں ہوگی ۔

اگر مجرم نے خود اقرار کیا ہے تو امام المسلمین ابتداء کرے گا۔ مرجوم کو غسل دیا جائے گا اور کفن پہنایا جائے گا اس پر نماز پڑھی جائے گی غیر محصن ہو تو سو کوڑے اگر آزاد اور بالغ ہو تو اگر غلام ہے تو پچاس کوڑے اگر ایک محصن اور ایک غیر محصن ہے تو تو ایک کو کوڑے اور دوسرے کو رجم کیا جائے گا۔

اگر مجرم مریض ہے اور رجم کی حد واجب ہے کہ قائم کی جاوے کیونکہ تاخیر سے کوئی فائدہ نہیں اگر درے واجب ہو جائیں تو فی الحال نہ مارے جائیں یہاں تک کہ اچھا ہو جاوے اگر ایسا مریض ہے کہ زندگی سے مایوس ہے تو قائم کی جاوے"

حاملہ عورت کو حد نہ ماری جاوے خواہ حد کوڑے ہوں یا رجم۔ وضع حمل کے بعد سزا پر عمل درآمد ہو گا۔ اس کو دو سال کی مدت ہو گی۔

اگر عورت پر زنا کی گواہی دی اس نے دعویٰ کیا کہ وہ عذراء یا رتقاء ہے۔ حد نہ ہو گی نہ گواہوں پر اور سخت گرمی یا جاڑے میں حد نہ ہو گی ایک مرد نے اقرار زنا کیا قاضی نے اس کے رجم کا حکم دیا پس اس کو لوگ رجم کے لئے لے گئے اگر اس نے اقرار سے رجوع کیا حد نہ ہو گی۔

قاضی کے رجم کو باطل کرنے کے حکم سے پہلے کوئی شخص بطور رجم اس کو قتل کر دیتا ہے تو قاتل پر کچھ نہیں اور اگر قاضی کے رجم کو باطل کرنے کے بعد کوئی اس کو قتل کرتا ہے تو اس قاتل کو بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ جس شخص نے دارالحرب میں زنا کا اقرار کیا اس پر حد نہیں (۲۸)

شیعہ فقہاء کے مطابق:۔

" اگر آزاد مرد زنا کرے تو حد ہے۔ دوسری مرتبہ زنا کرے تو پھر حد لگائیں گے اور تیسری مرتبہ اسے قتل کر دیں، بعض فقہا نے چوتھی مرتبہ میں اسے قتل کرنے کا کہا ہے اور یہی اولیٰ ہے اور غلام یا لونڈی اور مملوک پر سات مرتبہ حد

ہوگی اور آٹھویں مرتبہ قتل ہے ۔ بعض فقہانے نویں مرتبہ قتل کو فرمایا ہے اور یہی اولی ہے اور (ایک مرتبہ) کئی بار کی زنا پر ایک حد لازم ہوگی خواہ کتنے ہی مرتبہ زنا کیا ہو اور اگر بہت سی عورتوں کے ساتھ علاحدہ بہت دفعہ زنا کیا تو اس پر عورتوں کی گنتی کے مطابق حد لگائیں گے ۔ اگر ذمی کافر ذمیہ عورت سے زنا کرے تو امام علیہ السلام پر اختیار ہے خواہ اسے اس کے مذہب والوں کے پاس بھجوا دیں کہ اپنے اعتقاد کے مطابق حد جاری کریں خواہ ملت اسلام کے مطابق اس پر حد جاری کریں ۔ اور پیٹ والی عورت پر وضع حمل تک اور نفاس کے دن گزرنے تک حد جاری کرنا جائز نہیں خواہ زنا کا پیٹ ہو یا غیر زنا کا اگر دوسری دودھ پلانے والی بہم نہ پہونچے تو دودھ پلانے کی مدت تک اس پر حد جاری نہ ہوگی ۔ اگر زانیہ عورت کی حد سنگساری ہو تو بیماری اور استحاضہ کے دنوں میں اس کا سنگسار کرنا جائز ہے اور بیمار اور مستحاضہ عورت کو جب اس کا قتل کرنا اور سنگسار کرنا واجب نہ ہو تو اسے اس لحاظ سے کوڑے نہ مارے جائیں کہ مبادہ کوڑے لگنے سے وہ مرجائے اور اچھا ہونے کا انتظار کریں گے ۔ اگر اس کی حد میں جلدی کرنا مصلحت ہو تو دستور کے مطابق اسے چھڑیوں سے کوڑے والی گنتی کے موافق ماریں گے ۔ اس میں ہر لکڑی کا محدود کے بدن پر لگنا ضروری نہیں ہے ۔ جنون اور ارتداد کے عارض ہونے سے حد زانی پر سے ساقط نہ ہوگی ۔

شیعہ فقہائے کے مطابق ۔

شرائع الاسلام کے مترجم نے جامع جعفری میں کیفیت حد کے بارے میں بیان کیا ہے کہ گرمی کی شدت کے وقت اور سردی کی شدت کے وقت حد کو جاری نہ کریں گے ۔ دین کے دشمن کی سرزمین پر بھی حد نہیں جاری کریں گے ۔ جو حرم میں پناہ لے اس پر بھی کوئی حد نہیں ہوگی ۔

اگر دو حدیں جمع ہوجاویں اگر سنگسار اور کوڑے جمع ہوجاویں تو پہلے

کوڑے ماریں گے پھر رجم کریں گے ۔ اگر محدود کا مار ڈالنا مقصود ہو تو پہلی حد کے زخموں کا بہتر ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا ۔ اگر موت نہ ہو تو پہلی حد کے زخموں کے بہتر ہونے کا انتظار کریں گے ۔ مرجوم کو زمین تک گاڑ دیں گے اگر گواہوں سے زنا ثابت ہے اور اگر وہ بھاگ جاوے تو پکڑ لاویں گے اگر اس کے اقرار پر ثابت ہوئی ہے تو پھر پکڑ کر نہ لاویں گے ۔ اس لئے کہ بھاگ جانا اس کے اقرار سے پھر جانے کے مترادف ہے واجب ہے کہ سنگسار کرنے میں پہلے گواہ پہل کریں اس کے بعد امام پھر سب لوگ پتھر ماریں اگر مرجوم کے اقرار سے ہو تو امام علیہ السلام پہل فرمائیں لوگوں کو اطلاع کرنا سنت ہے بہت سے لوگ سنگسار کرنے کے مقام پر جمع ہوں حد جاری کرنے کے مقام پر جماعت گروہ کا حاضر ہونا سنت ہے بعض کے نزدیک واجب ہے ۔

جب سنگسار کر چکیں تو اسے دفن کر دیں گے ۔ زانی کے ننگے بدن پر کوڑے لگائے جائیں گے لیکن دونوں شرمگاہیں ڈھنکیں ہوں گی ۔ مجرم کو کھڑا کیا جائے گا ۔ جدا جدا اس کے بدن پر ماریں گے اس کے منہ کو اور فرج کو بچائیں گے عورتوں کو بٹھا کر اس کے کپڑوں پر کوڑے ماریں گے ۔ غسل میت دیں گے اور دفن کریں گے ۔ (۲۹)

باب دوم :

حد سرقہ یعنی چوری

اسلام نے جس طرح جان و عزت و آبرو کو تحفظ فراہم کیا ہے اسی طرح انسانی مال کے تحفظ کا انتظام و انصرام بھی کیا ہے۔ مال کی چوری و ڈکیتی، رہزنی، دھوکہ دہی اور خیانت کو گناہ کبیرہ اور قابل نفرت قرار دیا ہے چنانچہ شریعت نے چوری ڈکیتی اور رہزنی پر سخت سزا مقرر کی ہے۔

یایھا الذین آمنوا لاتخونوا اللہ والرسول ولا تخونوا اماناتکم (۱)

اے ایمان والو اللہ اور رسولؐ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو

فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافاً و بداراً ان یکبروا (۲)

پس ان کا مال ان کے حوالے کردو اور مال کو جلد از جلد اسراف سے اور اس خیال سے کہ یہ بڑے ہوجائیں گے مت کھا ڈالو

یایھا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (۳)

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ ہاں البتہ تجارت اور رضامندی سے ہو۔

سرقہ کے معنی۔

سرقہ کے معنی کسی چیز کو دوسرے سے بطور (خفیہ) چھپا کر لے لینا کہلاتا ہے۔ شریعت میں عاقل و بالغ، بلا جبر و اکراہ کسی دوسرے کی ملک سے خفیہ طور پر کوئی محفوظ چیز یا مال جو کہ نصاب کے برابر ہو یا زیادہ ہو نکال کر لے جائے۔

سرقہ کی حد۔

اسلام نے جرم کی نوعیت اور اثرات کے مطابق اس کی سزا مقرر کی ہے۔ کیونکہ چوری اور ڈکیتی سے معاشرے میں خوف اور ہراس پیدا ہوتا ہے۔ لوگ گھروں میں اپنے مال کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ جس کی وجہ سے ان کا امن و سکون برباد رہتا ہے۔ امن عامہ میں خلل پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ چور کے لئے سخت سزا ہے۔ شارع اسلام نے چور کو لعنتی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت کی ہے۔ (۵)

چوری کے لئے سزا اللہ کی کتاب قرآن میں مقرر و معین ہے جیسا کہ سورہ المائدہ میں ارشاد ہے!

والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزآء بما کسبا نکالاً من الله ط والله عزیزالحکیم (۶)

چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اللہ غالب اور حکمت والا ہے

چوری کی سزا حدیث کے اعتبار سے:۔

ابو سلمہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے چور کے بارے میں فرمایا !

" اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر اگر چوری کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دو پھر چوری کرے تو ہاتھ کاٹ دو پھر کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دو " (۷)

" جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کے پاس

ایک چور لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ہاتھ کاٹ دو پھر لایا گیا کہا کاٹو اسی طرح تیسری دفعہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کاٹو اسی طرح پھر چوتھی دفعہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کاٹو اسی طرح پھر پانچویں دفعہ لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کردو ہم اس کو لے گئے اور اس کو قتل کردیا۔ (۸)

جب کوئی آدمی دوسری دفعہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے اور کوئی چور اپنی ہاتھ اور پاؤں چوری کی وجہ سے کٹوانے کے بعد تیسری دفعہ بھی چوری کرے تو اسے عمر قید کیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا مرجائے۔ (۹)

عن أحمد بن محمد عن حسين بن سعيد عن النصر بن سويد عن القاسم عن ابى عبدالله عليه السلام قال سا لته عن رجل سرق فقال سمعت أبى يقول أتى على عليه السلام فى زمانه بر جل قد سرق فقطع يده ثمه اتى به ثانيته فقطع رجله من خلاف ثم اتى به ثالثته فخلده فى السجن وأنفق عليه من بيت مال المسلمين وقال هكذا ضع رسول الله صلى الله عليه وسلم لا اخالفه۔ (۱۰)

امام محمد نے لکھا کہ ہمیں ابوحنیفہ نے خبر دی کہ بتلایا عمر بن مرۃ نے عبداللہ بن سلمہ کے حوالے سے کہا حضرت علیؑ نے کہ جو مرد چوری کرے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دو اگر اعادہ کرے بایاں پاؤں کاٹ دو پھر کرے تو اسے قید میں ڈال تو یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔ (۱۱)

اگر چور نے دوبارہ چوری کی اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا پھر اگر اس نے

تیسرے بار چرایا تو قطع نہیں ہے مگر برابر قید خانہ میں رکھا جائے گا جہاں تک کہ توبہ کرلے ۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا تیسری دفعہ اس کا بایاں ہاتھ کاٹا جائے ۔ اور چوتھی بار اس کا دایاں پاؤں کاٹا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص چوری کرے اسے قطع دو پھر دوبارہ کرے تو قطع دو تیسری بار کرے تو پھر قطع دو ابوداؤد نے یہ حدیث اسی طرح تفسیر کے ساتھ بیان کی ہے جیسے شافعی مذھب ہے ۔ اور ہماری دلیل حضرت علی کرم اللہ وجہ کا قول ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں اس کا ایک ہاتھ نہ چھوڑوں جس سے وہ کھائے اور استنجا کرے اور ایک پاؤں نہ چھوڑوں کے جس سے وہ چلے ۔ رواہ ابن ابی شیبہ ومحمد جب بقیہ صحابہؓ نے ان سے گفتگو کی تو آپؑ نے اسی حجت سے ان کو قائل کیا پس صحابہؓ کا اجماع منعقد ہوگیا اور اس دلیل سے کہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنا مار ڈالنے کے معنی میں ہے کیونکہ ایسا کرنے میں جنس منفعت زائل کردینا لازم آتا ہے حالانکہ حد صرف زجر کے واسطے سے نہ ہلاک کے واسطے سے اور اس دلیل سے کہ دوبارہ سزا پاکر تیسری بار اور چوتھی بار چوری کرنا نادر ہے حالانکہ زجر ایسے جرم میں ہوتا ہے جو اکثر پایا جاتا ہے برخلاف قصاص کے کہ وہ بندے کا حق ہے تو بندے کا حق پورا کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو قصاص لیا جائے گا یعنی اگر ظلم سے ہاتھ کاٹ ڈالا تو قصاص میں اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

صاحب ہدایہ نے مزید لکھا ہے ۔ شافعی نے حضرت جابرؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے اس کے اسناد میں مصعب بن ثابت راوی ضعیف ہے اور نسائی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اسکے علاوہ کئی فقہاء محدثین نے حدیث کو ضعیف کہا ہے ۔

اجماع صحابہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ حضرت عمرؓ کے دور میں ہوا جیسا کے روایت سعید بن منصور سے ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث اس بارے میں صحیح اسناد کے ساتھ نہیں پہنچی ۔ پس اعتماد اجماع صحابہ پر ہے کہ اول چوری پر دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور دوسری چوری میں بایاں پاؤں کاٹا جائے گا ۔ چنانچہ امام محمد کتاب الاثار میں روایت کی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ جب کسی نے چوری کی تو میں اس کا دایاں ہاتھ کاٹوں گا اور پھر اگر دوبارہ چوری کی تو میں اس کا بایاں پاؤں کاٹوں گا پھر اگر تیسری بار چوری کی تو میں اس کو قید خانہ میں ڈالوں گا یہاں تک کہ اس کی بھلائی بیان کی جائے یعنی اس کی توبہ بیان کی جائے کیونکہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کے اس کو ایسا چھوڑ دوں کے اس کا کوئی ہاتھ نہیں جس سے وہ کھائے ، استنجا کرے کہ پاؤں نہیں کہ اس پر چلے ۔ (۱۲)

چوری کی سزا قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور چوری کی حرمت پر قرآن و سنت اجماع اور عقل دلالت کرتے ہیں ۔ جس میں شک کی گنجائش باقی نہیں ۔ کیونکہ چوری پورے نظام اجتماع کو فاسد کر کے رکھ دیتی ہے ۔

امام رضا علیہ السلام نے دائیں ہاتھ کے کاٹنے کی علت کے بارے میں کہا ہے کہ چونکہ چور اس ہاتھ سے چیزوں کو پکڑتا ہے اور یہی ہاتھ انسان کے اعضاء میں افضل و فائدے مند ہے اللہ تعالیٰ نے چوری پر اس کو کاٹنے کا حکم دیا ہے ۔ تاکہ اس کے لئے عذاب دوسروں کے لئے باعث عبرت قرار پائے ۔ لوگ سوائے حلال طریقوں کے اموال حاصل نہ کریں اور چونکہ چور اکثر اسی ہاتھ سے چوری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر جائز طریقوں کے لوگوں کے مال کو حاصل کرنا حرام قرار دیا ہے ۔ اس سے ایک قسم کا فساد لازم آتا ہے اور فساد برپا کرنا حرام ہے ۔ اس میں نوع انسانی کی فناء پوشیدہ ہے اس واسطے کہ اگر چوری کو حلال قرار دیا جائے تو اس سے مال تباہ ہو کر رہ جائے گا اور لوگوں کو ایک دوسرے کے قتل کرنے کا موقع مل جائے گا ۔ ہر آدمی دوسرے کے مال کو غصب کرنے کی کوشش کرے گا

اور دوسرا اپنے مال کی حفاظت میں اس سے جنگ و جدال کرے گا۔ تو لامحالہ یہ موجب ہوگا کہ قتل و غارت اور لڑائی جھگڑا ہو نیز تجارت صنعت گری حفاظت مال سب ختم ہوجائیں گے علاوہ ازیں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک جب کسی گھر میں داخل ہوجائیں تو وہ گھر خراب ہوجاتا ہے اس میں برکت نہیں رہتی وہ چیزیں خیانت، چوری، شراب خوری اور زنا ہیں ۔ (۱۳)

چوری پر حد کے لئے ضروری شرطیں:۔

نصاب:۔

چوری پر حد کا نفاذ جب عمل میں لایا جائے گا جب چوری کا مال نصاب کے برابر ہو نصاب کے بارے میں فرمان رسول:۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں کاٹا جائے گا"

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمؐ کے زمانہ میں ڈھال یا حجفہ کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا" (۱۴)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی" (۱۵)

مندرجہ بالا تینوں احادیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح المسلم میں ان ہی راویوں سے روایت کیا ہے اسی طرح امام ولی الدین محمد بن عبداللہ نے مشکواۃ میں ان ہی راویوں سے ان ہی الفاظ میں مندرجہ بالا احادیث کو نقل کیا ہے۔

عمر بن شعیبؒ اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لٹکے ہوئے پھل کے بارے میں دریافت کیا گیا جو شخص پھل چوری کرے جبکہ اس کو خرمن جگہ دے اور اس کی قیمت ڈھال کی قیمت تک پہنچ جائے اسپر ہاتھ کاٹنا ہے۔ (۱۶)

حضرت علیؑ نے فرمایا چور کا ہاتھ ربع دینار کی چوری پر کاٹا جائے گا (۱۷)

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد شیرازی نے کتاب الحدود میں امام جعفر صادقؑ کے

حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

آپؑ نے فرمایا کہ چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا مگر اس چوری پر کہ جو دینار کی (1/4) چوتھائی تک پہنچ جائے اور جتنی بھی دینار کی قیمت ترقی کرتی جائے انہوں نے مزید لکھا ہے کہ نصاب کے معتبر ہونے پر اجماع متواتر موجود ہے۔ (۱۸)

حرز:۔

محفوظ مکان محفوظ جگہ۔ حرز دو طرح کا ہوتا ہے یعنی محفوظ مکان دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ حرز جو اپنی معنی کی وجہ سے حرز ہے جیسے کوٹھڑیاں، گھر اور دوسرا حرز وہ ہے جو نگاہ بان کی وجہ سے ہو یعنی جس چیز پر کوئی شخص نگہبان ہو وہ حرز حفاظت میں خواہ میدان میں ہو۔

حرز ضروری چیز ہے کیونکہ خفیہ نکال لینا بدون اس کے نہیں ہوگا حرز کبھی مکان کے ساتھ ہوتا ہے وہ مکان جو کہ حفاظت اور متاع لئے مہیاء کیا گیا ہو کبھی محافظ کے ساتھ کہ جب جو شخص راستہ یا مسجد میں بیٹھ گیا اس کا اسباب اس کے پاس رکھا ہے تو یہ اسباب اس کی وجہ سے حرز میں ہے مکان کا دروازہ کھلا ہو یا نہ ہو تب بھی مکان حرز ہے۔ہاتھ تب ہی کاٹا جائے گا کہ وہ مکان سے باہر لاوے کیونکہ باہر لانے سے پہلے مالک کا قبضہ قائم ہے علاوہ اس مال کے جو نگاہ بان کے قبضے میں ہے جو کہ اس کی حرز ہے۔اس مال کو جیسے ہی چور نے لیا ویسے ہی ہاتھ کاٹنا واجب ہے کیونکہ مال کا چور کے لیتے ہی قبضہ زائل ہو گیا پس چوری پوری ہو گئی۔ نگاہ بان خواہ جاگتا ہو یا سوتا ہو متاع اس کے نیچہ ہو یا قریب رکھا ہو کچھ فرق نہیں یہی قول صحیح ہے۔ (۱۹)

کتب اہلسنت سے چوری کی حد کے لیے شرائط واحکامات۔

جب کوئی عاقل و بالغ کسی محفوظ جگہ سے دس درہم چرائے خواہ وہ سکہ دار ہوں یا غیر مضروبہ یا دس درہم کی قیمت کی کوئی چیز چرائے تو اس پر قطع واجب ہے۔ غلام اور آزاد دونوں کے لئے ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت بھی برابر ہیں۔ ایک دفعہ کے اقرار سے یا دو گواہوں کی شہادت سے قطع واجب ہو جاتا ہے۔ اگر چوری میں ایک جماعت شریک ہو اور ان میں سے ہر ایک کے حصے میں دس دس درہم آجائیں تو ان سب کے ہاتھ کاٹنا چاہیئں اور اگر کم آتے ہوں تو ان کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے جو معمولی ہوں ان میں نہ کاٹے جائیں گے۔ جیسے سوختہ، گھاس نرسل، مچھلی اور نہ ان چیزوں میں جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے تر میوے، دودھ، گوشت، خربوزے، اور درخت پت لگے ہوئے میوے اور کھیتی جو ابھی نہ کٹی ہو اور نہ پینے کی ان چیزوں میں جو مستی اور نشہ لانے والی ہوں اور نہ طنبور میں اور نہ قرآن شریف کے چرانے میں اگرچہ ان میں سونے کا کام ہو اور نہ سونے چاندی کی صلیب میں اور نہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جو چھوٹے سے آزاد بچے کو چرالے جو زیور پہنے ہوئے ہو اور نہ بڑے غلام کے چرانے میں، نابالغ غلام کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور سوائے حساب کے دفتر کے کسی اور دفتر کے چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور نہ کتے، چیتے، دایرے، ڈھول، سارنگی کے چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور ساجہ آبنوس اور صندل میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور جب بانس کے برتن بنا لئے جائیں یا چوکھٹیں بنا لی جائیں تو ان میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر کوئی بیت المال سے چرالے یا چور ایسے مال سے چرالے جو کہ مشترکہ ہو تو ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے اگر کوئی اپنے والدین یا یا اپنے ذی رحم محرم کا چرالے تو اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے اسی طرح اس چور کا جو غنیمت میں سے چرالے۔ اگر کسی نے صراف کے صندوقچہ یا جیب میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (۲۰)

امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک سونے اور چاندی سے محلی قرآن شریف چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا امام ابو یوسف سے ایسی ہی روایت ہے کہ اگر مصحف کا حلیہ دس درہم تک پہنچ جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مسجد حرام کا دروازہ چرانے میں قطع نہیں ہے حتی کے مسجد کا اسباب چوری کرنے میں قطع نہیں ہے۔ مرد خائن اور عورت خائنہ پر قطع نہیں ہے۔ کیونکہ حفاظت میں کمی ہوئی ہے۔ مختلس اور منتہب پر قطع نہیں ہے نباش پر قطع نہیں ہے امام مالک اور شافعی کے نزدیک ہاتھ کاٹا جائے گا بیت المال سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ یہ عام مسلمانوں کا مال ہے۔

اگر ایک شخص کے دوسرے پر درم آتے ہیں اور اس کے مثل اس نے چوری کی قطع ید نہیں ہے۔ قرض خواہ کا قرض دار کوئی متاع چرائے تو قطع ہے امام ابو یوسف کے نزدیک قطع نہیں ہے۔ (۲۱)

اگر کسی نے اپنے والدین سے یا اپنے فرزند سے یا کسی ذی رحم محرم سے کوئی چیز چرائی تو قطع نہیں ہے۔ دلیل یہ ہے کہ والدین اور فرزند جن میں پیدائشی قربت ہے اول یہ کہ ان میں ایک دوسرے کا مال لینے کی گنجائش ہے اور دوئم باہم آمدورفت ہے ذی رحم بھی ایک دوسرے کے مکان محفوظ میں آتے رہتے ہیں برخلاف دوستوں کے کیونکہ چوری کرنے سے بجائے دوستی کے اس نے عداوت کی ہے ذی رحم محرم قرابت میں امام شافعی کا اختلاف ہے۔

رضاعی ماں کی چیز چرائی تو قطع ہے امام ابو یوسف نے اختلاف کیا ہے۔ کہا ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ آدمی اپنی رضاعی ماں کے پاس بھی بغیر اجازت کے آتا جاتا ہے۔ رضاعی بہن کی چوری کرنے پر قطع ہے۔

شوہر نے زوجہ یا زوجہ نے شوہر سے غلام نے مولا سے مولا نے غلام سے چرایا تو قطع نہیں ہے۔ کیونکہ مقام حرز میں آنے جانے کی اجازت بطور عادت

جاری ہے۔

مالک نے اپنے مکاتب سے چرایا تو قطع ید نہیں ہے کیونکہ اس کا اپنے مکاتب کی کمائی میں حق ہے۔اسی طرح مال غنیم میں کسی لشکری نے چرایا تو قطع نہیں ہے کیونکہ غنیمت میں اس کا حصہ ہے۔جس شخص نے کوئی مال حرز یا غیر حرز چرایا حالانکہ مال والا اس کے پاس موجود ہے اس کی حفاظت کرتا ہے ہاتھ کاٹا جائے گا یعنی مالوالے کا مال کے پاس ہونا بھی ایک حرز ہے تو اس کے مال دراصل حرز سے چرایا قطع واجب ہے۔

اگر حمام ایسی جگہ جہاں کہ لوگوں کو آنے جانے کی اجازت ہے حد قطع نہیں ہوگی کیونکہ ازراہ عادت جانے کی اجازت ہے۔اگر کسی شخص نے مسجد سے کوئی چیز چرائی اگر متاع کا مالک اس کے پاس موجود ہے تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ یہ متاع اپنے مالک کے حرز میں ہے۔

اگر میزبان کی کوئی چیز چرائی تو قطع ید نہیں ہے۔کیونکہ مہمان کے حق میں یہ مکان حرز نہیں ہے اسے مکان میں آنے جانے کی اجازت ہے۔

جس نے مال چرایا مگر مکان سے باہر نہیں لایا تو قطع نہیں ہے۔اگر بڑے احاطے کے گھر میں حجرے کوٹھڑیاں ہوں پس چور کسی مقصورہ سے مالکو نکال کر صحن میں لایا تو قطع لازم ہوگا کیونکہ ہر مقصورہ بااعتبار اپنے رہنے والے کے علیحدہ حرز ہے۔

اگر چور نے کسی مکان میں سیند لگا کر داخل ہو کر مال لیا اور دوسرے کو جو گھر کے باہر کھڑا ہے دے دیا تو دونوں میں سے کسی پر قطع واجب نہیں ہے امام ابویوسف کے مطابق اگر گھسنے والے نے اپنا ہاتھ نکال کر باہر والے کو دیا تو گھسنے والے پر قطع واجب ہے اور اگر باہر والے نے اپنا ہاتھ ڈال کر اندر والے سے لیا تو دونوں پر قطع واجب ہے۔اگر گھسنے والے نے مال کو راہ میں ڈال دیا اور باہر نکل

کر لے لیا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ امام زفر کے نزدیک نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ باہر پھینک دینا موجب قطع نہیں ہے۔

اگر متاع ایک گدھے پر لاد کر اس کو ہانکا اور باہر نکال لایا تو قطع ہے۔ اگر مکان حرز میں ایک جماعت داخل ہوئی پھر مال لینے کا کام ان میں سے بعض نے کیا تو قطع سب پر واجب ہے۔

جس نے کوٹھری میں نقب لگا کر ہاتھ ڈال کر مال لیا تو قطع نہیں ہے اور امام ابویوسف کے نزدیک قطع ہے کیونکہ حرز سے اس نے مال نکالا۔ اگر قطار میں سے اونٹ پر بندھا ہوا بوجھ چرایا تو قطع نہیں ہے کیونکہ احراز کرنا مقصود نہیں ہے تو احراز نہ ہونے کا شبہ پیدا ہو گیا اگر اس قطار کے ساتھ محافظ ہو تو س کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (۲۲)

اگر ایک چور نے مال چرایا جس کے عوض اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر اس سے یہ مال دوسرے چور نے چرایا تو مالک اور پہلے چور کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ دوسرے چور کے ہاتھ کٹوادے کیونکہ اول چور کے حق میں یہ مال غیر متقوم ہے حتیٰ کہ یہ تلف ہو جائے تو اس پر ضمان واجب نہیں۔ تو وہ اپنی ذات سے اس قابل نہیں کہ اس کی چوری موجب قطع ہو۔ البتہ روایت میں ہے کہ پہلے چور کو یہ حق ہے کہ وہ مال دوسرے چور سے واپس دینے کی خصومت کرے کیونکہ یہ مال جب تک قائم ہے اصل مالک کو واپس کرنا اسی پر موجب ہے۔ اگر پہلے چور سے کسی شبہ کے تحت ید دور کی گئی یا ہنوز اس کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا تھا کہ مال مسروقہ اس کے پاس سے دوسرے چور نے چرالیا تو دوسرے چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ مال مسروقہ کی قیمت ساقط ہونا پوری سزائے قطع کی ضرورت سے تھا اور قطع بھی نہیں پایا گیا تو پہلا چور مانند غاصب کے ہو گیا۔ چونکہ مال پہلے چور کے قبضے میں تھا اس لئے اس کے مطالبے پر دوسرے چور کو سزائے قطع دی جائے گی۔

جس نے کوئی مال چرایا پھر حاکم کے پاس مرافعہ ہونے سے پہلے وہ مالک کو واپس کر دیا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا امام ابو یوسف کے نزدیک کاٹا جائے گا۔

اگر کسی شخص پر سرقہ کی بابت قطع کا حکم قاضی دے مالک نے مال سروقہ ہبہ کر دیا تو قطع نہیں ہے اس طرح مالک نے مال مسروقہ چور کے ہاتھ فروخت کر دیا تو قطع نہیں ۔چور نے دعویٰ کیا کہ مال مسروقہ اسکی ملکیت ہے تو قطع نہیں ہے اگر دو شخصوں نے ایک چوری کا اقرار کیا پھر ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہے تو دونوں سے حد ساقط ہوگی ۔ جس نے کئی چوریاں کیں پھر ایک کی بابت اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا یہ سزا ان سب کے واسطے ہوگی ۔(۲۳)

شیعہ کتب سے چوری پر نفاذ حد کی شرائط و احکامات۔

وہ شرائط کہ جب چور میں پائی جائیں تو حد جاری ہوگی اور اگر مندرجہ ذیل شرائط نہ پائی جائیں تو حد نہ ہوگی۔

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ چور بالغ ہو اگر کوئی نابالغ چوری کرے تو حد واجب نہیں ہے بلکہ اس کو تادیب کی جائے گی ۔ تادیب بھی جب اسے تمیز و شعور آجائے گا کی جائے گی۔

۲۔ دوسری یہ ہے کہ چور عاقل ہو کیونکہ مجنون کے چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس میں نہ اشکال ہے اور نہ اختلاف بلکہ اس پر اجماع موجود ہے۔

۳۔ چور کے ہاتھ کاٹنے میں شرط یہ ہے کہ اسے چوری کے حرام ہونے کا علم ہو مثلاً کسی نے اپنے مالک کا مال سمجھ کر اٹھا لیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مالک کا مال نہ تھا اسی طرح ایک ملک مشترک ہو اور یہ شریک یہ گمان کرتے ہوئے شریک کی اجازت کے بغیر اس میں سے اتنا لے جتنا اس کا

حصہ بنتا ہے تو یوں اسکا گمام کرنا شبہ میں داخل سمجھا جائے گا جو چوری کی حد جاری کرنے سے مانع ہوگا

۴۔ چور پر جبر و اکراہ و اضطرار نہ ہو اگر وہ جبر کی وجہ سے یا مجبوری چوری کر رہا ہے تو حد نہیں ہے۔

۵۔ مال مسروقہ حرام نہ ہو اس کی خرید و فروخت حلال ہو شراب، جوئے اور سور کے چوری پر حد نہیں ہے۔

۶۔ چوری میں ہاتھ کاٹنے کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ مال حرز میں موجود ہو کہ جسے چرایا گیا ہو پھر چور اس حرز کو توڑ کر مال باہر نکالے۔ اگر مال حرز میں موجود نہ ہو تو اس کا چرانا چوری نہیں کہلاتا کہ جس پر ہاتھ کاٹا جائے جیسا کہ مال بیابان میں پڑا ہے یا کوئی مال شارع عام پر پڑا ہے۔

اگر کوئی دوسرا انسان حرز کو توڑے اور چور آکر اس سے مال چوری کرلے تو دونوں کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا کیونکہ حرز توڑنے والے نے چوری نہیں کی اور چوری کرنے والے نے مال حرز سے نہیں چورایا۔

۷۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ چوری شدہ مال یامال مسروقہ کی قیمت نصاب جتنی ہو اگر کسی نے چوری اتنی کی کہ اس کی قیمت چوتھائی دینار جو نصاب ہے سے کمتر ہو تو قطع پر نہیں اسے تعزیر لگائی جائے۔

۸۔ باپ جب بیٹے کا مال چرائے تو قطع پر نہیں ہے یعنی کوئی حق ملکیت یا حق ولائیت نہ ہو۔

۹۔ چور کے ہاتھ کاٹنے پر ایک شرط بھی ہے کہ مال مخفی طور پر لیا ہو ہو اگر کسی نے مال زبردستی چھین لیا چور نہ ہوگا غاصب ہوگا۔

۱۰۔ راہن مرتہن کے ہاں سے چوری کرے قطع پر نہیں ہے۔

۱۱۔ مدعی ادعا کرے کہ حد سرقہ کی تمام شرائط موجود ہیں اور چور انکار کرے اور مدعی کے پاس اسے ثابت کرنے کے گواہ نہ ہو تو یہ صورت شک و شبہ کی ہوجائے گی جس پر حد نہ ہوگی۔ تعزیر ہوگی مثلاً مدعی کہے چوری کی ہے چور کہے کہ تونے ہبہ کیا تھا۔ یا میں تمہارا مہمان تھا ملازم تھا یا میں نابالغ تھا مال نصاب سے کم تھا گواہ نہ ہو تو حد نہیں ہے۔ (۴۴)

اہلسنت کے مطابق کیفیت قطع ید:۔

جب چوری ثابت ہوجائے یعنی چور خود اقرار کرلے یا دو گواہ گواہی دے دیویں تو چور پر حد جاری ہوگی۔

چور کا داہنا ہاتھ پہونچے سے کاٹ کر اسے داغ دیا جائے (تاکہ خون بند ہو جاوے) اگر وہ دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں (پیر) کاٹ دیا جائے پھر اگر تیسری دفعہ چوری کرے تو اب اور عضو نہ کاٹے جائیں بلکہ اسے قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے اگر چور کا بایاں ہاتھ شل ہوا ہے یا کٹا ہوا ہے یا داہنا پیر کٹا ہوا ہے تو اس کا ہاتھ پیر نہ کاٹا جائے۔ چور کا اس وقت تک ہاتھ نہ کاٹا جائے کہ جس کا مال چرایا ہے وہ خود آکر چوری کا دعویٰ نہ کرے پس اگر اس نے وہ مال اس چور کو ہبہ کردیا یا اس کے ہاتھ بیچ دیا اس مال کی قیمت نصاب سے کم ہوگئی تو اس چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

اگر کسی نے ایک چیز چرالی اور اس کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ چیز اس سے لے لی پھر اس نے وہی چیز دوبارہ چرائی اور وہ چیز اسی طرح موجود ہے تو اب اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جب چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور وہ چیز اس کے پاس موجود ہے تو اس سے لے کر مالک کو دے دی جائے اور اگر تلف ہوگئی ہے

تو اس سے تاوان نہ لیا جائے اور اگر چور دعویٰ کرے کہ چوری کی چیز کا مالک میں ہوں تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اگرچہ اس نے گواہ نہ پیش کئے ہوں۔ (۲۵)

چور کا دایاں ہاتھ پہونچے کے جوڑ سے کاٹا جائے اور تل دیا جائے پھر اگر چور نے دوبارہ چرایا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے پھر اگر تیسری بار چوری کرے تو قطع نہیں ہے مگر برابر قید خانہ میں رکھا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے یہ حکم استحسان ہے اس کو تعزیر بھی دی جائے گی۔

اگر چور کا بایاں ہاتھ شل ہو یا کٹا ہو دایاں پاؤں کٹا ہو تو اس کو سزائے قطع نہیں دی جائے گی یعنی چوری میں اس کو دایاں ہاتھ کاٹنے یا بایاں پاؤں کاٹنے کی سزا نہ دی جائے گی کیونکہ ایسا کرنے میں اس کے چلنے یا پکڑنے کی جنس منفعت زائل کرنا لازم آتا ہے اس طرح اس کا دایاں پاؤں شل ہو تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ رفتار کی جنس منفعت زائل ہوگی۔ اسی طرح اگر اس کے ہاتھ کا بایاں انگوٹھا کٹا ہوا ہو یا شل ہو یا سوائے انگوٹھا کے دو انگلیاں کٹی ہوئی ہوں یا شل ہوں تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ ٹھیک گرفت انگوٹھے سے ہوتی ہے اگر سوائے انگوٹھے کے ایک انگلی کٹی ہوئی ہو یا شل ہو تو اس کو سزائے قطع دی جائے گی کیونکہ بائیں ہاتھ کی ایک انگلی نہ ہونے سے گرفت میں کوئی کھلا ہوا خلل نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ جب دو انگلیاں نہ ہوں تو خلل ظاہر ہے کیونکہ گرفت کی قوت ناقص ہو جائے گی۔ اگر حاکم نے حداد سے کہا اس شخص کا دایاں ہاتھ بوجہ ایک سرقہ جس کا یہ مرتکب ہوا ہے قطع کردے پس حداد نے اس کا بایاں ہاتھ عمداً یا خطا سے کاٹ دیا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک حداد پر کچھ نہیں اور صاحبین نے فرمایا اگر چوک گیا تو اس پر کچھ نہیں اگر عمداً ایسا کیا تو ضامن ہوگا۔ (۲۶)

قطع ید شیعہ مسلک کے مطابق:-

اہل تشیع کے نزدیک ہاتھ پہونچے کے بدلے صرف چار انگلیاں کاٹی جائیں گی ۔چوری میں چور کے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں کاٹی جانی چاہئیں ۔ اس کی ہتھیلی اور انگوٹھا چھوڑ دیا جائے اس میں نہ اشکال اور نہ اختلاف اجماع مستفیضہ اور روایات مستفیضہ بھی اس پر موجود ہیں ۔

حلبی نے ایک صحیح روایت امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہے کہ میں نے آپ سے سوال کیا کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے تو آپ نے اپنی انگلیاں پھیلادیں اور فرمایا "یہاں سے ہتھیلی انگلیوں سے علیحدہ ہوتی ہے۔"

ابن عمارؒ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ

"چور کی چار انگلیاں کاٹی جائیں اور اس کا انگوٹھا چھوڑ دیا جائے اور پاؤں کو مفصل سے کاٹا جائے اور اس کا آخری حصہ چھوڑ دیا جائے کہ جس پر چل سکے "۔

سماعتہ نے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ " جب چور پکڑا جائے تو اس کا ہاتھ ہتھیلی کے وسط سے کاٹا جائے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا پاؤں آدھے سے کاٹا جائے اور اگر پھر چوری کرے تو اسے قید کر دیا جائے اور اگر قید خانے میں چوری کرے تو اسے قتل کر دیا جائے "۔

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں حضرت آیت اللہ سید محمد شیرازی کتاب الحدود میں لکھتے ہیں کہ عیاشی نے روایت کی ہے کہ ابی داؤد کے فرزند نے کہا ہے کہ ایک چور نے چوری کا اقرار کیا خلیفہ معتصم نے فقہا اور امام محمد تقیؑ کو بلوالیا اور سوال کیا کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جانا واجب ہے ابو داؤد کے فرزند کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ پونچے سے کاٹا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ تیمم کی آیت میں ہاتھ کا مسح پونچے تک فرماتا ہے تو معلوم ہوا ہاتھ پونچے تک ہوا کرتا ہے ورنہ مسح وہاں تک

کرنا صحیح نہ ہوتا۔ اس میرے مطلب پر علماء کی ایک جماعت نے بھی میرے ساتھ اتفاق کیا لیکن علماء کی ایک جماعت نے کہا ہاتھ کہنی سے کاٹا جائے جب ان سے دلیل پوچھی گئی تو انہوں کہا اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہاتھ کو کہنی تک دھویا جائے پھر امام محمد تقیؑ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی یا ابا جعفر آپ اس میں کیا فرماتے ہیں امامؑ نے فرمایا کہ "میں تو اس بارے میں یہ کہتا ہوں کہ تمام علماء نے سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کرنے میں خطا کی ہے۔ کیونکہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ سجدہ سات عضو پر ہونا چاہیئے ماتھا، دو ہاتھ، دو گھٹنے اور دو پاؤں۔ اگر ہاتھ کو پونچے سے یا کہنی سے کاٹا گیا تو اس کا ہاتھ نہیں رہے گا جس پر سجدہ کرسکے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سجدے کے اعضاء اللہ کے لئے مخصوص ہیں "ان المساجد للہ اور جو اعضاء اللہ کے لئے مخصوص ہو جائیں اسے نہیں کاٹا جاسکتا راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد معتصم نے ہاتھ کو انگلیوں کے مفاصل سے کاٹنے کے احکام صادر کئے (۲۷)

پہلی دفعہ کی چوری پر دائیں ہاتھ کو دوسری دفعہ کی چوری پر بائیں پاؤں کو کاٹا جائے گا اور تیسری دفعہ کی چوری پر اسے عمر قید کردیا جائے گا یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرلے۔ اس پر بیت المال سے خرچ کیا جائے گا۔

اگر کسی کا ایک دائیں ہاتھ نہ ہو تو اس کا بایاں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ اگر بایاں نہ ہو تو اور چوری کرے اور اگر دائیں نہ کاٹا جائے تو تعزیر لگائی جائے گی اگر چور کا دایاں ہاتھ خلقت کے لحاظ سے نہ ہو یا قصاص میں کٹ چکا ہو یا کسی دوری وجہ سے معدوم ہوگیا ہو تو تین احتمال میں پہلا یہ بایاں کاٹ دیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ اس کے بائیں پاؤں کو اس صورت میں کاٹ دیا جائے گا تیسرا یہ کہ یہاں کاٹنا ختم کرکے تعزیر لگائی جائے گی۔ کیونکہ حکم موضوع کے نہ ہونے سے ختم ہوجاتا ہے اس واسطے کہ حکم آیت تو بالخصوص چوری میں دائیں کو بتلاتی ہے اور

جب دائیں ہے ہی نہیں تو کاٹنے والا حکم بھی نہ ہوگا۔ دوسرے احتمال والی دلیل استحسانی دلیل تو ہو سکتی ہے حقیقی دلیل نہیں بن سکتی اور اگر کسی چور کا نہ دائیں ہاتھ اور نہ بائیں تو اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ لیکن صاحب مبسوط نے فتویٰ دیا ہے کہ بائیں پاؤں کو کاٹا جائے کیونکہ اس کی نوبت ہاتھ کے بعد آتی ہے، جب کسی کا نہ ہاتھ ہو اور نہ پاؤں تو شیخ نے نہایتہ میں فتویٰ دیا ہے کہ اسے قید کر دیا جائے۔ بعض نے عمر قید کہا ہے۔ (۲۸)

وعن محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن علی بن الحکم عن علی بن ابی حمزہ عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال القطع من وسط الکف ولا یقطع الا بھام واذا قطعت الرجل ترک العقب لم یقطع عن سماعتہ بن مہران قال قال اذا آخذ السارق قطعت یدہ من وسط الکف، فان عاد قطعت رجلہ من وسط القدم فان عاد استودع السجن فان سرق فی سجن قتل (۲۹)

حرابہ یعنی ڈکیتی۔

حرابہ یعنی ڈاکہ و رہزنی کو اسلام نے انتہائی برا فعل کہا ہے بلکہ قرآن نے تو رہزنوں کو محارب اللہ کہا ہے اس لئے کہ جو بھی شخص گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کر کے نکلتا ہے اور ایک پرامن سلامت معاشرے میں خود کو محفوظ سمجھتا ہے ایسی صورت میں اگر کوئی رہزنی کرے اور محفوظ معاشرے کو غیر محفوظ بنادے معاشرے کا امن و سکون تباہ کردے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ سے جنگ کرتا ہے۔

حرابہ اور چوری میں فرق۔

چوری کسی کے مال کو خفیہ طور پر اس کے مالک کی مرضی کے خلاف اس سے چھپا کر لے لینے کو کہتے ہیں اور رہزنی طاقت کے ذریعہ غلبہ حاصل کر کے کسی کے مال کو لوٹنے کے ارادے سے نکلنے کو کہتے ہیں لہذا چوری کی بنیاد کسی کے مال کو خفیہ لے لینے پر ہے جبکہ رہزنی طاقت سے مال کے لوٹنے کے لئے نکلنے پر ہے خواہ مال لے یا نہ لے (۳۰)

اس طرح مجرم لوٹ مار کرتا ہے طاقت کا استعمال کرتا ہے اور مال لوٹنے میں قتل و غارت کرتا ہے جس سے ظلم عام ہوتا ہے اسی لئے عبرتناک سزادی ہے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

رہزنی ، ڈاکہ زنی۔

محارب وہ شخص ہے جو ننگی تلوار کر کے لوگوں کو ڈرائے خواہ خشکی میں یا تری میں ، خواہ دن کو یا رات کو شہر کے اندر یا صحرا میں ، مرد ہو یا عورت ، لڑنے بھڑنے والے ہوں ، لوگوں کے ڈرانے کو ہتھیار غلاف سے نکالیں اور راہزنی کرے فساد کرے۔ (۳۱)

صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ وہ لوگ رہزن ہیں کہ جن کی اتنی قوت اور دھاک ہو کہ راہ گیر ان کا مقابلہ نہ کر سکیں وہ لوگ رہزنی کریں خواہ ہتھیار، لاٹھیوں یا پتھروں سے، رہزنی کا مقام شہر سے باہر ہو یا واقع دارلاسلام میں ہو، جو کچھ انہوں نے مال لیا وہ اسقدر ہو کہ جس پر سزائے سرقہ لازم آتی ہو، راہزن راہگیروں سے اجنبی ہوں حتیٰ کہ رہزنوں سے کوئی شخص اہل مال کا ذورحم محرم ہو یا طفل یا مجنون ہو، راہزن پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلیں تو حد ساقط ہوگی (۳۱)

رہزنی کی مختلف صورتیں۔

۱۔ لوگوں کو مغلوب کرنے اور مال لوٹنے کے لئے نکلا اور دہشت پھیلادی نہ مال لوٹا نہ قتل کیا۔
۲۔ لوگوں کو مغلوب کرکے لوٹنے کے لئے نکلا مال لوٹا مگر کسی کو قتل نہیں کیا۔
۳۔ لوگوں کو مغلوب کیا قتل کیا مگر مال نہیں لوٹا۔
۴۔ لوگوں کو مغلوب کیا مال بھی لوٹا اور قتل بھی کیا۔ (۳۳)

حرابہ (ڈاکہ و رہزنی) کی سزا

حرابہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداًان یقتلوااو یصلّبوااو تقطع ایدیھم وار جلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لھم خزی فی الدنیا و لھم فی الاخرۃ عذاب عظیم

الاالذين تابوامن قبل ان تقدرواعليهم فاعلموا ان الله غفورالرحيم (۳۴)

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی دے دیا جائے یا مختلف جانبوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا جلاوطن کردیا جائے یہ ان کی دنیاوی ذلت مقرر ہے آخرت میں انہیں سزا ملے گی سوائے ان لوگوں کے جنہوں پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلی جان لو کہ اللہ غفورالرحیم ہے۔

حرابہ سنی فقہاء کی روشنی میں:۔

ڈاکہ اور رہزنی کی سزا سے متعلق قدوری سے پتہ چلتا ہے کہ اگر بہت سے آدمی راستہ روکنے والے نکلیں یا ایک ہی آدمی ایسا نکلے کہ وہ اکیلا ہی راستہ روک سکتا ہے اور انہوں نے راہزنی کا قصد کرلیا پھر وہ کسی کا مال چھیننے یا خون کرنے سے پہلے ہی سب کے سب پکڑے گئے تو حاکم ان کو قید کردے یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں اور اگر انہوں نے کسی مسلمان یا ذمی کا مال چھین لیا ہے اور وہ مال اتنا ہے کہ اگر اسے ان سب پر تقسیم کردیں تو ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں دس دس درہم یا اس سے زیادہ آسکتا ہے یا ایسی چیز آسکتی ہے جو قیمت میں دس درہم کی ہے تو حاکم ان سب کے ہاتھ پیر خلاف سے کاٹ دے اگر انہوں نے کوئی خون کردیا اور مال نہیں چھینا، تو حاکم ان سب کو قتل کرادے اگر اس مقتول کے وارث انہیں اپنا خون معاف کریں تو ان کے معاف کرنے کی طرف التفات نہ کیا جائے اگر انہوں نے خون بھی کردیا ہے اور مال بھی لوٹا ہے تو حاکم وقت کو اختیار ہے چاہے ان کے ہاتھ پیر خلاف سے کاٹ کر ان کو قتل کردے یا سولی دیدے یا فقط قتل ہی کردے یا قتل کے بعد سولی دیدے یا زندوں کی سولی دے دے اور

نیزے سے ان کے پیر پیٹ چیرے یہاں تک کہ وہ مرجائیں اور تین روز سے زیادہ سولی پر نہ رکھے اگر ان میں کوئی نابالغ یا دیوانہ ہے یا جس کی وجہ سے ان کے ہاتھ پیر کٹتے ہیں اس کا ذی رحم محرم ہے تو اس صورت میں ان سب سے حد ساقط ہو جائیگی اور قتل کرنا وارثوں کے اختیار میں ہوگا چاہیں وہ قتل کریں یا معاف کر دیں اگر قتل ان میں سے ایک نے کیا تھا تو تب قتل پوری جماعت پر جاری ہوگا۔

(۳۵)

ہدایہ کے مطابق:۔

اگر ایک جماعت یا ایک ہی شخص جس کو امتناعی قدرت ہے یعنی اپنے مقابل کا صدمہ دفعہ کر سکتے ہیں۔ رہزنی کا قصد کر کے نکلے پھر قبل اس کے کہ کسی کا مال لیں یا کسی کو قتل کریں خود گرفتار کر لئے جائیں تو امام اسلام ان کو قید رکھے گا یہاں تک کہ یہ لوگ توبہ کریں اور اگر ان لوگوں نے کسی مسلمان یا زمی کا مال لے لیا اور یہ مال اس قدر ہے کہ اگر اس جماعت پر تقسیم ہوجائے تو ہر ایک کو دس درہم یا زیادہ پہنچتا ہے یا ایسی چیز کہ جس کی قیمت اسقدر پہنچتی ہے تو امام ان لوگوں کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹے اور اگر ان لوگوں نے صرف قتل کیا ہے اور مال نہ لیا ہے ہو تو امام ان کو قصاص میں قتل کرے گا اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہے تو یا قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا زمین سے نفی کر دیئے جائیں۔

قاتل راہزن بطور سزائے حد کے قتل کئے جائیں حتیٰ اگر مقتولین کے اولیاء ان کو عفو کر دیں تو ان کے عفو کرنے پر کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا اس پر اماموں کا اجماع ہے کیونکہ یہ حق شرعی ہے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر رہزنوں نے لوگوں کو قتل کیا اور مال لے لیا تو امام کو اختیار ہے کہ چاہے ان کے دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹے اور قتل کر دے یا سولی دے اگر چاہے تو ان کو قتل کر دے

اگر چاہے تو صرف ان کو سولی دے امام نے کہا قتل کرے یا سولی دے اور ہاتھ پاؤں نہیں کاٹ سکتا کیونکہ رہزنی ایک ہی جرم ہے تو اس پر دو حدیں لازم نہ ہوں گی اس لئے کہ قتل نفس کی سزا میں اس سے کم سزا داخل ہوجاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام یوسف کے نزدیک ایک ہی سزا شمار ہوگی بوجہ سخت جرم کے سخت سزا ہوگی سخت جرم یہ ہے کہ اس نے قتل کیا اور مال لیا انتہا درجہ پر امن کھودیا۔ (۳۶)

فتاویٰ عالمگیری کے مطابق:۔

رہزنی حرابہ کے بارے میں دیگر احکامات و شرائط

۱۔ راہ گزرنے والے ان کا مقابلہ نہ کرسکیں راہ گیروں پر انہوں نے راہزنی کی ہو ہتھیار سے خواہ بغیر ہتھیار کے لٹھ سے یا پتھر سے۔

۲۔ چوری کی تمام شرائط موجود ہوں۔

۳۔ رہزنی شہر سے باہر ہو البتہ امام ابو یوسف (اور علامہ حلی) کے مطابق شہر کے اندر ہو تب بھی رہزنی ہے۔

۴۔ یہ امر دارالسلام میں واقع ہوا ہو۔

۵۔ راہزن سب کے سب اہل اموال سے اجنبی ہوں۔

۶۔ مال سب میں تقسیم ہو کر نصاب کے برابر ہر آدمی پر صادق آتا ہو۔

۷۔ راہزن جب قتل کیا گیا ہو یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے ہوں تو اس پر مال کی ضمان نہیں ہوتی۔

۸۔ راہزن نے پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلی تو حد ساقط ہے البتہ اگر انہوں نے کسی کو زخمی کیا ہو یا قتل کیا ہو تو پھر مقتول کے وارثوں کو اختیار ہے قصاص لیں یا عفو کریں۔

۹۔ اگر قافلہ والوں میں سے بعض نے بعض کی رہزنی کی تو حد واجب نہیں ہوتی

۱۰۔ اگر عورتوں نے رہزنی کی تو ان پر بھی حد ہوگی۔

۱۱۔ رہزنوں کے اقرار سے حد نافذ ہوگی اگر انہوں نے رجوع کر لیا تو حد ساقط ہوگی

۱۲۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی تو حد نافذ کی جائے گی۔

۱۳۔ اگر گواہ نے اپنے باپ پر خواہ دادا ہو یا اوپر تک گواہی دی تو گواہی قبول نہ ہوگی۔

۱۴۔ اگر ایک نے رہزنی کے معائنہ اور دوسرے نے اقرار کی شہادت دی تو حد نہ ہوگی۔ (۳۷)

شیعہ مسلک کے مطابق

شرائع الاسلام سے۔

اگر رہزن کسی کو مار ڈالے تو اسے بھی مار ڈالیں گے اگر مقتول کا وارث معاف کر دے گا تو بھی امام علیہ الرحمۃ اسے دوسروں کی عبرت کے لئے مار ڈالیں گے اور اگر راہ چلنے والے کو مار ڈالے اور اس کے مال کو چھین لے تو اس سے مال پھیر لیں گے اور اس کے داہنے ہاتھ اور بائیں پاؤں کو کاٹ ڈالیں گے۔ اس کے بعد اس کو قتل کر ڈالیں گے یا دار پر کھینچیں گے اور اگر مال لے لے کسی کو قتل نہ کرے اس کے ہاتھ پاؤں خلاف سے کاٹ کر شہر سے نکال دینگے اور اگر فقط ہتھیار نکال کر لوگوں کے ڈرانے پر ہی اکتفا کرے تو شہر سے نکلنے کے سوا کوئی سزا نہ دیں گے۔

اگر راہزن کسی کو مال کی جستجو میں مار ڈالے اور مقتول اس کا کفو یعنی مثل تو راہزن کو قصاص میں قتل کریں گے۔ اگر مقتول کا وارث بخش دے تب بھی اسے رہزنی کی حد میں قتل کریں گے۔ خواہ مقتول قاتل کا کفو ہو یا نہ ہو

اگر کسی کو بے مال کی طلب کے مار ڈالے تو قتل عمد ہوگا۔ اور مقتول کے ولی کو اختیار ہوگا۔

اگر رہزن حاکم کے قبضہ قدرت میں آنے سے پہلے توبہ کرے تو رہزنی کی حد اس پر ساقط ہو جائے گی لیکن لوگوں کے حقوق جیسے مارڈالنا، زخمی کرنا وغیرہ ساقط نہ ہوں گے۔

سولی دیئے ہوئے کو تین دن سے زیادہ نہ رکھیں گے اس کے بعد دار سے اتاریں گے کفن دیں گے نماز پڑھیں گے دفن کریں گے۔

رہزن کو شہر سے نکال دیں گے جس شہر میں جائے گا وہاں کے حاکم کو لکھ بھیجیں گے کہ اس کے ساتھ نہ بیٹھیں نہ پئیں نہ خرید و فروخت کریں گے۔ (۳۸)

حضرت آیت اللہ شیرازی کے مطابق

زمین پر فساد کرنے سے مراد قتل و غارت کرنا، مصلحین کی آواز دبانا کھیتی باڑی جلادینا لوگوں کی عزت برباد کرنا، ظلم کرنے والے کا مددگار ہونا، لوگوں کو قتل کرے، لوگوں کے اموال ضبط کرے لوگوں کی آزادی کو سلب کرے ان کی آواز کو دبائے، کسی کو ڈرائے دھمکائے یہ ہتھیار نکال کر کرے یا بغیر ہتھیار کے جیسے کوئی کسی کو تہدید کرے زدو کوب کرے اس میں کوئی فرق نہیں کہ ڈرانے والا اور ڈرائے جانے والا دونوں مسلمان ہو یا دونوں کافر یا دونوں معاہد مرد ہوں یا عورتیں، ان تمام کو محارب کے لفظ کا اطلاق شامل ہے۔ امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جو شخص ہتھیار کئی شہروں میں کسی شہر میں نکالے اس سے کسی کو زخمی کردے تو قصاص لیا جائے گا اسے شہر سے دور کردیا جائے گا اگر کوئی شخص کسی شہر میں ہتھیار نکالے، مارے، زخمی کرے اور مال ہتھیالے کسی کو قتل نہ کرے تو محارب ہے۔ اس کی سزا محارب کی ہے اس کا معاملہ امام پر ہے اسے قتل کردے، پھانسی پر لٹکادے، چاہے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔

امامؑ نے فرمایا کہ اگر کسی کو مارے اور قتل کردے اور مال چھین لے تو امام پر ضروری ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ تو چوری کی وجہ سے کاٹ دے پھر ان کے حوالے کردے جن کا اس نے قتل کیا ہے کہ وہ اس سے مال وصول کریں اور پھر قتل کردیں امام سے ابو عبیدہ نے پوچھا اگر وارث معاف کردیں آپؑ نے فرمایا پھر بھی قتل کردیں کیونکہ اس نے محاربہ کیا ہے اور چوری بھی ۔

محارب پر حد جاری کرنے کے لئے بلوغ اور عقل کا ہونا شرط ہے اسے مجبور نہ کیا گیا ہو یعنی اس پر جبر اکراہ نہ ہو اگر کوئی پہلی ہی دفعہ ہتھیار کسی پر تانے تب بھی محارب ہے محارب ہونا دو گواہوں سے دو دفعہ کے اقرار سے ثابت ہوتا ہے رہزنوں کی رہزنوں پر گواہی قبول نہیں اور لٹے ہوئے کی لٹے ہوئے افراد کے بارے میں گواہی مقبول نہیں ہاں اگر وہ دوسرے کے مال کے لٹنے کے بارے میں گواہی دیں اپنے مال کے بارے میں کہیں کہ نہیں لیا ۔ (۳۹)

باب سوئم:

منشیات:۔ (شراب نوشی)

آج کل پوری دنیا منشیات کی لعنت سے خائف ہے اس لعنت نے خصوصاً نوجوان نسل کو تباہ و برباد کر رکھا ہے۔ اسی لیے پوری دنیا اس کے خلاف بر سر پیکار ہے بلکہ اسے جہاد کا درجہ دیا جارہا ہے۔ آج کل ایسی ایسی منشیات ایجاد کر دی گئی ہیں کہ جو مہلک ثابت ہو رہی ہیں

ہر شخص جانتا ہے کہ شراب عقل کو زائل کرتی ہے اور حواس پر مسلط ہوجاتی ہے ۔ جس کی وجہ سے شرابی افتراء باندھتا ہے ۔ فساد پر آمادہ ہوجاتا ہے ، نفسانی خواہشات پر عمل کرتا ہے ، سرکشی اختیار کرتا ہے اور انسانیت سے باہر ہوجاتا ہے ۔ معاشرے کا امن و سکون برباد کرتا ہے ۔

منشیات کا تحفہ بنیادی طور پر مغرب اور مغرب زدہ تہذیب و تمدن کا تحفہ ہے اسے اعلیٰ تہذیبی تمدن اور فیشن کے نام پر استعمال کیا جاتا ہے ۔ جس میں امراء اور اعلیٰ حکام پیش پیش ہیں ۔ ان کی دیکھا دیکھی غریب بھی منشیات کے عادی ہوجاتے ہیں اور معاشی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے گھر بار لٹا دیتے ہیں ۔ ہزاروں نوجوان منشیات کے استعمال سے ناکارہ ہوچکے ہیں بلکہ معاشرے پر بوجھ اور ناسور بن چکے ہیں ۔ آج ساری دنیا اس کے اثرات کی وجہ سے اس کے خلاف سرگرم عمل ہے ۔ جبکہ اسلام نے شروع ہی سے انسان کے لئے اسے مضر کہا ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے اور اس کے استعمال پر حد نافذ کی ہے ۔

شرع اسلام کے تمام منصوص واحکامات میں انسانی مصلحت پیش نظر ہوتی ہے جن افعال میں انسانوں کے لئے مضرت زیادہ اور منفعت کم ہوتی ہے ان سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نقصانات اور فائدوں کے متعلق لوگوں کو روشناس کرایا کہ اس میں فائدے کم اور نقصانات

زیادہ ہیں

شراب سے متعلق قرآنی احکامات:۔

یسئلونک عن الخمر والمیسر ۔ قل فیھما اثمٌ کبیرٌ ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما ۔ (۱)

" تم سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں تو تم کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں مگر ان کے گناہ ان کے فوائد سے بڑھ کر ہیں ۔

اس حکم کے بعد لوگوں نے شراب نوشی کم کردی مگر پھر بھی کچھ لوگ شراب پی کر نماز پڑھنے آجاتے تھے کہ وحی اتری اور حکم ہوا

یا ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتّٰی تعلموا ماتقولون (۲)

اے ایمان والو جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جایا کرو جو کچھ تم منہ سے کہو اسے سمجھو بھی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرے میں رچی بسی شراب نوشی کی عادت کو بتدریج معاشرے سے ختم کیا۔یہی اسلام کی اعلیٰ حکمت عملی ہے ۔ اگر فوراً اس کی حرمت کا حکم آجاتا تو لوگوں کے لئے مشکل ہوجاتا کیونکہ لوگ اس کے استعمال کے بہت زیادہ عادی تھے ۔

اس کے بعد اس کی حرمت کا حکم نازل ہوگیا اور اس کے استعمال پر سزا کا اجراء شروع ہوا ۔

یایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والا نصاب

والا ذلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ○ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصد کم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون ○ (۳)

" اے لوگو ایمان والو شراب جوا بت پانسے رجس (ناپاک) ہیں اور شیطان کے عمل ہیں پس تم ان سے بچو تاکہ فلاح پاجاؤ بے شک شیطان کی یہ تمنا ہے کہ تمھارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے عداوت اور دشمنی پیدا کرے خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھے کیا تم اس سے باز آنے والے ہو " ۔

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ شراب ، جوا ، بت ، پانسے ایسے فعل ہیں جن سے انسانوں کے درمیان عداوت اور بغض پیدا ہوجاتا ہے ۔ تقریباً معاشرتی جرائم کی زیادہ تعداد بغض اور عداوت پر مبنی ہیں ۔ اسلام نے شراب نوشی کو اثم اور رجس کہا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ حرام ہے اس کے ذریعے شیطان کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ انسان کو بہکائے اور ان کے درمیان نفرت اور عداوت پیدا کرے کیونکہ شرابی کی عقل ضائع ہوجاتی ہے وہ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہتا اور آمادہ فساد رہتا ہے ۔

" روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور شئی خمر ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اور جس نے پی شراب دنیا میں اور مرا اور وہ اس کی عادت رکھتا ہے نہ پیئے گا وہ شراب آخرت میں یعنی جنت میں " (۴)

ابوالیمان سے روایت ہے کہ

" رسول اللہ صلی اللہ و علیہ و آلہ وسلم کے پاس معراج کی رات میں مقام ایلیاء میں دو پیالے لائے گئے ایک شراب کا اور دوسرا دودھ کا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پیالوں کی طرف دیکھا پھر دودھ کو لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فطرت کی ہدایت کی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہ ہو جاتی "۔ (۵)

احادیث میں اس کی حرمت کا واضح حکم ہے مثلاً

ولا یشرب الخمر حین یشر بھا وھو مؤمن ۔

اور شراب پینے والا جب شراب پی رہا ہوتا ہے وہ مومن ہی نہیں رہتا (۶)

شراب کے لغوی معنی۔

لغوی معنی میں ہر رقیق اور بہنے والی شے جس میں چبائے جانے کی صلاحیت نہ ہو شراب کہلاتی ہے ۔ اس کی دو اقسام ہیں ۔ حلال و حرام ۔ شرعی اصطلاح میں شراب ہر نشہ آور مشروب کو کہتے ہیں جس کے استعمال کو حرام قرار دیا گیا ہے ۔ شراب ، انگور ، منقیٰ ، کھجور ، کشمش ، شہد وغیرہ سے بنتے ہیں ان مشروبات میں بعض حرام ہیں اور بعض حلال ۔

شراب کی اقسام۔

۱۔ خمر:۔

یہ انگور کا وہ خام شربت ہے جو جوش میں آنے کے بعد سخت ہو کر جھاگ

چھوڑ دے۔ امام ابو حنیفہ کے مطابق یہی خمر محض ہے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جھاگ کا ظاہر ہونا ضروری نہیں بلکہ اس سے پہلے ہی یہ خمر ہے اور یہ قطعی حرام ہے۔

طلاء:۔

یہ مشروب وہ شیرہ ہے جس کو اتنا پکایا جائے کہ نصف حصہ خشک ہو جائے۔

باذق:۔

جب شیرہ کو معمولی سے جوش دیا جائے تو باذق کہتے ہیں۔

السکر:۔

یہ تازہ کھجور کا خام شربت ہے کہ جب اس میں جوش پیدا ہو جائے۔

نقیع:۔

یہ منقّٰی یا کشمش کا وہ خام شربت ہے جو جوش میں آکر گاڑھا ہو جائے۔

فقاع:۔

وہ شربت جو کہ جو سے تیار کیا جائے اسے فقاع اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا جھاگ اوپر ابھر آتا ہے۔

عصیر:۔

انگور کا ابلا ہوا پانی جو دو تہائی خشک ہو چکا ہو یعنی جب اس قدر پکایا جائے کہ اسمیں دو حصے جل جائیں۔

خلیطین:۔

اس کو کہتے ہیں کہ جو چھوہارے اور منقّٰی کو ملا کر پانی میں تھوڑا سا جوش

دیں یہاں تک کہ اس میں تیزی آجائے ۔

بتع:۔

وہ شربت جو شہد سے بنائی جائے ۔

نقیع تمر:۔

وہ شربت جو کہ کھجوروں سے بنایا جائے

غبیراء :۔

جوار سے بنائی جانے والی شربت کو کہتے ہیں ۔

نقیع الزبیب:۔

انگور کا شیرہ جو پانی میں نکالا جائے کہ جھاگ سے تند و متشدد ہو جائے ۔

مزر:۔

یہ شراب جوار سے بنتی ہے اہل یمن بناتے تھے ۔

حرام مشروب:۔

فقہاء نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے کہ کون سا مشروب خمر ہے کس پر حد ہے کس پر نہیں ہے ۔ امام قدوری کے مطابق حرام شرابیں چار ہیں ۔ ایک خمر یہ انگور کا شیرہ ہے کہ جب وہ (رکھا ہی رکھا) خوب جوش مارنے لگے اس میں تیزی آ کر جھاگ اٹھ آئیں ۔ دوسری شراب عصیر ہے کہ جب وہ اس قدر پکایا جائے کہ اسمیں دو حصے جل جائیں اور ایک حصہ رہ جائے ۔ تیسری شراب نقوع تمر اور چوتھی شراب نقوع زبیب ہے کہ جب وہ خوب جوش مارنے لگیں اور ان میں تیزی آجائے اور تمر اور زبیب کی نبیذ (یعنی شربت) اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ حلال ہے اور اگر اس میں تیزی آجائے لیکن اس وقت اس میں سے اتنا پیئے کہ غالب گمان یہ

ہو کہ اس سے نشہ نہ ہو اور نہ لہو لعب اور اسی طرح خلیطین جو چھوارے اور منقیٰ کو ملا کر پانی میں تھوڑا سا جوش دیویں کہ تیزی آوے مگر فقہاء نے اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ اگر نشہ نہ ہووے تو جائز ہے اور اگر نشہ لاوے تو جائز نہیں ہے۔ شہد، انجیر، گیہوں، جو، جوار کا نبیذ حلال ہے اگرچہ جوش نہ دیا ہوا ہو۔ (۷)

شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ (شربت) افشردے اس وقت حرام ہوتے ہیں جب جوش میں آجائیں، نشہ لائیں مگر شرط یہ ہے کہ جھاگ ماریں جبکہ صاحبین کے نزدیک جب شدید ہو گیا اور مسکر ہو گیا اور جھاگ کا اٹھنا ضروری نہیں ہے پھر خمر کا عین حرام ہے اگرچہ قلیل ہو بعض لوگوں کا قول ہے کہ بقدر سکر اس میں حرام ہے لیکن یہ قول مردود ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو رجس قرار دیا ہے اس پر امت کا اجماع ہے پھر خمر کا حلال جاننے والا کافر ہے (۸)

کتاب الہدایہ نے لکھا ہے کہ حرام شرابیں چار ہیں۔ اول خمر یہ وہ شیرہ انگور ہے جبکہ جوش کھا کر تندی لاوے اور جھاگ ڈالے دوئم طلاء ہے یہ بھی شیرہ انگور ہے اور جب پکایا جاوے اور یہاں تک کہ دو تہائی حصہ سے کم اڑ جائے۔ سوئم نقیع تمر ہے جبکہ جوش کھا کر اشتداد لاوے اس کا نام سکر ہے، چہارم نقیع الزبیب ہے جو جوش کھا کر اشتداد لاوے۔ (۹)

صاحب ہدایہ نے خام آب انگور کو خمر قرار دیا ہے اس کی حرمت کو قطعی قرار دیا ہے اور باقی مشروبات پر حرمت کو حرمت ظنی یعنی اجتہادی قرار دیتے ہیں کہ گمان غالب کی بناء پر ہے۔ خام شیرہ انگور جب کہ مسکر ہو جائے خمر ہے وہ استدلال یہ دیتے ہیں کہ اہل لغت نے خمر کے مفہوم کو صرف انگوری شراب پر منطبق کیا ہے چنانچہ اس لفظ کا استعمال ان ہی معنوں پر مشہور ہے ان کے مطابق خمر اس وجہ سے ہے کہ اس کا خمیرہ اٹھایا جاتا ہے اس لئے نہیں کہ وہ عقل پر پردہ

ذاتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ خمر کو انگوری شراب کے لئے مخصوص کرتے ہیں جسکی مزید مثال وہ "نجم" سے کرتے ہیں کہ اسے روشن ہونے کی وجہ سے نجم کہا جاتا ہے مگر "نجم" ثریا کے معنوں میں مخصوص ہے جبکہ دیگر فقہاء نے اس سے اختلاف کیا ہے جن کا انحصار امام مالک اور امام شافعی کی رائے پر ہے کہ جنہوں نے کہا کہ خمر ہر مسکر کا نام ہے۔

صاحب ہدایہ نے لکھا۔ خمر آب انگور ہے۔ انگور کا کچا پانی جبکہ وہ مسکر ہوجائے اور ہمارے نزدیک یہی ہے اور یہی اہل لغت و اہل علم کے نزدیک معروف ہے اور ہماری یہی دلیل ہے کہ لفظ خمر ایک اسم خاص چنانچہ اس پر اہل لغت نے اتفاق کیا ہے۔ اس واسطے خمر کا استعمال اسی معنوں میں مشہور ہوا ہے اور دوسرے معنوں میں دوسرا لفظ اسی دلیل سے کہ حرمتہ الخمر قطعی ہے اور یہ حرمت سوائے شراب انگوری کے دوسرے مشربوں میں ظنی ہے۔ خمر اس کا نام اس واسطے کہ یہ اس میں شدت ہے اور بوجہ مخامرۃ العقل اس کا نام خمر نہیں ہے (۱۰)

امام مالک و امام شافعی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ ہر مسکر کا نام خمر ہے اس کے لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو دلیل بناتے ہیں روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ والا شراب خمر ہے اور نشہ کرنے والا شراب حرام ہے اور جو شخص دنیا میں خمر پیئے گا اور مرجائے گا پیتے پیتے اور توبہ نہ کرے گا تو اس کو آخرت میں خمر نہیں ملے گا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ لانے والا خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔ (۱۱)

اس مندرجہ بالا حدیث میں یہ امر ثابت ہے کہ آب انگور کے علاوہ دیگر مشروب جو نشہ دیویں وہ بھی خمر ہیں اور خمر حرام ہے اسی طرح کی دیگر احادیث جن

میں موطا امام محمد کی تین احادیث بھی مندرجہ ذیل ہیں۔

امام مالک نے نافعؒ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ ایک عراقی نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ ہم کھجور، انگور اور گنا خریدتے ہیں پھر ان کی شراب بنا کر فروخت کرتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ نے اس شخص سے فرمایا میں تم پر اللہ کو گواہ بناتا ہوں اس کے فرشتوں اور جو جن و انس سنتے ہیں سب کو کہ میں تمہیں اجازت نہیں دیتا کہ تم اسے خریدو۔ یا فروخت کرو اسے نچوڑو یا اسے پلاؤ کہ یہ ناپاک ہے شیطان کا کام ہے۔ (۱۲)

امام مالک نے خبر دی اور روایت کیا ابن شہاب زہریؒ ابی سلمہ بن عبدالرحمنؒ سے کہ روایت کیا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ و علیہ و آلہ وسلم سے کہ بتع (شہد کی شراب) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا ہر وہ شراب جو نشہ لائے حرام ہے اس کو روایت کیا بخاری نے بھی۔ (۱۳)

امام مالک نے زید بن سلمؒ سے انہوں نے عطاء بن یسارؒ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غبیراء (جوار کی شراب) کے متعلق پوچھا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کوئی خیر نہیں اس کی ممانعت کی۔ (۱۴)

امام مالک اور امام شافعی نے جو رائے دی اس سلسلے میں جسٹس سید امیر علی مرحوم نے عین الہدایہ میں لکھا ہے جو ذیل ہے۔

"امام مالک اور امام شافعی نے کہا خمر ہر مسکر کا نام ہے کیونکہ حضرت محمدؐ نے فرمایا ہر مسکر خمر ہے رواہ مسلم و احمد و ابن حبان و عبدالرزاق من حدیث ابن عمرؓ۔ اور اس دلیل سے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خمر ان دونوں درختوں سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت انگور و خرما کی طرف اشارہ کیا رواہ کیا مسلم نے من حدیث ابی حریرہ ۔ اور اسی دلیل سے کہ خمر مشتق ہے ۔ مخامرۃ العقل سے یعنی عقل کو مخلط کرنا اور یہ ہر مسکر میں موجود ہے چنانچہ حدیث ابن عمرؓ میں یہ خود منصوص ہے اور حدیث ابوہریرہ میں جب درخت خرما کی طرف اشارہ کیا تو معلوم ہوا کہ خمر سوائے انگور کے خرما سے بھی ہوتی ہے اور اس کی موئد حدیث ابن عمرؓ ہے کہ خمر کی تحریم نازل ہوئی ہے اور وہ پانچ چیزوں میں ہوتی ہے انگور، چھوارہ، شہد، گیہوں اور جوار ۔ رواہ بخاری و مسلم اور حدیث انسؓ میں مذکور ہے ہم پر جب حرمت شراب نازل ہوئی تو حالت یہ تھی کہ ہم خمر انگور بہت کم پاتے تھے اور اکثر ہماری خمر یہی بسر و تمر تھی پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خمر کا اطلاق سوائے شراب انگور کے چھوارے، شہد، گیہوں اور جو وغیرہ سے بھی مروی ہے ۔ آگے انہوں نے کہا کہ اہل لغت کی اجماع کا دعویٰ مشکل ہے کیونکہ قاموس میں ہے کہ خمر یا تو شیرہ انگور سے مسکر کا نام ہے یا وہ عام ہے کہ ہر مسکر کا نام ہے اور یہی اصح ہے کیونکہ حرمت خمر کے وقت مدینہ میں خمر انگور نہ تھی بلکہ ان کی شراب فقط بسر و تمر تھی ۔ انتہی مافی القاموس ۔ مترجم کہتا ہے کہ صاحب قاموس محدث ہیں تو انہوں نے استدلال حدیث سے یہ معنی بیان کئے ہیں و لیکن حضرت عمرؓ نے منبر پر اعلان کیا کہ الخمر ماخامرۃ العقل اور نیز حدیث ابن عمر و ابوہریرہ وانس رضی اللہ عنہم میں خمر کا لفظ سوائے شراب انگوری کے دوسری مسکرات پر موجود ہے ۔ (۱۵)

جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی الیمن سے آیا اس نے نبیؐ سے ایک

شراب کے متعلق دریافت کیا جو کہ وہ یمن میں پیتے تھے۔ وہ جوار سے بنتی تھی اس کو مزر کہتے تھے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا وہ نشہ دار ہے اس نہ کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالیٰ اس پر عہد ہے جو شخص نشہ آور پیئے گا اللہ تعالیٰ نے اس کو طینتہ الخبال فرمایا، دوزخیوں کا پسینہ ہے یا فرمایا زخمیوں کے زخموں کا پیپ ہے۔ (۱۶)

ابو قتادہ سے روایت ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ بنانے کے لئے خشک اور کچی کھجور ملانے اور خشک انگور اور خشک کھجور کے ملانے کچی اور تر کھجور کے ملانے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ ہر ایک سے الگ الگ نبیذ بناؤ۔ (۱۷)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا کہا شراب کی حرمت نازل ہوئی ہے اور وہ پانچ چیزوں سے بنتی ہے انگور، کھجور، گندم، جوار اور شہد سے اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ دے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے بھی۔ (۱۸)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے میں ابو طلحہؓ اور ابو دجانہؓ اور معاذ بن جبلؓ اور انصار کی ایک جماعت کو شراب پلا رہا تھا اتنے میں ایک شخص اندر آیا اور کہنے لگا ایک نئی خبر ہے۔ شراب حرام ہو گئی ہے پھر ہم نے اسی دن شراب کو بہا دیا اور وہ شراب گدر اور کچی کھجور کا تھا حضرت انسؓ نے کہا خمر جب حرام ہو گیا تو اکثر خمر ان کا یہی تھا خلیط یعنی گدر اور خشک کھجور ملا کر۔ روایت کیا اسے بخاری نے بھی (۱۹)

ویلم حمیریؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سرد علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم اس میں سخت کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں سے شراب بناتے ہیں۔ اپنے کاموں پر ہم قوت حاصل کرتے ہیں اور اپنے علاقے کی سردی سے بچتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ نشہ آور ہے میں نے کہا ہاں

فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچو میں نے کہا لوگ اسے نہیں چھوڑیں گے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ نہ چھوڑیں تو ان سے لڑو (۲۰)

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے گندم سے شراب بنتی ہے ۔ جوار سے بھی، کھجور سے بھی، انگور سے بھی اور شہد سے بھی شراب بنتی ہے (۲۱)

مندرجہ بالا احادیث یہ ثابت کرتی ہیں کہ شراب یعنی شربت کوئی بھی ہو اگر وہ نشہ آور ہے تو حرام ہے اور رجس ہے اور اس کی مقدار کے متعلق بھی حدیث میں وارد ہے کہ خواہ ان کی مقدار قلیل ہو یا کثیر یہ حرام ہے اور منع ہے ۔

" حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا زیادہ پینا نشہ لائے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے "

(۲۲)

" حضرت عائشۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں جو چیز کہ بقدر فرق کے پینے کے نشہ لائے اس کا ایک چلو بھی حرام ہے " ۔

(۲۳)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ۔ ہر شراب جو مسکر ہے اس میں حد ہے جس طرح خمر میں ہے ۔ (۲۴)

علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے کہ کہا ابو عبداللہ علیہ السلام نے حد خمر کی ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر (۲۵)

شراب کی خرید و فروخت :۔

جس طرح شراب کا پینا حرام ہے اس کا بنانا اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے ۔ اس کی خرید و فروخت سے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع

فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ جب شراب کو حرام قرار دیا گیا تو شراب کا ذخیرہ لوگوں نے بہا دیا تھا۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ و علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا شراب کو اب جس کے پاس ہو اور اس کے پاس حرمت کی یہ آیت پہنچ گئی تو وہ نہ پیئے اور نہ بیچے ابو سعید خدری نے کہا تب جن لوگوں کے پاس شراب تھی وہ اس کو مدینہ کے راستے میں لائے اور بہا دیا۔ (۲۶)

" ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شراب کا تحفہ لایا۔ آپؐ نے فرمایا تو نہیں جانتا اسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اس نے کہا نہیں پس اس نے ساتھ والے سے بات کہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیا بات کہی میں نے کہا بیچ ڈالو اس کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا ہے یہ سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا جو کچھ تھا اس میں سب کچھ بہہ گیا" ۔(۲۷)

" حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں اتریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور وہ آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائیں اور منع کیا ان کو شراب کی سوداگری سے ۔"

(۲۸)

شراب نوشی پر حد۔

جو کوئی بالغ، عاقل بلا اکراہ و اضطرار قصداً شراب نوشی کا مرتکب ہوگا تو اسے اسی (۸۰) کوڑے بطور حد مارے جائیں گے۔ بدن کے متفرق اعضا پر مارے جائیں اور اگر غلام ہے تو اس کی حد پچاس کوڑے ہیں ۔ (۲۹)

امام مالکؒ نے خبر دی ہم سے بیان کیا ثور بن زید ویلی نے کہ حضرت عمرؓ سے کسی شخص نے شراب پینے کی حد کے بارے میں مشورہ کیا تو حضرت علیؑ نے ان سے کہا میری رائے ہے کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں کیونکہ وہ شراب پیئے گا تو نشہ ہوگا بدمست ہو کر واہی تباہی بکنے لگے گا، تہمت لگائے گا افتراء کرے گا چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کو ۸۰ کوڑے لگوائے۔ (۳۰)

امام ابو حنیفہؒ نے یحییٰؒ سے روایت کی ہے کہ ابن مسعودؓ کے پاس ایک شخص اپنے بھتیجے کو لایا جو کہ مست تھا اس کی عقل گم تھی۔ آپ کے حکم سے اس کو قید کیا گیا یہاں تک کہ جب اس کا نشہ اتر گیا اس کو نشہ اور سرمستی سے افاقہ ہوا تو حضرت ابن مسعودؓ نے کوڑا منگوایا اس کا پھندا کاٹ ڈالا پھر اس کو نرم کیا اور جلاد کو بلوایا اس کو حکم دیا کہ اس کی جلد پر چابک مارے اور مارتے وقت اپنا ہاتھ اٹھا مگر نہ اتنا کہ تیری بغلیں نظر آنے لگیں۔ یحییٰؒ نے کہا کہ خود عبداللہؓ چابک گننے بیٹھ گئے یہاں تک کہ جب اسی کوڑے ہو گئے تو اس کو چھوڑ دیا اس بوڑھے نے کہا یا عبدالرحمن قسم اللہ کی یہ میرا بھتیجا ہے۔ اور اس کے سوا میری کوئی اولاد نہیں۔ آپ نے کہا تو برا چچا ہے کہ تو یتیم کا والی ہوا نہ تو نے بچپن میں اس کو ادب دیا اور نہ بڑے پن میں اس کی عیب پوشی کی۔ (۳۱)

جس شخص نے شراب پی یعنی وہ خمر جو قرآن میں مذکور ہے پھر پکڑا گیا حالانکہ اس کی بدبو موجود ہے یا لوگ اس کو نشہ کی حالت میں پکڑ کر لائے پھر گواہوں نے اس پر شراب پینے کی گواہی دی تو اس پر شراب خوری کی حد یعنی (۸۰) درے واجب ہیں اور اس طرح اس نے خود اقرار کر دیا حالانکہ بدبو موجود ہے تو یہی حکم ہے کیونکہ شراب خوری کا جرم ثابت ہے۔ (۳۲)

امام جعفر صادقؑ نے کہا حضرت علیؑ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپؑ نے کہا شراب سے نشہ ہوتا ہے

اور نشہ میں مست ہو کر ہذیان بکتا ہے اور ہذیان سے افتراء اور اسے حد مفتری مارو۔

محمد بن یعقوب علی بن ابراہیم جو اپنے والد اور اسحاق بن عمار کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ ابا عبداللہ علیہ السلام سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا آپؑ نے فرمایا کہ اسی(۸۰) کوڑے مارو قلیل و کثیر حرام ہے۔ (۳۳)

سائبؓ بن زید سے روایت ہے کہ شراب پینے والے کو حضورؐ کے عہد اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی سالوں میں ہم اپنے ہاتھوں اپنی چادروں اور اپنی جوتیوں سے مارتے تھے یہاں تک کہ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری سال ہوئے انہوں نے چالیس کوڑے مارے یہاں تک کہ شرابی حد سے گزر گئے حد اعتدال سے گزر گئے حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے مارے روایت کیا بخاری نے (۳۴)

"مکی بن ابراہیم نے جعید بن خصیفہ سے انہوں نے سایئب بن زید سے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے آخری دور تک شراب پینے والوں کو لاتے اور ہاتھوں، جوتیوں اور چادروں سے مارتے۔ حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے چالیس کوڑے مارے جب ان شرابیوں نے زیادہ سرکشی کی اور فسق کرنا شروع کیا تو انہوں نے اسی کوڑے مارے" (۳۵)

حد شراب مانند حد قذف کے ہے یعنی آزاد کو اسی کوڑے اور غلام کو چالیس کوڑے اگرچہ اس نے ایک قطرہ شراب کا پیا ہو۔ اصل اس باب میں قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص پیے شراب تو کوڑے مارو اس کو پھر

اگر پیے تو اس کو مارو پھر پیے تو اس کو مارو پھر اگر پیئے تو اس کو قتل کر دو لیکن پھر قتل منسوخ ہوگیا۔ نسائی نے سنن کبریٰ میں حضرت جابرؓ کے حوالے سے ایک شخص لایا گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس نے چوتھی مرتبہ شراب پی ہوئی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ۸۰ کوڑے مارے قتل نہیں کیا۔

اور جس نے شراب پی اور اس طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود ہے اگرچہ کہ راہ کی دوری سے جاتی رہی یا مست ہو یا عقل زائل ہو گئی۔اگرچہ نبیذ تمر کے پینے سے ہوا یا اس کا اقرار کرے ایک بار یا دو مرد اس کے شراب پینے کی گواہی دیں اور معلوم ہو کہ اس نے اپنی خواہش سے پی تو اس کو حد لگاویں۔ حالت ہوش میں اور حالت بے ہوشی میں نہ ماریں نبیذ سے اس واسطے کہ حضرت عمرؓ نے حد ماری ایک اعرابی کو کہ مست ہو گیا تھا نیند سے" (۳۶)

شراب نوشی کا ثبوت یا شہادت۔

۱۔ جب ملزم عدالت مجاز اختیار سماعت کے روبرو شراب نوشی کا اعتراف کرے۔

۲۔ کم از کم دو بالغ عاقل مسلمان مرد قانون شہادت کی شرائط کے مطابق ملزم کے شراب پینے کی شہادت عدالت مجاز کے سامنے دیں۔

شراب کی حد کے بارے میں شرائط و احکامات:۔

ایک شخص نے شراب پی اور پکڑا گیا ہنوز اسکی بدبو موجود ہے یا اس کو پکڑ کر لائے درحالیکہ وہ نشہ میں مست تھا پس گواہوں نے اس پر شراب خوری کی گواہی دی۔اس پر حد واجب ہوگی۔اگر اس نے خود اقرار کیا اور بدبو موجود ہے تب بھی یہی حکم ہے خواہ اس نے تھوڑی پی یا زیادہ پی ہے۔اگر اس کی بدبو جاتی رہے اور اس کے بعد اقرار کیا تو امام اعظم اور امام یوسف کے نزدیک اس کو حد نہ

ماری جائے گی اس اگر گواہوں نے نشہ زائل ہونے کے بعد اور اثر زائل ہونے کے بعد اور بدبو جاتے رہنے کے بعد گواہی دی تو شیخین کے نزدیک حد نہ ماری جائے گی اگر گواہوں نے ایسی حالت میں پکڑا کہ اس کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ نشہ نہیں ہے پس اس کو وہاں شہر لے چلے جہاں امام موجود ہے اس کے پاس پہنچنے سے پہلے نشہ یا بدبو جاتی رہے تو مرد مذکورہ کو بالاجماع حد ماری جائے گی۔

اگر نشہ کی بے ہوشی میں اقرار کیا تو حد نہ ماری جائے گی۔ جب گواہوں نے شراب کی گواہی دی تو قاضی ان سے پوچھے گا شراب کیا ہے پھر دریافت کرے گا اس نے کیوں پی اس واسطے کے احتمال ہے کہ اس نے بہ مجبوری زبردستی پی لی ہو پھر دریافت کرے گا کب پی کیوں کہ احتمال تصادم ہے۔ پھر دریافت کرے گا کہ کہاں پی اس واسطے کے یہ احتمال ہے کہ اس نے دارالحرب میں پی ہو۔ پس اگر گواہوں نے صحیح بتایا قاضی مشہود علیہ کو قید کرے گا تاکہ گواہوں کی عدالت معلوم کرے اور ظاہر عدالت پر حکم نہ کرے گا۔

جس پر شراب خوری کی گواہی دی ہے ضروری ہے کہ عاقل ہو، بالغ ہو، ناطق ہو طفل پر حد نہیں نہ مجنون نہ کافر پر، گونگے پر بھی حد نہیں۔ خواہ گواہوں نے گواہی دی ہو یا اشارے سے بتلایا ہو جس اس کی طرف سے اقرار سمجھا جائے۔

شراب خوری میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ شرابی کی حد اس وقت تک نہ ماری جائے گی جب تک نشہ نہ اتر جائے۔ ہوش میں آجائے خواہ بدبو شراب کی گئی ہو یا نہ گئی ہو۔

دو گواہوں نے شراب پینے کی گواہی دی دونوں نے وقت کا اختلاف کیا خواہ بدبو آتی ہو یا نہیں حد نہ ماری جائے گی۔

اگر خمر کو پانی، دودھ یا تیل وغیرہ کے مائعات میں سے کسی کے ساتھ مخلوط کر دیا اگر اس میں خمر غالب ہے اور اس میں سے ایک قطرہ بھی لیا حد واجب

ہے اگر خمر مغلوب نہیں ہے تو حلال نہیں ہے حرام ہے مگر جب تک نشہ نہ ہو جائے۔ حد نہیں ہے (۳۷)

حضرت آیت اللہ شیرازی کی کتاب الحدود سے شرائط و احکامات۔

جب کوئی شراب پیئے خواہ تھوڑی مقدار میں پیئے یا زیادہ تو اس پر حد لگانا واجب ہے۔ اس حکم میں اشکال ہے نہ ہی اختلاف۔ شراب نجس ہے اس کا ایک قطرہ بھی پانی میں ملا کر پینا نجس پانی کا پینا ہے۔

اگر کوئی چیز پہلے شراب یا خمر رہی ہو لیکن عقلی احتمال اس میں یہ دیا جاتا کہ وہ حل اور سرکہ میں منتقل ہو گئی ہو تو ایسے کہ پینے پر حد ثابت نہیں ہوتی۔ اس طرح یہی حکم ہوگا ان تمام موارد میں کہ جہاں شک ہو کہ شراب باقی ہے یا منقلب ہو گئی ہے۔ اگرچہ ان موارد میں استصحاب خمر موجود کیوں نہ ہوں البتہ اگر اطمینان ہو جائے کہ شراب منقلب ہو کر کوئی دوسری چیز نہیں بنی پھر اس کے پینے پر حد ثابت ہو گی کیونکہ یہ صادق آجاتا ہے کہ اس نے شراب پی ہے۔ لہذا شبہ نہیں رہے گا تاکہ حد کو ختم کر سکے۔ اگر کوئی انسان شراب کا ٹیکہ لگالے تو اس پر حد جاری کرنے میں اشکال ہے لیکن اس وقت حد جاری کی جائے گی جب ٹیکہ موجب غذائیت ہو اور نشہ بھی ایجاد کرے۔ اس طرح کی کوئی چیز کھائے جو پیٹ میں پہنچ کر شراب بن جائے اور نشہ ایجاد کردے تو بعید نہیں کے ان سے بعض صورتوں میں حد ثابت کی جائے کیونکہ حد ہر نشہ پر ثابت ہے۔ ہر اس جگہ کہ جہاں شک و شبہ پیدا ہو جائے وہاں حد جاری نہ ہو گی۔ گرچہ تعزیر واجب ہو جائے گی کیونکہ شراب یا نجس کا کھانا پینا حرام ہے اور ہر حرام پر تعزیر واجب ہے۔ شراب کا پینا حرام ہے اگرچہ اس کا ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو اس پر حد واجب ہے۔ گرچہ

نشہ بھی نہ لائے۔

بعض روایات میں موجود ہے کہ نبیذ والے کو اگر وہ نشہ نہ لائے تو حد نہ لگائی جائے گی اس نبیذ سے مراد وہ نبیذ ہے جو حلال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تھوڑی سی خرما لے کر پانی میں کہ جس میں نمک ملا ہوتا تھا ڈال دیتے تھے اور اسے رات بھر رہنے دیتے تھے پھر اس پانی کو صبح پی لیتے اور یہ نبیذ مسلماً حلال ہے۔ کیونکہ اس طرح شراب نہیں بنتی۔

اگر انگور کے پانی کو ابال دینے پر اس کا دو تہائی ابھی ختم نہ ہو نشہ بھی نہ لاسکتا ہو تو ایسے عصیر کے پینے پر حد نہیں ہے اس لیے کہ حرام ہونا نشہ ہونے کی وجہ سے تھا جب اس میں یہ حالت ہی نہیں پیدا ہوئی تو حرام نہیں ہے۔ امام باقرؑ سے روایت ہے کہ ہر نشہ آور پینے والی چیز جب نشہ لائے تو وہ شراب ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جب طلا یعنی شراب تہائی سے زیادہ ہو جائے تو وہ حرام ہے۔

اگر شراب تبدیل ہو کر سرکہ بن جائے تو پھر وہ حلال ہو گی کیونکہ اب وہ شراب نہیں رہی۔ ہاں اگر اس میں اس وقت بھی نشہ لانا باقی ہو تو وہ حرام ہو گی۔ جو چیز بھی نشہ لانے تک پہنچ جائے وہ حرام ہے اس کے پینے والے پر حد ہے۔ نشہ آور چیز کے پینے پر اس کی حد جاری کی جائے گی۔ جب وہ انسان عاقل، بالغ، مختار، عالم اور جانتا ہو کہ یہ حرام ہے۔

گواہوں کا گواہی پر متحد ہونا ضروری ہے ایک گواہ کہے جمعہ کے دن شراب پی تھی۔ دوسرا گواہ کہے ہفتہ کو پی تھی، ایک کہے با اختیار پی تھی دوسرا کہے کہ کراہاً پی تھی ایک کہے جانتا تھا کہ حرام ہے ایک کہے نہیں جانتا تھا ایک کہے بصرہ میں پی تھی دوسرا کہے بغداد میں پی تھی حد نہ ہو گی۔ چاہے اقرار کرنے والا بھی عاقل ہو، بالغ ہو یا مختار ہو۔

شراب کا پینا بنانا یا فروخت کرنا بھی حرام ہے ۔ زیادہ درست یہ ہے کہ شرابی کو اس کے کپڑے پہنے ہوئے حد ماری جائے بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ننگا کر کے پشت پر ماری جائے ۔ بے ہوشی یا مستی میں نہ ماری جائے ۔ ہوش میں آنے کے بعد ماری جائے ۔ اگر کسی شے میں شک ہو کہ یہ نشہ آور ہے کہ نہیں تو اس میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا ۔

اگر کوئی شراب پیئے اور وہ اسے مست نہ کرے یا کوئی دوائی کھالے جو اسے باہوش رکھتی ہو یا اتنا عادی ہو جائے کہ شراب اس پر اثر نہ کرتی ہو وہ مست نہ ہو تو شراب کیحد ساقط نہ ہوگی ۔

جب کوئی انسان دو دفعہ شراب پیئے اس پر دو دفعہ شراب کی حد لگ چکی ہو تیسری دفعہ کے پینے پر قتل کر دیا جائے ۔ بعض نے کہا ہے کہ چوتھی دفعہ پر قتل کر دیا جائے ۔ اگر کوئی کئی دفعہ شراب پیئے مگر اس پر حد جاری نہ ہوئی ہو تو اس پر صرف ایک حد جاری ہوگی ۔

جو شخص شراب کو اسلام میں حلال قرار دے خواہ وہ پیئے یا نہ پیئے تو اس کا کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے انکار کرتا ہے تو وہ شخص مرتد ہو گیا ۔ اس پر مرتد والے احکام جاری ہوں گے اگر اس کا انکار رسالت کا انکار کرنا نہ ہو تو وہ فاسق ہے جس پر تعزیر لگائی جائے گی ۔ اس سے توبہ کرائی جائے گی ۔ قدامہ بن مصعون کا واقعہ اس سلسلے میں مشہور دلیل ہے ۔ (۳۸)

باب چہارم:

حد زنا۔

اسلامی نظام نے جان و مال کے تحفظ کے لیے اصول و ضوابط اور احکامات صادر کئے ہیں اسی طرح انسانی عزت نفس ، عظمت و تقدس ، شرافت اور آبرو کے تحفظ کے لیے بھی اصول و ضوابط اور احکامات متعین و مقرر کیے ہیں جن پر عمل کرنے سے ہی انسانی عزت و آبرو کو تحفظ فراہم ہو سکتا ہے معاشرتی جرائم میں زنا سب سے زیادہ قبیح و بدترین اور گھناؤنا جرم ہے جو انسانی شرافت و وقار کے منافی ہے۔

زنا یا بدکاری کے اثرات معاشرتی زندگی میں سخت بگاڑ پیدا کرتے ہیں ۔ اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد کو معاشرے میں برسوں اس ناکردہ گناہ کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے عمر بھر کی مذمت اور دھتکار کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے حقیر و قابل نفرت سمجھا جاتا ہے ۔ اسی طرح وہ عورت جو بدکاری میں ملوث ہوتی ہے خود بھی بدنام و برباد ہو جاتی ہے ساتھ ہی خاندان کی عزت و ناموس کو بھی خاک میں ملا دیتی ہے ۔ خاندانی دشمنیاں شروع ہو جاتی ہیں قتل و غارت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو نسلوں کو برباد کر دیتا ہے ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرام بچے جنم دے کر کوڑہ دانوں اور کچرے کے ڈھیروں پر پھینک دیئے جاتے ہیں جو وہاں مردہ حالت میں پائے جاتے ہیں اس سے بڑھ کر انسانی شرافت و عظمت کا قتل عام کیا ہو سکتا ہے ۔

بدکاری سے معاشرے میں فحاشی عام ہوتی ہے اور فحاشی سے بدکاری پروان چڑھتی ہے نسلوں میں غلط ملط اور خاندانوں کی تباہی کا باعث بنتی ہے ۔

طبی نقطہ نگاہ سے بدکاری صحت پر اثرانداز ہوتی ہے اس میں ملوث افراد میں کمزوری ، سر دردی ، اعضاء کی کمزوری ، نامردی ، سوزاک ، آتشک جیسی بیماریاں پھیلتی ہیں ۔ آج کل زنا سے پیدا ہونے والی موذی مرض ایڈز کا چرچا ہے جس سے

پوری دنیا خوفزدہ ہے جس سے دنیا پر اسلامی احکامات کے قانونی، طبی افادیت اور حکمت واضح ہو گئی ہے۔

اسلام نے اسے بدترین معاشرتی جرم اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ اس کے ارتکاب پر سخت و عبرتناک سزا مقرر کی ہے تاکہ انسانی عمرانی زندگی کو فحشات و بے حیائی سے بچایا جاسکے نسلوں کو محفوظ اور انسانی عزت وآبرو کو تحفظ فراہم ہوسکے۔

آج کل مغربی تہذیب کے نام پر بے حیائی اور فحاشی کو عام کیا جا رہا ہے۔ یورپ اور دیگر ملکوں میں جنسی بے راہ روی اور جنسی امراض عام ہو چکے ہیں۔ زنا کاری سے پیدا ہونے والے بچے سڑکوں، ہسپتالوں اور یتیم خانوں / دارالاطفال میں پلتے ہیں۔ جنہیں اپنے والدین اور نسب کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہوتی اور احساس کمتری میں زندگی گزارتے ہیں یہی وجہ ہے کہ فحاشی اور بے حیائی سے اسلام نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس کی انتہائی شدت زنا کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ فحاشی و بدکاری پھیلانے والوں کے متعلق قرآن نے کہا!

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا پھیل جائے بے شک ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔" (۱)

"اے ایماندارو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے وہ یقیناً اسے بدکاری اور فحش باتوں کا حکم دے گا۔ (۲)

اسلام نے بے پردگی اور فحاشی سے منع کیا ہے اس لئے کہ بے پردگی سے فحاشی اور بے حیائی پروان چڑھتی ہے نفسانی خواہشات میں اضافہ ہوتا ہے معاشرے میں بدکاری پھیلتی ہے اور بدکاری معاشرتی زندگی کے لئے انتہائی مہلک گناہ یا جرم ہے جسے اسلام نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

"اور زنا کے قریب نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی کا کام ہے اور بہت بری چلن ہے۔" (۳)

ولا تقربو الزنا انه کان فاحشة. (۴)

"اور زنا کے قریب مت جاؤ یقیناً بڑی بے حیائی ہے"۔

زنا کی تشریح۔

زنا اسے کہتے ہیں کہ پوری کرے مرد اپنی شہوت بصفت محرم ہونے کے ایسی عورت کے قبل وفرج میں جو دونوں طرح کی (نکاح و یمین) ملک دونوں شبہ اور شبہ اشتباہ سے خالی ہو یا عورت اپنے اوپر ایسے ہی فعل کو قابو دے پس مجنون و طفل کی وطی زنا نہ ہوگی اس واسطے کے دونوں کا فعل بصفت حرمت موصوف نہیں ہوتا۔ رکن زنا یہ ہے کہ التقائے ختانین و موارۃ حشفہ پایا جائے۔ اس واسطے کہ اسی قدر سے ایلاج و وطی مستحق ہوجائے اس کی شرط یہ ہے کہ تحریم سے واقف ہو حتیٰ کہ اگر اس نے تحریم کو نہ جانا تو بحسب شبہ حد قائم نہ ہوگی۔ (۵)

زنا اس وقت صادق آتا ہے جب کوئی انسان اپنے آلہ تناسل کو اس عورت کے قبل یا دبر میں جو اس پر اصالتاً حرام ہے با اختیار داخل کردے اگر کہیں آلہ تناسل کا داخل کرنا صادق نہ آتا ہو تو وہ زنا نہ ہوگا گرچہ باقی تمام تلذات ہی کیوں نہ حاصل کر چکا ہو بلکہ اپنی انگلی عورت کے فرج میں داخل کرنے یا اپنے آلہ تناسل کو عورت کے منہ میں داخل کردے یا کسی حیوان کے آلہ تناسل کو عورت کی فرج میں داخل کردے۔ (۶)

زنا کی حد کیلئے آدمی کا اپنے عضو کو عورت کی فرج میں بے نکاح کے اور بے ملک کے اور بے مالک کی تحلیل کے اور بے شبہ کے داخل کردینا ہے۔ زنا عورت کے آگے پیچھے عورت کے حشفے کے داخل ہونے اور اس میں اس کے غائب ہوجانے

سے پائی جاتی ہے اور جس کا حشفہ کٹا ہوا ہو اس میں حشفہ کی مقدار بھر کے اندر چلے جانے سے زنا ثابت ہوجاتی ہے اور حرمت کا علم اور اختیار اور بلوغ کا ہونا شرط ہے اور رجم یعنی سنگسار کرنے کے لئے ان شرطوں کے ساتھ احصان کا ہونا شرط ہے۔ (۷)

زنا یہ ہے کہ ایک عاقل و بالغ مرد جو مجبور نہ ہو دارالسلام میں ایک ایسی عورت کی شرمگاہ میں کرے جو موجب شہوت ہو یعنی نابالغ و مردہ نہ ہو ملک اور شبہہ ملک سے خالی ہو خواہ مرد عورت کو اپنے اوپر قادر کرے یا عورت مرد کو، اگر سر ذکر کو عورت کی شرمگاہ میں داخل نہ کرے تو حد واجب نہیں ہوتی کیونکہ وہ زنا نہیں لمس و مہاس ہے۔ (۸)

زنا پر حد یا تعزیر

جس طرح زنا جرم کبیرہ و قبیح ہے اس طرح اس پر سزا بھی سخت و عبرتناک معین کی گئی ہے جس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے تاکہ معاشرہ اس گناہ کبیرہ سے محفوظ رہ سکے اسلام نے زنا کو قتل اور شرک کے ساتھ برابر گناہ قرار دیا ہے جیسا کے قرآن کریم کا حکم ہے۔

> " زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورت ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اگر اللہ اور آخرت پر یقین رکھتے ہو حکم کے نافذ کرنے میں کسی قسم کا ترس اور لحاظ نہ رکھا جائے اور سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیئے۔ زنا کرنے والا مرد تو زنا کرنے والی عورت یا مشرکہ سے نکاح کرے گا اور زنا کرنے والی عورت پس زنا کرنے والے مرد یا مشرک سے نکاح کرے گی سچے ایمانداروں پر تو اس قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ (۹)

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو مجھ سے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے ایک راہ مقرر کر دی ہے اگر کنوارہ مرد کنواری عورت سے زنا کرے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال جلاوطنی کی جائے اور شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرے سو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے۔" (۱۰)

"زید بن خالد سے روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لائے ایک نے کہا ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمادیں اور مجھے اجازت دیں کہ میں گفتگو کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام کر۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے یہاں مزدور تھا اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک لونڈی بطور فدیہ دے دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا انہوں نے کہا میرے بیٹے کو سو درے لگائے جائیں گے اور ایک سال جلا وطن کیا جائے گا اور رجم اس کی عورت پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھ پر لوٹا دی جائیں گی اور تیرے بیٹے کو سو درے لگائے جائیں گے ایک سال جلا وطن کیا جائے گا اے انیس تو اس کی عورت کے پاس جا اگر وہ اعتراف کر لے تو اس کو رجم کر دے اس نے اقرار کر لیا اس کو رجم کیا گیا" (۱۱)

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالکؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پاک کیجئے مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ اور توبہ کر۔ تھوڑی دور وہ لوٹ کر گیا پھر آیا اور کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک کیجئے مجھ کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا جب چوتھی مرتبہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کس سے پاک کروں تجھ کو ماعزؓ نے کہا زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس کو جنون ہے معلوم ہوا کہ جنون نہیں ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس نے شراب پی ہے ایک شخص کھڑا ہوا اس کا منہ سونگا تو شراب کی بو نہیں پائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے زنا کیا ہے وہ بولا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا وہ پتھروں سے مارا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماعزؓ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ ایک توبہ ایک امت کے لوگوں میں بانٹی جائے تو کافی ہے" (۱۲)

بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی غامدیہ کی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک کر دیجئے مجھ کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور دعا مانگ اللہ سے بخشش کی اور توبہ کر اس کی درگاہ میں عورت نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعزؓ کو لوٹایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا وہ بولی میں پیٹ سے ہوں۔ زنا سے آپ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو خود اس نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلم نے فرمایا اچھا ٹھہر جا جب تک تو بچہ جنے (کیونکہ حاملہ کا رجم نہیں ہو سکتا اور اس پر اجماع ہے اسی طرح کوڑے لگانا کہ جہاں تک وہ بچہ جنے)۔

پھر ایک انصاری نے اس کی خبر گیری اپنے ذمہ لے لی جب وہ بچہ جنی تو انصاری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا غامدیہ

بچہ جن چکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی تو ہم اسے رجم نہیں کریں گے اور اس کے بچے کو بے دودھ کے نہیں چھوڑیں گے ایک شخص انصاری بولا میں بچے کی رضاعت کروں گا تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو رجم کیا (۱۳)

"زید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا جو شادی شدہ نہ ہو اور زنا کرے اس کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال جلا وطن کیا جاوے۔ (۱۴)

صاحب وسائل الشیعۃ نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہا حضرت علیؑ نے رجم کرنا اللہ کی حدود میں حد اکبر ہے اور کوڑے لگانا حد اصغر ہے اور محصن مرد کے لئے رجم ہے کوڑے نہیں ہیں۔ (۱۵)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے زانی بوڑھے اور زانی بوڑھی عورت کو سو کوڑے لگائے اور زانی محصن کو رجم کی سزا دی اور کنواری عورت زانی / زانیہ کو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس میں عمر کی قید نہیں ہے۔ (۱۶)

"علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا آزاد مرد اور آزاد عورت (زانی) کو سو کوڑے لگاؤ جبکہ محصن اور محصنہ (زانی) کو رجم کیا جائے گا۔ (۱۷)

اگر عورت کے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا ہو تو پھر عورت پر حد نافذ نہیں ہوگی مرد پر حد لاگو ہوگی جیسے کہ مندرجہ ذیل حدیث واقعہ سے وضاحت ہوجاتی ہے۔

عبدالجبار بن وائل سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے زمانے میں نماز پڑھنے کے لئے نکلی اس کو ایک آدمی ملا اس کو ڈھانکا اور اس سے حاجت پوری کی وہ چلائی وہ آدمی چلا گیا مہاجرین کی ایک جماعت اس کے پاس سے گزری اس نے کہا فلاں آدمی نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے انہوں نے اس آدمی کو پکڑا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے لئے فرمایا جا اللہ نے تجھے معاف کر دیا ہے اور جس آدمی نے اس سے برائی کی تھی اس کے متعلق فرمایا اس کو رجم کرو۔ (۱۸)

اس حدیث کو ترمذی نے بھی ابواب الحدود میں اسی راوی سے نقل کیا ہے اسی طرح اگر مرد کو زبردستی عورت نے اپنے اوپر قابو دیا ہو تو پھر مرد پر حد نہ ہوگی عورت پر لاگو ہوگی جس کی تفصیل آگے ذکر کی جائے گی۔

احصان یا محصن۔

احصان کے معنی یہ ہیں کہ مرد و عورت شادی شدہ ہوں بغیر کسی مانع کے شب و روز ایک دوسرے کے یہاں آجا سکتے ہوں اگر ایسا مرد زنا کرے کہ جس کی منکوحہ بیوی ہے جس کے پاس آنے جانے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا اسی طرح وہ عورت بھی سنگسار کی جائے گی جس کا شوہر موجود ہو صبح و شام اس کے پاس آجا سکتا ہو اگر یہ صورت نہ ہو پھر انہیں کوڑے مارے جائیں گے۔

اگر کسی عورت کا بوسہ لے یا اس کے ساتھ لپٹ جائے یا اس سے معانقہ کرے یا کوئی اس قسم کی لذت لے جو شرمگاہ کے علاوہ ہو تو اس پر تعزیر ہوگی حد نہ ہوگی تعزیر کا حکم حاکم شرع جو مناسب سمجھے گا کرے گا۔ آئمہ و فقہا کا اتفاق ہے کہ زنا کے ارتکاب پر سنگساری کرنے کے لئے احصان یہ ہے وہ آزاد، بالغ، مسلمان ہو صحیح نکاح ہو اور ہمبستری کی ہو یعنی مباشرت کی ہو جو فتاویٰ الہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"آزاد عاقل بالغ مسلمان ہو جس نے کسی عورت سے نکاح صحیح کیا ہو اور اس سے دخول کیا ہو اور وہ دونوں احصان پر موجود ہوں اگر مرد نے اپنی جورو سے ایسی خلوت کی کہ جس سے مہر واجب ہوتا ہے اور عورت لازم ہوتی ہو اور جماع سے بھی محصن نہ ہوگا اگر نکاح فاسد ہو نیز (اہلسنت کے مطابق) جماع سے نکاح صحیح میں بھی محصن نہ ہوگا اگر عورت سے قبل نکاح یہ کہہ دیا ہو اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو طالقہ ہو اس وجہ سے کہ وہ نفس عقد سے طالقہ ہوجائے گی پس اس کے بعد اس سے جماع کرنا زنا ہوگا لیکن اس میں حد واجب نہ ہوگی کیونکہ بسبب اختلاف علماء کے اس میں شبہ واقع ہوگیا ہے اس طرح اگر مسلمان مرد نے بغیر گواہوں کے نکاح کیا اور دخول کیا تو محصن نہ ہوگا۔ دخول میں ایسا ایلاج معتبر

ہے جو قبل کے اندر ہوا ہو کہ اس سے غسل واجب ہو جائے ۔ اگر دو مملوکوں کے درمیان وطی بر نکاح صحیح حالت رقیت میں واقع ہوئی ہو پھر دونوں آزاد ہو گئے تو وطی مذکورہ کی وجہ سے محصن نہ ہوں گے یہی حکم دو کافروں کا ہے ۔

اگر مرد آزاد کی باندی یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کرے اس سے وطی کی محصن نہ ہوگا اس طرح اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کیا وطی کی تو بھی یہی حکم ہے ۔ اگر مرد مسلمان کے تحت میں حرہ مسلمہ ہو اور دونوں محصن ہوں اور پھر دونوں مرتد ہو گئے ہوں دونوں کا احصان باطل ہو گیا اگر پھر دونوں مسلمان ہو گئے تو دونوں کا احصان عود نہ کرے گا یہاں تک کہ بعد اسلام کے عورت سے دخول کرے ۔ اگر احصان ثابت ہونے کے بعد بسبب معتوہ یا مجنون ہونے کے احصان زائل ہو گیا تو جب افاقہ ہو گیا تب پھر طرفین کے نزدیک احصان عود کرے گا وہ محصن ہو جاوے گا ابو یوسف کے نزدیک عود نہ کرے گا جب تک کہ بعد افاقہ کے اسی عورت سے دخول نہ کرے ۔

احصان کا ثبوت اقرار ہوتا ہے یا دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد یا دو عورتیں گواہی دیں ۔ (۱۹)

زنا کے لیے ثبوت یا شہادت۔

حد زنا کے ثبوت کے کے لیے کم از کم چار بالغ، عاقل مسلمان مرد جو قانون شہادت کی شرائط کو پورا کرتے ہیں زنا کے فعل جس میں دخول کا ہونا پایا جاتا ہو کے متعلق چشم دید گواہی دیں یا پھر مجرم اپنے جرم کا خود ارتکاب کرے۔

ارشاد ربانی ہے!

والذین یرمون المحصنت ثم لم یا توا باربعة شہدآء فاجلد وہم ثمنین جلدة ولا تقبلوالھم شہادة ابداً و اولئک ہم الفسقون۔ (۲۰)

"اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر (اپنے دعویٰ پر) چار گواہ پیش نہ کریں تو انہیں اسی کوڑے مارو پھر آئندہ ان کی گواہی قبول نہ کرو یہ لوگ خود بدکار ہیں۔"

والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شہدآء الا انفسھم فشہادة احدھم اربع شہدات باللہ انہ لمن الصدقین (۲۱)

"جو لوگ اپنی بیبیوں پر عیب لگائیں اور اس کے ثبوت میں اپنے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے لوگوں میں ایک کی گواہی چار مرتبہ ہوگی وہ ہر مرتبہ خدا کی قسم کھا کر بیان کرے گا کہ وہ ضرور سچا ہے۔

فاستشھدوا علیھن اربعة منکم (۲۲)

"ان پر اپنے میں سے چار آدمیوں کی گواہی لے لو"

زنا گواہی اور اقرار سے ثابت ہوتا ہے اور گواہی اس طرح ہو کہ چار آدمی مرد یا عورت پر زنا کی گواہی دیں پھر ان سے پوچھے کے زنا کیا ہوتا ہے اور کس طرح ہوتا ہے زنا کہاں کیا ہے اور کس وقت کیا ہے کس سے کیا ہے جب چاروں

گواہ ان امور کو بیان کر دیں اور یہ کہیں کہ ہم نے اس عورت کو اس مرد کی فرج میں اس طرح صحبت کرتے ہوئے دیکھا کہ جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے پھر قاضی ان گواہوں کا حال خفیہ اور اعلانیہ لوگوں سے دریافت کرے گا جب ہر طرح سے ان کی عدالت ثابت ہوجائے گی تب ان کی گواہی کے مطابق حکم دیا جائے گا۔

" اقرار زنا یہ ہے کہ عاقل بالغ آدمی اقرار کرنے والوں کی طرح چار مرتبہ چار مجلسوں میں اپنے اوپر زنا کا اقرار کرے تب اس سے قاضی پوچھے کہ زنا کیا ہوتا ہے کس طرح ہوتا ہے کہاں ہوا ہے اور کس سے ہوا ہے جب ان سب باتوں کو بیان کر دے گا تب اس پر حد جاری ہوگی (۲۳)

زنا میں شہادت سے مراد ایسا ثبوت ہے جو امام یعنی حاکم وقت کے سامنے پیش کیا جائے شہادت ایک واضح اور ظاہر دلیل ہے اور اقرار کی بھی یہی حیثیت ہے کیونکہ اقرار کی صورت میں جانب صدق کو ترجیح حاصل ہوتی ہے خصوصاً ان حالات میں جن کے پایہ ثبوت تک پہنچ جانے میں ضرر اور عار لاحق ہوتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ چار گواہوں کی شرط اس امر کے مد نظر عائد کی گئی ہے تاکہ اس قبیح فعل کی ممکن حد تک پردہ پوشی ہوسکے شرع اسلام میں پردہ پوشی مستحسن اور اہم امر ہے نیز اس جرم شدت کا اندازہ بھی مد نظر رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں ایک فرد کے ساتھ ظلم ہے زیادتی ہے معاشرہ میں فحاشی اور بے حیائی پھیلتی ہے انسانی نسلوں میں غلط ملط کا رواج پیدا ہوتا ہے اس طرح انسانی شرافت اور عظمت داغدار اور معاشرے میں فساد پھیلاتا ہے۔

زنا حاکم کے نزدیک اس طرح ثابت ہوگا کہ چار گواہ اس کی بالفظ گواہی دیں تو قاضی ان سے دریافت کرے گا کہ زنا کیا چیز ہے اس نے کہاں زنا کیا پس

جب انہوں نے بیان کیا جو حقیقتاً زنا ہے اور کہا کہ اس نے اس طرح داخل کیا جیسے سرمہ دانی کے اندر سلائی تو اب ان سے دریافت کرے گا کہ کیفیت زنا کیا ہے پھر انہوں نے بیان کر دی پھر ان سے وقت دریافت کرے گا پھر انہوں نے وقت ایسا دریافت کیا اس کو زمانہ دراز نہیں گزرا پھر اس عورت سے جس سے زنا ہوا ہے پوچھے گا کہ ان سے مکان دریافت کرے گا جب مکان بیان کیا جائے اور قاضی ان کی عدالت کو جانتا ہے تو مشہود علیہ سے اس کا احصان (یعنی نکاح شرعی کے ساتھ اس کو ازدواج حاصل ہوا ہے کہ نہیں) دریافت کرے گا پس اگر انہوں نے کہا کہ میں محصن ہوں یا اس کے انکار پر گواہوں نے ان کے محصن ہونے کی گواہی دی تو حاکم احصان کی تعریف دریافت کرے گا۔ پس اس نے ٹھیک بتا دیا تو اس کا رجم کرنا واجب ہے۔ زنا کا ثبوت مرد کے اقرار سے بھی ہوتا ہے اگر اس نے قاضی کے علاوہ کسی اور کے سامنے اقرار کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ چار مرتبہ اقرار کیا ایسے اقرار پر گواہی مقبول نہیں ہوگی۔ (۲۴)

شبہات۔

جب عقد پایا گیا خواہ حلال ہو خواہ ایسا حرام کہ اس کی تحریم پر اتفاق ہو یا اس میں اختلاف ہے خواہ وطی کنندہ حرام ہونے کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو امام اعظم کے نزدیک حد نہ ماری جائے گی اور صاحبین کے نزدیک اگر اس نے ایسا نکاح کیا ہے جس کی حرمت پر اجماع اتفاق ہے اگر یہ کچھ شبہ نہیں اگر وہ تحریم کو جانتا تھا تو اس کو حد ماری جائے گی ورنہ حد نہ ماری جائے گی۔ (۲۵)

شبہ فعلی۔

شبہ فعلی کی مثال اس طرح ہے کہ یہ رات کی تاریکی میں ایک عورت کو اپنی زوجہ خیال کرتے ہوئے مباشرت کرلی تو یہ شبہ فعلی ہے اگر اپنی زوجہ کو

طلاق بائنہ دے کر عورت سے اس خیال سے مباشرت کر لی کہ عورت سے مباشرت کرنا جائز ہے یا اپنے لڑکے کی لونڈی سے مباشرت کر لی تو یہ شبہ حکمیہ ہے ۔ یعنی شبہ فعلی کا تحقق اس شخص کے حق میں ہوگا جو اشتباہ اور شک وشبہ میں مبتلا ہو جائے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی چیز کو دلیل گمان کرے جو درحقیقت دلیل نہیں ہے اور اشتباہ کے محقق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ گمان پایا جائے اگر مذکورہ مثال میں اسے اپنی عورت ہونے کا گمان نہ ہو بلکہ اسے یقین ہو کہ میری بیوی نہیں ہے تو اس پر حد جاری ہو گی ۔

شبہ حکمی۔

شبہ حکمی کا تحقق اس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی ایسی دلیل موجود ہو جو حرمت فی ذاتہ کی نفی کر رہی ہو مثلاً حدیث ہے کہ **انت و مالک لا بیک** " یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے " کے تحت لڑکے کی لونڈی سے مباشرت کر لی کہ جب بیٹے کا مال باپ کا ہے ۔ تو اس کی لونڈی بھی باپ کی ہو گی اس کا انحصار وطی کرنے والے کے گمان و اعتقاد پر نہیں بلکہ اس دلیل پر ہوتا ہے جو حرمت کی نفی پر دلالت کرتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں قسموں میں شبہ فعلی اور شبہ حکمی میں حد ساقط ہو جائے گی کیونکہ حدیث یہ ہے کہ شبہات کی بناء پر حدود کو دور کر دیا کرو علاوہ ازیں شبہ حکمیہ کی صورت میں مرد اگرچہ دعویٰ بھی کرے تو بھی نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ شبہ فعلی کی صورت میں وطی کرنا خالصتاً زنا ہے البتہ اس میں حد ساقط ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ مرد کا گمان تھا جس سے وہ وطی کر رہا ہے وہ اس کی بیوی ہے اس نے شبہ کے بناء پر وطی کی حالانکہ حقیقت میں اس کی بیوی نہیں تھی ۔

عقد میں شبہ یعنی جس سے وطی کرے اس کے نکاح میں ہو مگر وہ نکاح بالاتفاق حرام ہو اگر وطی کرنے والے کو حرمت کا علم ہو اور پھر وطی کرے تو علماء

کا کہنا ہے کہ شبہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ وطی کرنے والا حرمت عقد کو جانتا ہے اکراہ پر حد نہیں ہے خوف جان سے حد ساقط ہوجاتی ہے اگر تین طلاق عورت سے عدت میں وطی کرے تو شبہ در فعل ہے اگر تین طلاقیں دی پھر رجعت کی، عدت گزر جانے کے بعد وطی کی تو بلا اجماع اس کو حد ماری جائے گی۔

شبہ در عقد کی صورت میں یہ کہ اپنی کسی محرم سے وطی کرے تو امام اعظم کے نزدیک حد واجب نہیں ہوگی لیکن اگر وہ جانتا ہے کہ حرام ہے تو اس کو دردناک سزا دی جائے گی صاحبین کے نزدیک اگر وہ حرمت کو جانتا ہے تو اس کو حد ماری جائے گی اگر نہیں جانتا تو حد نہیں ماری جائے گی۔

اگر غنائم جہاد دار الحرب سے دارلسلام میں آگئے پھر قبل از تقسیم کے کسی غازی نے لوٹ کی باندی میں سے کسی سے وطی کی تو اس پر حد واجب نہیں ہوگی اگر دار الحرب میں بھی ایسا کیا تو یہی حکم ہے۔

اگر عورت کو اجارۃ پر لیا تاکہ اس سے زنا کرے یا اس سے وطی کرے یا کہے کہ یہ تو درہم لے تاکہ میں تجھ سے وطی کروں یا مجھے اتنے درہموں پر اپنے اوپر قابو دے پس عورت نے منظور کر لیا اور ایسا واقع ہوا تو حد نہ ماری جائے گی۔ اس عورت کو مثل مہر ملے گا اور دونوں کو سزا دی جائے گی قید کئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ توبہ کریں البتہ صاحبین کے نزیک حد ماری جائے گی۔ گونگا حد زنا یا کسی حد کے واسطے حدود میں سے ماخوذ نہیں ہوگا اگرچہ وہ باشارت یا بہ کتابت اقرار کرے یا اس پر گواہ گواہی دیں۔ حالت جنون میں حد نافذ نہ ہوگی۔

دارلحرب یا دار البغی میں حد نہیں ہے اگر کوئی سریہ دارالحرب میں داخل ہوا اور زنا کرے تو حد نہ ہوگی اگر امام المسلمین دارالحرب میں ساتھ ہو تو وہ حد نافذ کر سکتا ہے امام المسلمین کے علاوہ امیر لشکر حد یا قصاص نافذ نہیں کر سکتا ذمی نے اگر زنا کیا اور پھر مسلمان ہو گیا اس پر حد نہیں ہے اگرچہ وہ اقرار کر لے یا تو گواہ

گواہی دیں۔

اگر مرد تندرست نے مجنونہ عورت یا صغیرہ سے جو جماع کے قابل ہے زنا کیا تو مرد پر حد جاری ہوگی۔ سوتی ہوئی عورت سے زنا کیا تو حد جاری ہوگی۔ اگرچہ نابالغ یا مجنون نے عورت بالغہ، عاقلہ سے زنا کیا عورت مذکورہ نے بخوشی قابو دیا بند خلاد طفل اور مجنون پر حد نہ ہو عورت کو بھی حد کی سزا نہ دی جائے گی۔ اگر طفل نے بالغہ عورت سے زنا کیا تو اور اس کا پردہ بکارت ضائع کیا اور یہ عورت بااکراہ، مجبوری اس فعل میں مبتلا ہوئی ہے طفل مذکورہ اس کے مہر کا ضامن ہوگا اگر عورت خوشی سے راضی ہوئی ہے تو ایسا نہیں ہے۔ اگر نابالغہ لڑکی نے طفل کو بلایا اور اس نے زنا کیا پردہ بکارت جاتا رہا تو طفل پر مہر واجب ہوگا۔

اگر سوتے ہوئے مرد پر خود عورت نے وطی کی اپنے نفس پر قابو دیا تو دونوں پر حد نہ ہوگی۔

جس مرد کو سلطان نے مجبور کیا اس نے زنا کیا اس پر حد نہ ہوگی۔ عورت پر اکراہ کیا گیا زنا ہو تو حد نہیں ہے۔ اگر ایک نے نکاح کا دعویٰ کیا دوسرے نے انکار کیا تو دونوں سے حد جاتی رہے گی۔ ایک مرد نے مردہ عورت سے زنا کیا تو اس میں اختلاف ہے اہل مدینہ نے فرمایا حد ہوگی اہل بصرہ نے کہا حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی۔

اگر مرد نے عورت سے زنا کیا اس کا پاخانہ اور پیشاب کا سوراخ ایک کردیا اگر راضی خوشی کیا تو صرف حد ہوگی اگر جبر کیا تو دیت اور حد دونوں ہوگی۔ اگر پیشاب نہیں تھام سکتی تو پوری دیت اگر پیشاب تھام سکتی ہے تو تہائی دیت ایک عورت سے زنا کیا اور کہا کہ میں اس کو خرید چکا تھا حد نہیں ہے۔

اگر آزاد عورت نے غلام سے زنا کیا اور پھر خرید لیا تو ان پر حد ہوگی (۲۶)

اگر کسی بیمار نے زنا کیا اس کی سزا سنگساری ہے تو اسے سنگسار کردیا

جائے گا۔ اگر اس کی سزا کوڑے ہے جب تک وہ اچھا نہ ہو جائے اس کے کوڑے نہ لگائے جائیں گے۔ اگر کوئی حاملہ عورت زنا کرے اور ثابت ہو جب تک حمل کو جن نہ لے اس پر حد نہ ہوگی۔

زنا پرانا ہونے کی حد مہینہ ہے اس سے کم میں پرانا نہیں ہوتا اور حد قذف اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں حقوق العباد ہے اس میں پرانا ہونا مانع نہیں اس لئے اس اقرار کے بعد انکار نہیں ہے۔

جو شخص اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے وطی کرے اس پر حد نہ لگائی جائے گی اگرچہ وہ خود ہی کہے کہ میں یہ بات جانتا تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے۔ اگر کوئی اپنے ماں، باپ یا اپنی بیوی کی لونڈی سے وطی کرے غلام یا آقا کی لونڈی سے وطی کرے اگر وہ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ مجھ پر حرام ہے تو اس کے حد لگائی جائے گی

اگر شب زفاف میں مرد کے پاس غیر عورت کو بھیج دیا جائے عورتیں اس سے کہہ دیں کہ تیری بیوی ہے وہ اس سے صحبت کرے تو اس پر حد نہیں ہے اور مہر واجب ہوگا (اور اگر کسی نے اپنے بستر پر ایک عورت دیکھی اور یہ نہ دیکھا کہ میری بیوی نہیں ہے صحبت کرلی تو حد واجب ہے) اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح کر لیا جس سے نکاح کرنا جائز نہیں تھا پھر صحبت کر لی حد جاری نہ ہوگی۔ اگر کسی نے عورت سے (دبر) مکروہ جگہ وطی کی یا قوم لوط کا عمل کیا حد نہ ہوگی تعزیر ہوگی صاحبین کے نزدیک مثل زنا ہے اس لئے حد ہوگی۔ (۲۷)

زنا میں گواہوں کا گواہی سے رجوع۔

زنا میں چار مرد، مسلمان، بالغ، آزاد کی گواہی ضروری ہے۔ اگر زنا پر چار سے کم ایک، دو یا تین مردوں آزاد نے گواہی دی تو گواہی مردود اور گواہ کو حد قذف ماری جائے گی، اگر چاروں میں تین نے اس کے زنا پر گواہی دی چوتھے نے کہا میں نے ان دونوں کو ایک لحاف میں دیکھا تو مشہود علیہ کو حد نہ ماری جائے گی

اگر اس نے اول یوں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے زنا کیا ہے پھر زنا کرنے کی تفسیر اس طرح بیان کرے کہ زنا کی گواہی میں شبہ ہو چونکہ شبہ سے حد ساقط ہے اس لئے حد نہ ہوگی۔

اہلسنت میں شہادت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مجلس شہادت متحد ہو حتیٰ کہ اگر گواہوں نے مختلف مجلسوں میں گواہی دی تو ان کی گواہی مقبول نہ ہوگی سب کو حد قذف کی سزا دی جائے گی۔ امام محمد سے روایت ہے اگر گواہ گواہوں کی جگہ کھڑے ہوں پس ایک دوسرے کے بعد ہاتھ اٹھا کر گواہی دی تو گواہی جائز ہے اگر سب مجلس سے باہر ہوں پھر ایک داخل اس نے گواہی دی اور باہر چلا گیا پھر دوسرا آیا گواہی دے کر باہر چلا گیا پھر ایک نے دوسرے کے بعد پھر گواہی دی تو ان کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

اگر دو مردوں نے مرد کے زنا پر گواہی دی اور دو نے اس کے اقرار زنا پر گواہی دی تو مشہود علیہ پر حد ہوگی اور گواہوں پر حد قذف نہ ہوگی۔ اگر گواہی میں کہا اس نے ایسی عورت سے زنا کیا جس کو ہم نہیں پہچانتے تو مشہود علیہ کو سزائے حد نہ ہوگی۔

چار آدمیوں نے گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے زنا کیا جس کو ہم نہیں جانتے پھر کہا فلاں عورت تھی تو حد نہ ہوگی اور گواہوں پر حد قذف نہ ہوگی۔

اگر چار مردوں نے اس طرح گواہی دی کہ دو نے کہا کہ ہم نے اس کو اس عورت سے زنا کرتے ہوئے بصرہ میں دیکھا ہے جب کہ دو نے کہا کہ مکہ میں دیکھا ہے تو حد نہ ہوگی اور گواہوں پر بھی حد نہ ہوگی۔ اگر چار نے اس طرح گواہی دی کہ دو نے کہا ہم نے اس کو دار کے اس بیت میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور دو نے کسی دیگر بیت کی گواہی دی کہ اس میں دیکھا ہے گواہی مقبول نہ ہوگی۔

اگر دو نے کہا جمعہ کو زنا کیا ہے دو نے کہا بروز شنبہ کو دو نے کہا دار کے

بالاخانہ پر دو نے کہا دار کے سفل میں اگر دو نے کہا کہ فلاں دار میں دو نے دیگر دار میں زنا کرنے کی گواہی دی تو حد نہ ہوگی۔

اگر دو نے کہا اس عورت سے باکراہ مجبور کر کے زنا ہوا ہے جبکہ دو گواہی دیں کہ عورت نے اپنی رضا سے کیا ہے تو حد نہ ہوگی۔

اگر مرد نے زنا کیا اب مقام زنا میں اختلاف ہوا، زنا کے وقت میں اختلاف ہوا یا عورت میں اختلاف ہوا کہ کس عورت کے ساتھ زنا ہوا ہے تو گواہی باطل ہے۔

اگر چار مردوں نے ایک عورت پر زنا کی گواہی دی اور پھر معلوم ہوا کہ وہ رتقاء، عذرا اور باکرہ ہے دونوں پر حد نہ ہوگی اور گواہوں پر حد نہ ہوگی۔

اگر گواہوں نے ایک مرد گواہی دی اور پھر معلوم ہو کہ وہ مجبور ہے تو حد نہ ہوگی اگر رجم کرنے کے بعد معلوم ہو تو اس کی دیت گواہوں پر ہے۔ اگر چار مردوں نے زنا کی گواہی دی پھر ان پر چار دیگر گواہوں نے نے کہا انہوں زنا کیا ہے تو ان کی گواہی باطل ہوگی کیونکہ شبہ پیدا ہو گیا ہے۔

اگر زنا کرنے پر گواہی دی حالانکہ گواہ غلام، کافر، محدود القذف یا اندھے ہیں تو مشہود علیہ پر حد نہ ہوگی۔ گواہوں پر حد قذف ہوگی۔

اگر چار گواہوں نے زنا پر گواہی دی ان میں سے ایک گواہ مکاتب یا طفل یا اندھا ہوا تو سوائے طفل کے سب کو حد قذف ماری جائے گی اگر رجم کرنے کے بعد معلوم ہوا تو حد نہ ماری جائے گی بلکہ دیت مرجوم کی بیت المال سے دی جائے گی۔

اگر چار گواہوں نے ایک مرد پر زنا اور محصن ہونے کی گواہی دی پھر قبل حکم قضاء ایک نے یا بعض نے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف ماری جائے گی۔ اگر بعد حکم قضاء اور قبل حد جاری کئے جانے کے رجوع کیا

تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد ماری جائے گی اگر بعد حکم قضاء اور قبل حد جاری کرنے کے رجوع کیا تو بالاتفاق رجوع کرنے والے کو حد قذف کی سزا دی جائے گی۔

اگر بعد حکم قضاء اور حد جاری ہونیکے بعض نے رجوع کیا تو بالاجماع رجوع کرنے والے پر حد قذف ہوگی اور بالاتفاق رجوع کرنے والے پر چہارم دیت خاص دی جائے گی جو ایک سال میں دی جائے گی۔ اگر سب نے رجوع کیا تو سب کو حد قذف ہوگی اور اس کی دیت ان سب کے مال سے دی جائے گی۔

اقرار سے انکار مرد اور عورت دونوں کا یکساں مقبول ہوگا۔ اگر گواہوں نے ایک مرد پر گواہی دی اور کہا کہ ہم نے عمداً نظر ڈال کر دیکھا تو گواہی مقبول اگر انہوں نے لذت کے واسطے عمداً نظر ڈال کر دیکھا تو بالاجماع قبول نہ ہوگی کیونکہ ان کا دیکھنا بطور خواہش نفس ہوا۔

اگر حد کا حکم لگانے سے پہلے عورت حاضر ہوئی اس نے نکاح کا دعویٰ کیا زنا سے انکار کیا تو حد دونوں سے ساقط ہو جائے گی۔ مرد پر عقد واجب ہوگا۔

ایک مرد نے اقرار کیا وہ محصن ہے قاضی نے رجم کا حکم دیا پس لوگ اسے رجم کرنے لے گئے اگر اس نے اقرار سے رجوع کیا تو حد نہ ہوگی قاضی کے رجم کو باطل کرنے کے حکم سے پہلے کوئی شخص بطور رجم اس کو قتل کر دیتا ہے تو اس قاتل کو بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔

جس نے دارالحرب میں زنا کیا اقرار بھی کیا حد نہ ہوگی۔ اگر کسی نے لڑکی سے زنا کیا وہ مر گئی تو مرد پر حد ہوگی اس کے ذمے قیمت یا دیت لازم ہوگی۔ مرد نے دو جرموں کا ارتکاب کیا ہے۔ زنا اور قتل ہر جرم پر اس کا حکم مرتب ہوگا۔ (۲۸)

مجرم اگر تھوڑی سی حد جاری ہونے کے بعد بھاگ گیا اور کافی مدت کے بعد

گرفتار ہوا تو اس پر باقی حد لگانا ضروری نہ ہوگا۔ البتہ مدت کے بارے میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے۔ امام محمد نے چھ ماہ کا کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے کوئی مدت مقرر نہیں کی اور مدت کو ہر دور کے قاضی کی صوابدید پر چھوڑا ہے۔ امام محمد کے نزدیک شراب خوری کی حد مدت ایک ماہ ہے۔ اس طرح امام ابویوسف کے نزدیک بھی ایک ماہ ہے۔ کیونکہ ایک ماہ سے کم عرصے کو زمانہ قریب کہا جاتا ہے زمانہ بعید نہیں کہا جا سکتا۔

لوگوں نے ایک مرد اور عورت پر زنا کی گواہی دی عورت اگر غائب ہے تو مرد پر حد نافذ ہوگی اسی طرح دوسری مثال بھی ہے جبکہ مرد غائب ہو تو عورت پر حد ہوگی۔

گواہ کہیں کہ مرد نے عورت سے زنا کیا گواہ عورت کو نہیں پہچانتے تو حد نہ ہوگی اگر البتہ مرد خود اقرار کرے زنا کا اور عورت کو نہ جانتا ہو تو حد ماری جائے گی۔

چار گواہوں نے ایک عورت پر زنا کی شہادت دی حالانکہ ابھی تک وہ باکرہ ہے تو عورت اور گواہوں سے حد ساقط ہوگی۔

حد لواطت:۔

لواطت بھی زنا کی طرح انتہائی گھناؤنا اور قبیح فعل ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت مذمت و ملامت کی ہے یہ فعل خلاف فطرت ہے۔اسی وجہ سے اس پر سخت سزا کا حکم ہے قوم لوط میں یہ جرم عام ہو گیا تھا بار بار منع کرنے پر وہ جب باز نہ آئے تو ان پر پتھروں کا عذاب نازل ہوا اور پوری قوم کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔

جب کوئی مرد کسی عورت سے مقام مکروہ یعنی مقعد میں وطی کرے یا مرد طفل سے یا مرد دوسرے مرد سے وطی کرے یعنی قوم لوط کا فعل انجام دے تو اسے لواطت کہتے ہیں ۔ یہ فعل خلاف فطری فعل ہے اتنا خطرناک و قبیح ہے کہ اس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ مقعد کی حرمت فرج کی حرمت سے بھی زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرمت مقعد کی خاطر ایک قوم کو ہلاک کر دیا جبکہ حرمت فرج کی خاطر ایک فرد کو بھی ہلاک نہیں کیا (۲۹)

لواطت کے بارے میں قرآن نے قوم لوط کا واقعہ کو بیان کیا ہے تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو:

" اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے اقوام عالم میں کسی نے نہیں کیا تم لوگ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت کے لئے جاتے ہو ۔ حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے ہو ۔" (۳۰)

عبداللہ بن محمدؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب سے زیادہ ڈر اور خوف مجھے اپنی امت کے
اس عمل پر ہے جو قوم لوط کا تھا۔ (۳۱)

لواطت کی سزا:

قرآن میں اس بدکاری پر سزا مقرر ومعین نہیں ہے لیکن حدیث اور خلفاء
راشدین کے دور میں کئے گئے فیصلوں سے اس کا تعین ہوتا ہے۔ قرآن نے اس
فعل کے ارتکاب پر پوری قوم لوط کو سزا دی جس کا تذکرہ قرآن نے اس طرح کیا
ہے:۔

" بالآخر سورج کے نکلتے نکلتے ایک ہولناک آواز نے انہیں آپکڑا پھر ہم
نے ان کی بستیوں کے بالائی حصہ کو پلٹ کر نیچے کا حصہ کر دیا اور ہم
نے ان پر کنکر کے پتھر برسائے۔ (۳۲)

عکرمہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جس کو تم پاؤ قوم لوط جیسا عمل کرتے ہوئے پس فاعل
اور مفعول بہ کو قتل کر دو۔ (۳۳)

ابن عباس کے حوالے سے اسی حدیث کو ترمذی نے روایت کیا
ہے۔ (۳۴)

سنن ابی داؤد میں ابن عباسؓ سے یہی روایت نقل کی گئی ہے۔
(۳۵)

شیعہ کتب میں حضرت علیؑ سے روایات ملتی ہیں کہ:

حضرت علیؑ کے سامنے ایک شخص نے لواطت کا چار بار اقرار کیا
آپ نے فرمایا اے شخص تیرے اس قسم کے گناہ کہ بارے میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین میں سے ایک کا حکم دیا ہے ان میں

سے تمہیں کون سا پسند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیتے تھے کہ یا تو (۱) تیری ایک تلوار سے گردن ماری جائے۔ (۲) تیرے ہاتھ پاؤں باندھ کر پہاڑ سے گرا دیا جائے۔ (۳) یا تجھے آگ سے جلا دیا جائے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے لواطت کے مجرم پر دیوار گرادی اور حضرت علیؑ نے دونوں کو زندہ جلا دیا تھا (۳۶)

محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت ابو بکرؓ کو لکھا کہ انہیں عرب کے کسی علاقے میں ایک ایسا شخص بھی ملا جو مردوں سے مباشرت اس طرح کرتا ہے کہ جس طرح عورتوں سے کی جاتی ہے چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے اس مسئلے کو پیش کیا حضرت علیؑ نے فرمایا یہ وہ گناہ ہے جس کا ارتکاب ایک قوم کے علاوہ کسی نے نہیں کیا اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ لہذا ایسے شخص کو آگ میں جلا دینا چاہیئے۔ حضرت علیؑ کے اس قول پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا۔ (۳۷)

حضرت علیؑ اپنے دور میں لوطی کو رجم کرتے تھے جیسے کہ بیہقی کی روایت ہے۔

عن علی علیہ السلام انہ رجم لوطیا۔

ترجمہ۔ حضرت علیؑ لوطی کو رجم کیا۔ (۳۸)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں ایک عورت نے کہا کہ اس کے شوہر نے اس کے پہلے شوہر کے لڑکے کے ساتھ لواطت کا فعل انجام دیا ہے۔ امیر المومنین نے اس مرد کو تلوار سے قتل کروادیا اور اس عورت کے لڑکے کو تادیب کی اس سے کہا کہ اگر تم بالغ ہوتے تو تمہیں بھی تلوار سے قتل کرا دیتا کیونکہ تم

نے اپنی مرضی سے لواطت کا فعل کروایا ہے ۔ (۳۹)

امام محمد سے روایت :

اخبرنا ابو حنیفه عن حماد عن ابراهیم قال اللوطی بمنزلته الزانی قال محمد وهذا قولنا ان کان محصنا رجم وان کان غیر محصن ضرب الحد ماته .

(۴۰) ۔

صاحب ہدایہ نے لواطت پر لکھا ہے کہ صاحبین نے لواطت کو مثل زنا قرار دیا ہے ۔ صاحبین کی یہ دلیل ہے کہ لواطت بھی زنا کے معنی میں ہے کیونکہ لواطت بھی اپنی شہوت کو ایسے محل میں پوری کرنا ہے ۔ جس کی خواہش پورے طور پر ہوتی ہے ۔ یہ شہوت محض حرام طور پر منی بہانا ہے اس کی سزا بھی مثل زنا ہوگی ۔ یعنی حد ماری جائے گی ۔ محصن کو رجم اور غیر محصن کو کوڑے مارے جائیں گے ۔ (۴۱)

یہی امام شافعی کے دو قول میں سے ایک ہے ۔ دوسرے قول کے مطابق لواطت کے کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو بہرحال قتل کیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو ایک روایت میں ہے کہ دونوں کو پتھروں سے مار ڈالو ۔ (۴۲)

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد زنا نہیں بلکہ تعزیر ہے ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس کی سزا میں صحابہ میں اختلاف ہے کہ آگ سے جلایا جائے یا اس پر دیوار ڈھا دی جائے یا اونچے مکان سے اوندھا گرا دیا جائے اور اوپر سے پتھر برسائے جائیں ۔

امام محمد نے کہا کہ لواطت کے مرتکب کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے ۔

(۴۳)

کتاب الاثار میں امام محمد جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں زنا کو مثل زنا کی روایت امام ابو حنیفہ سے ہی بیان فرماتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کی روایت سے ہی اسے حد میں شریک کرتے ہوئے محصن پر رجم اور غیر محصن پر کوڑے کی سزا کی روایت کرتے ہیں۔

قال محمد ..... ابو حنیفه قال حد ثنا حماد عن ابراهیم قال اللوطی بمنزلته الزانی ... (۴۴)

ابو حنیفہ نے حماد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ لوطی زانی کی منزل پر ہے اگر محصن ہے تو رجم ہوگا اور اگر غیر محصن ہے تو کوڑے کی حد ہوگی۔

شرائع اسلام کے مطابق حد لواطت۔

بس مرد کا مرد کے پیچھے کے مقام میں دخول کرنا خواہ حشفہ پورا غائب ہو گیا ہو یا حشفہ کے داخل ہونے کے مرد کے دونوں چوتڑوں میں کریں۔ مجرم اگر چار مرتبہ اقرار کرے یا چار گواہ گواہی دیں مجرم کا بالغ ہونا، عاقل ہونا، آزاد ہونا اور مختار ہونا شرط ہے خواہ فاعل ہو یا مفعول حشفہ غائب ہونے کی حد فاعل اور مفعول کے لئے بالغ اور عاقل ہونے پر قتل ہے اس حد میں غلام اور آزاد، کافر اور مسلمان محصن اور غیر محصن برابر ہیں۔

اگر بالغ شخص کسی لڑکے سے لواطہ کرے اور حشفہ اندر جائے تو بالغ کو مار ڈالیں اور لڑکے پر تعزیر ہے اس کو اتنا ماریں کہ اس کام کو پھر نہ کرے اسی طرح عاقل دیوانے کے ساتھ کرے تو عاقل کو مار ڈالیں مالک غلام سے جبر کرے تو غلام سے حد ساقط ہے ذمی مسلمان سے کرے تو مار دیا جائے اگر ذمی ذمی سے کرے تو امام کو اختیار ہے کہ اس کے مذھب کی سزا دے یا اسلام والی حد جاری کرے۔

لواطے کے متعلق ایک روایت ہے کہ اگر محصن ہو تو سنگسار کئے جائیں

اگر غیر محصن ہوں تو کوڑوں کی سزا ہوگی ۔(۴۵)

حضرت آیت اللہ شیرازی نے لکھا ہے کہ یہ گناہ اتنا شدید ہے کہ جس کے بارے میں امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو دو دفعہ سنگسار کیا جاتا تو لواطت کرنے والے کو دو دفعہ رجم کیا جاتا ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے اصحاب کے گروہ میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا کہا کہ یا امیرالمومنین میں نے ایک لڑکے سے لواطت کی ہے آپ مجھے پاک کردیں ۔ آپ نے فرمایا تو اپنے گھر چلا جا شاید تیرے دماغ میں حرارت نے جوش مارا ہو ۔ وہی شخص دوسرے دن پھر آپ کے پاس آیا اور پہلے دن والی بات کی آپ نے پھر وہی بات کی اس طرح چار دفعہ آیا اور اقرار کیا ۔ جب چار مرتبہ اقرار کرچکا تو تو آپ نے فرمایا اے شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے اس قسم کے گناہ کے لئے تین میں سے ایک کا حکم دیا ہے تو ان میں سے کس کو اختیار کرتا ہے امیرالمونین نے فرمایا ۔

نمبر۱ تیری گردن پر تلوار کی ضرب لگانا جتنی وہ اپنا کام کر جائے یا

نمبر۲ تیرے ہاتھ پاؤں باندھ کر پہاڑ سے گرانا یا

نمبر۳ آگ سے جلا دینا (۴۶)

حضرت آیت اللہ خمینی رضوان اللہ علیہ نے تحریرالوسیلہ میں لکھا ہے کہ:

حاکم کو اختیار ہے کہ مجرم کی گردن پر تلوار سے ضرب لگائے یا اسے کسی اونچی جگہ سے جیسے پہاڑ وغیرہ سے ہاتھ پاؤں باندھ کر گرائے یا اسے آگ سے جلائے یا سنگسار کرے یا اس پر دیوار گرادے مجرم خواہ فاعل ہو یا مفعول یہ احکام دونوں کے لئے ہیں ۔ (۴۷)

مساحقہ:۔

لواطت کی طرح مساحقہ بھی قبیح فعل ہے جس کی شریعت نے سخت مذمت کی ہے۔ یہ فعل خلاف فطرت ہے جس میں عورت دوسری عورت کے ساتھ جنسی تسکین کے لیے ہم جنسی کا ارتکاب کرتی ہے۔ یہ فعل بھی قوم لوط اور اصحاب رس میں عام تھا جس کی وجہ سے ان پر سخت آسمانی عذاب نازل ہوا اور پوری قوم ملیا میٹ ہو گئی۔

جب عورتیں ایک دوسرے کے ساتھ شہوت کے لئے چپٹی کریں یعنی ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ اس طرح کام کرے کہ جیسے مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے ایک عورت اپنی شرمگاہ کو دوسری عورت کی شرمگاہ کے ساتھ اس طرح رگڑے کہ انزال ہو یا نہ ہو مساحقہ کہلاتا ہے۔ یہ فعل حرام ہے اوراس پر اجماع متواتر ہے۔ اس فعل سے عائلی زندگی متاثر ہوتی ہے اور صحت پر برے اثرات پڑتے ہیں اگر مرد مردوں کے ساتھ اور عورت عورتوں کے ساتھ شہوت کے لئے مشغول ہوجائیں تو ایک نظام فطرت کے عین مخالف ہے، فحاشی شہوت پرستی پھیلتی ہے۔ انسانی صحت متاثر ہوتی ہے۔ اس طرح نسل بنی آدم منقطع ہوجائے گی یہی وجہ ہے کہ اس فعل کے ارتکاب پر دنیا اور آخرت میں سخت سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی، آسمانوں، زمینوں میں ایک منظم عمل رکھا ہے ہر جزو اعضا کا ایک معین کام ہے اور اس کا وقت بھی مقرر شدہ ہے اب کوئی اس کے خلاف عمل کرے گا تو گویا اس نے پورے نظام فطرت میں بدنظمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح کے عوامل پر گرفت نہ کی جائے تو نظام تباہ ہوجائے گا۔

اس فعل سے وہ اعضاء متاثر ہوتے ہیں اور کئی جنسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں قوت تولید ضائع ہوتی ہے جس سے ازدواجی زندی کا سکون تباہ ہوجاتا ہے

بغض ، عداوت ، منافرت پیدا ہوتی ہے کنبہ اور قبیلہ الگ ہو جاتا ہے دشمنی پھیلتی ہے ۔ ایسے افعال کی مرتکب خاندانی ذمہ داریوں سے منہ چرانے لگتی ہیں اور ان میں بالآخر مایوسی پیدا ہوتی ہے اس طرح پورا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے ۔

مساحقہ کی سزا:۔

مساحقہ کرنے والی عورتوں کی حد سو کوڑے ہیں ۔ خواہ آزاد ہوں یا لونڈی مسلمان ہوں یا کافرہ ، محصنہ ہوں یا غیر محصنہ ، فاعلہ ہوں یا مفعولہ اگر حد نافذ ہونے کے بعد پھر فعل کریں اور تین بار حد جاری ہو چکی ہو تو قتل کا حکم ہے ۔ اگر ثبوت پہنچنے سے پہلے توبہ کرلیں تو حد ساقط ہو جائے گی ۔ اگر ثبوت پہنچنے کے بعد توبہ کریں گی تو حد ساقط نہیں ہوگی ۔ حاکم کے سامنے اقرار کریں اور توبہ کریں تو حاکم کو حد جاری کرنے اور معاف کرنے میں اختیار ہے ۔ (۴۸)

اہل سنت کے مطابق مساحقہ حرام ہے لیکن اس پر حد نہیں ہے تعزیر ہوگی اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے (۴۹)

مساحقہ بھی لواطت کی طرح قوم لوط اور اصحاب رس کا قبیح فعل عام تھا جس پر انہیں سزا ملی ۔

جانوروں کے ساتھ بدفعلی پر سزا۔

اللہ تعالی نے انسانوں کو علم و عقل اور اسلامی اصول و نظریات سے نوازا اور پھر اعمال صالح کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ہدایت کے ذریعہ شرف و عزت بخشی اس کے برعکس شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ انسان سے اس قسم کے افعال کا ارتکاب کرائے کہ جس کا تصور بھی شرمندگی و ندامت کا باعث ہے مگر جب انسان شیطانی راستوں پر چل نکلتا ہے تو ایسے ایسے فعل انجام دیتا ہے کہ انسانیت شرماتی ہے وہ ایسی حرکات کرتا ہے کہ شرم وحیا، عزت و غیرت، انسانی شرافت اور عظمت سب بھول جاتا ہے۔یہاں تک کہ اپنی ہوس کو پورا کرنے کے لئے جانوروں تک کو معاف نہیں کرتا یہ تمام عمل انتہائی ذلیل اور شرمناک ہیں ان سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے کیونکہ ان سے شرافت انسان کی تذلیل ہوتی ہے اور وہ بلند عظمت و مقام سے گر جاتا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کو پاؤ تم کے وطی کی اس نے چار پائے کے ساتھ تو قتل کردو اس کو اور جانور کو پوچھا ابن عباس نے کیا وجہ ہے چارپائے کے قتل کی یعنی وہ تو بے قصور ہے اور غیر مکلف ہے سو کہا انہوں نے نہیں سنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی وجہ لیکن گمان کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکروہ رکھا کہ گوشت کھاویں اس سے یا اس سے کچھ فائدہ لیویں اور اس کے ساتھ ایسا برا فعل کیا گیا ہو۔ (۵۰)

باب پنجم :

حد قذف۔

شریعت نے جس طرح انسانی جان و مال کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اصول و ضوابط اور احکامات صادر فرمائے ہیں اسی طرح معاشرے میں انسانی عزت و حرمت اور تقدس کو محترم قرار دیتے ہوئے اصول و ضوابط، قوانین اور حدود مقرر کر دی ہیں تاکہ کوئی انسان ان حدود سے تجاوز نہ کرے انتقامی جذبوں کے تحت کوئی کسی کی عزت کو پامال نہ کرے کسی پر تہمت و بہتان تراشی نہ کرے اگر اسے روکا نہ جائے تو انتقام کا ایسا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو پورے معاشرے میں فساد برپا کرتا ہے۔ اسی لیے قذف کی سخت ملامت کی گئی ہے اور قذف کی سخت سزا متعین کی گئی ہے تاکہ معاشرے میں بدامنی، دشمنی، فحاشی، بہتان اور افترا وغیرہ کا چرچا نہ ہو۔

حد قذف کے ذریعہ شریعت نے دراصل عورت کی عصمت و شرافت کو تحفظ فراہم کیا ہے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا قانون عورت کی عصمت کو اس طرح تحفظ فراہم نہیں کرتا

قذف کے لغوی و شرعی معانی۔

قذف کے لغوی معانی پتھر پھینکنے یا تیر پھینکنے کے ہیں، کس چیز کی تہمت، بہتان لگانا وغیرہ (۱) شرعی اصطلاح میں قذف کسی پاک باز مرد یا عورت پر زنا یا لواطت کی تہمت لگانے یا کسی صحیح النسب شخص کے نسب کے انکار کو کہتے ہیں تہمت زبانی، تحریری یا اشارہ سے کسی فرد یا عورت کی عزت و عصمت کو نقصان پہنچانے کے لیے لگائی جاتی ہے۔ تہمت لگانے والا شخص اپنے قول کی تائید میں کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے تو اس پر اسلام نے حد نافذ کی ہے جسے حد قذف کہتے ہیں۔

اصطلاح شرع میں اس سے مراد زنا یا لواط کی نسبت کو کسی فاعل یا مفعول کے لئے دے واضح الفاظ میں یہ کہا جائے گا۔ تو نے لواطت کی یا تیرے ساتھ لواطت کی گئ ۔ تو نے زنا کیا یا تیرے ساتھ زنا کیا گیا یا اس سے مشابہ کوئی الفاظ جیسے تو لواطت کرنے والوں میں سے ہے زانی ہے یا زانیہ ہے، یا تو وہ ہے جس کے دبر میں نکاح یعنی ادخال کیا جاتا ہے وغیرہ۔

علاوہ ازیں بہتان کا مطلب کسی شخص کی جانب کسی ایسے عیب یا خیانت کی نسبت دینا جس سے وہ منزہ و پاک ہو مثلاً کسی پاک دامن عورت کی طرف زنا کی نسبت دینا یا کسی دین دار کو بے دین ولاابالی قرار دینا یا جس میں وہ گناہ نہ ہوں ۔ یعنی کوئی شخص جو کہ گناہ گار نہ ہو اس کی طرف کسی گناہ کا الزام رکھنا بھی بہتان کے معنی میں آتا ہے جو کہ علماء اکرام نے لکھا ہے اور حدیث میں ثابت ہے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

وان ذکر ته (ای اخاک) بما لیس فیه فقد بهته "۔

اگر تم نے اپنے بھائی کے لئے کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا" (۲)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

والبهتان ان تقول فیه (ای فی اخیک) مالیس فیه ۔

یعنی بہتان کا مطلب ہے اپنے دینی بھائی کو ان چیزوں یا ان باتوں سے منسوب کرنا جن سے ان کا دامن پاک ہو ۔(۳)

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں اگر کسی شخص کے بارے میں ایسی بات کی جائے جو اس میں نہ ہو تو اس عمل کو بہتان کہتے ہیں: ۔

ومن ذکر (ای الرجل) بما لیس فیه فقد بهته "۔

(۴)

لفظ تہمت قرآن میں استعمال نہیں ہوا بلکہ بہتان آیا ہے جیسا کے مندرجہ ذیل آیات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔

مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک مذا بھتان عظیم۔

"ہمارے لئے ایسی بات منہ سے نکالنا سزاوار نہیں ہے اور یہ عظیم بہتان ہے۔ (۵)

ولا یاتین ببھتان یفترینه بین ایدیھن وار جلھن

وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان کوئی ایسا بہتان نہیں باندھتیں (۶)

فلا تاخذوامنه شیاً اتاخذونهٔ بھتاناً واثماً مبیناً

یعنی جن بیویوں کو تم طلاق دینا چاہتے ہو اور ان کی بجائے دوسری عورتوں سے ازواج کرنا چاہتے ہو تو ان کے مہر میں سے کچھ کم نہ کرو کیا تم ان پر تہمت (بہتان) لگا کر اور کھلے ہوئے گناہ کے ذریعے ان کے مہر میں سے کچھ کم کرنا چاہتے ہو (۷)

ماضی میں معمول تھا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا تو وہ اپنی پہلی بیوی پر بہتان باندھ کر اسے مہر کے حصے سے کمی پر مجبور کر کے طلاق وجدائی پر راضی کرتا تھا اللہ نے اس عمل کو گناہ عظیم کہا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے:۔

"فقد احتمل بھتاناً واثما مبینا"۔

"یعنی وہ بہتان اور آشکار گناہ کا مرتکب ہوا ہے" (۸)

"وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتاناً عظیما"

یعنی اپنے کفر اور اس پر تہمت کے سبب جو انہوں نے جناب مریمؑ پر

لگائی خداوند کریم ان کے دلوں پر کفر و عصیان کی مہر لگادی اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے " (۹)

" والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوافقد احتملوابهتاناً و اثماً مبیناً "

جو لوگ اہل ایمان مردوں اور عورتوں پر ایسے عمل کے بہتان لگا کر انہیں اذیت پہنچائیں جب انہوں نے انجام نہ دیا ہو تو وہ بہتان اور بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ (۱۰)

" شرع میں قذف کرنا، زنا کرنا کسی کے ذمہ لگانے کو کہتے ہیں۔ اگر کسی مرد نے دوسرے مرد محصن یا عورت کو صریح زنا کے ساتھ قذف کیا یعنی مثلاً کہا تو نے زنا کیا اے زانی۔ تہمت لگانے والے کو قاذف کہتے ہیں اور جس کو تہمت لگائی گئی ہے اسے مقذوف کہتے ہیں "۔ (۱۱)

محصن مرد یا عورت کو یعنی جو آزاد مسلمان مکلف پاک ہو زنا سے کوئی شخص زنا کی تہمت لگادے صریحاً مرد کو کہے یا زان یا عورت کو کہے یا زانیہ تو حد لگائی جائے گی۔ (۱۲)

قذف کی سزا۔

قذف کی سزا متعین ہے اور اللہ نے اس کو مقرر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ حدود میں شامل ہے۔ جیسا کے قرآن کی سورہ نور میں حکم ہے۔

" والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوابار بعة شهدآء فاجلد و هم ثمنین جلدة ولا تقبلوالهم شهادة ابداً ○ واولئک هم الفسقون (۱۳)

" اور جو لوگ پاک باز عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی ۸۰ کوڑے مارو اور پھر کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو یہ لوگ بدکار ہیں "

قذف میں قرآن نے اسی (۸۰) کوڑے سزا معین کر دی ہے اس میں زیادتی اور کمی کی گنجائش نہیں ہے اور پھر ان لوگوں کی آئندہ کبھی شہادت قبول نہیں کی جائے گی ۔ اسلام نے تہمت لگانے والوں کو فاسق کہا ہے ۔ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں سخت عذاب کی خبر دی ہے ۔ جو شہادت حد زنا میں تھی ۔ اس طرح یہاں بھی تہمت لگانے والے پر لازم ہے کہ وہ چار شہادتیں پیش کرے ۔ اگر وہ شہادتیں پیش نہ کر سکا تو پھر اسے حد قذف لگائی جائے گی جیسا کہ حدیث میں ہے رواہ کیا ترمذی نے اور بخاری نے ۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے تہمت زنا لگائی اپنی عورت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے شریک بن سحماء کے ساتھ ۔ سو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لاؤ ورنہ حد پڑے گی تیری پیٹھ پر" (۱۴) ۔

چونکہ زنا سے بے حیائی اور فحاشی پھیلتی ہے اس لئے اس جرم میں چار شہادتوں اور سخت سزا کے ذریعے اس کے ارتکاب کا سد باب کیا گیا ہے تا کہ عیاش اور فحاش اور فاسق لوگوں کی عزتوں سے نہ کھیل سکیں ۔

" ابن عباس سے روایت ہے کہ بنی بکر بن لیث کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ۔ اس نے چار مرتبہ اس بات کا اعتراف کیا کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ کنوارہ تھا ۔ پھر عورت پر اس سے گواہ طلب کئے وہ کہنے لگی اللہ کی قسم یہ جھوٹا ہے اے رسول اللہ ، اس کو تہمت کی حد ماری گئی" (۱۵)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مرد مومن پر تہمت لگائے یا اس کے بارے میں ایسی بات کہے کہ جو اس میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ کی چوٹی پر کھڑا کرے گا یہاں تک کہ وہ اپنا انجام دیکھ لے۔ (۱۶)

قذف کا ثبوت یا شہادت۔

قذف کا ثبوت قاذف یعنی اتہام لگانے والا حاکم شرع کے روبرو بلا جبر واکراہ اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کرے یا دو بالغ، مسلمان، عاقل، آزاد خود مختار مرد جو قانون شہادت میں دی گئی شہادت کی شرائط کو پورا کرتے ہوں حاکم شرع کے سامنے گواہی دیں کہ مجرم نے فلاں شخص پر زنا یا لواطت کا اتہام لگایا ہے۔

مردوں کے ساتھ عورتوں کے گواہ ہونے سے ثابت نہیں ہوگا۔ گواہی پر گواہی دینے سے نہیں ہوگا۔ اگر ایک قاضی کا خط بنام دوسرے قاضی کے در مقدمہ میں ثبوت قذف ہو تو دوسرے قاضی کے نزدیک ثبوت نہیں ہوگا۔ اگر قاذف نے اپنے قذف کا اقرار کیا پھر رجوع کیا تو رجوع مقبول نہ ہوگی۔ (۱۷)

قذف کی شرائط:۔

(۱) قاذف بالغ ہو اور عاقل ہو اگر قذف کرنے والا نابالغ بچہ ہوگا تو اسے حد نہ ماریں گے البتہ اسے حد سے کم تعزیر جس قدر کہ حاکم مصلحت جانے دیں گے اور یہی حکم دیوانے کا بھی ہے۔ (یہاں تک کہ عقلمند ہو جائے یعنی اگر کوئی مجنون کسی کو قذف کرے تو اس پر بھی حد نہیں ہے)۔

(۲) مقذوف کا محصن ہونا شرط ہے۔ یہاں پر احسان سے مراد بالغ ہونا، عاقل ہونا، آزاد ہونا، مسلمان ہونا اور عفت دار ہونا ہے پھر جو شخص یہ ساری صفتیں رکھتا ہو تو اسے قذف کرنے سے حد لازم ہو جائے گی۔ اگر یہ ساری صفتیں نہ رکھتا ہو تو اسے حد نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ (۱۸)

(۳) جس پر تہمت لگائی جارہی ہے وہ تہمت لگانے والے کا فرزند نہ ہو اگر باپ اپنے بیٹے پر تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں ہے۔

(۴) تہمت لگانے والا اپنے کہے ہوئے الفاظ و تحریر کے معانی جانتا ہو اگر وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو شبہ داخل ہوجاتا ہے اور شبہ حد کو ساقط کرتا ہے۔

حد قذف کے بارے میں دیگر احکامات:۔

نہی عن المنکر کرتے وقت یا کسی کے مشورہ طلب کرنے پر یا احکام کے بیان یا ظلم کی دادرسی کے وقت یا فعل منکر کو ختم کرنے کے لئے یا وہ شخص جو تذلیل کا کفر کا یا بدعت گزاری یا فسق بجالانے کی وجہ سے مستحق ہو تو ان تمام صورتوں میں کہیں سب یا قذف کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس پر حد نہ ہوگی۔ جب باپ اپنے بیٹے کو ایسی قذف کرے کہ جس سے حد ثابت ہوتی ہو تو باپ کو حد نہیں لگائی جائے گی۔

اگر ایک گروہ کو ایک ایک کرکے جیسے زید، بکر ہر ایک کو کوئی کہے کہ تو زانی ہے۔اے بکر تو زانی ہے اے زید تو زانی ہے تو ہر ایک کو اس پر حد لگانے کا حق ہے۔ خواہ وہ سب مل کر ادعا کریں یا علیحدہ علیحدہ۔ اس سلسلے میں امام باقرؑ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب ایک آدمی کسی تمام قوم کو ایک لفظ سے قذف کرے۔ اگر وہ قذف کرتے وقت کسی کا نام نہ لے تو اس پر ایک حد ہوگی۔ اگر ان کا نام لے تو الگ حد ہوگی۔

قذف کی حد میں وراثت جاری ہوتی ہے۔ حد قذف کا وارث وہ ہوتا ہے جو مقذوف کے مال کا وارث ہو یہ تب ہے جب مقذوف حد کو معاف نہ کر چکا ہو یا اس نے خود حد جاری نہ کرائی ہو اس میں نہ اشکال ہے نہ اختلاف۔ البتہ امام جعفر صادقؑ کا قول ہے کہ انہوں نے فرمایا کے حد کی وراثت نہیں ہوتی۔ جیسے مال و جائیداد کی وراثت ہوتی ہے بلکہ وارثوں میں جو بھی موجود ہو اور اس حد کے اجراء کا

مطالبہ کرے تو وہی اس حد کا ولی ہوگا اور ان میں سے جو چھوڑ دے اور اس کا مطالبہ نہ کرے ۔اس کا اس حد میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

اگر کوئی کسی کو اس طرح قذف کرے کہ تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری بیوی یا تیرا باپ یا دوسرے نسبی رشتہ دار مثلاً تیرا سسر زانی ہے یا لواطت کرتا ہے یا ان سے لواطت کی جاتی ہے تو اس پر حد کا حق ان کو ہوگا جس کی طرف اس نے زنا یا لواط کی نسبت دی ہے نہ اس مخاطب یا سننے والے کو جس کو اس نے یہ سنایا ہے البتہ کچھ فقہاء نے فتویٰ دیا ہے کہ باپ کو بیٹے کی قذف کرنے پر حق حاصل ہے کہ اس حد کو جاری کرادے یا معاف کردے کیونکہ اس قذف کی وجہ سے باپ پر بھی تو عار وارد ہوئی ہے ۔لیکن باپ کے لئے یوں استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ حق کا مستحق تو کوئی دوسرا ہے ۔اس کے اجراء کرنے یا معاف کرنے کا حق کسی دوسرے کو دینا درست نہ ہوگا ۔ہاں بعید نہیں کہ مخاطب کو تعزیر کا حق دلوایا جائے ۔ کیونکہ قذف کرنے والے نے مخاطب کو اذیت اور دکھ پہنچایا ہے ۔

جب کوئی انسان کسی ایک آدمی یا کئی آدمیوں کو قذف کرے تو ایک کے لئے یا کئی ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ اس پر حد جاری کرائیں یا اس حد کو معاف کردیں ۔یہ حق اس کو حاصل ہے چاہے وہ حاکم کے پاس اس کی شکایت کرچکا ہو ۔ کیونکہ حد قذف حق الناس میں سے ہے اور حق الناس کا ساقط یا معاف کیا جا سکتا ہے ۔اور جب وہ حق معاف کردے تو پھر رجوع نہیں کیا جا سکتا۔

اگر کوئی کسی کو قذف کرے اور گواہ قائم ہوجائیں کہ قذف کرنے والے نے جو کہا تھا وہ سچ تھا تو پھر اس سے بلا اشکال قذف کی حد ساقط ہوجائے گی ۔

جب دو آدمی محصن ہوں ایک دوسرے کو قذف کریں تو دونوں سے قذف کی حد ساقط ہوجائے گی لیکن دونوں کو تعزیر لگائی جائے گی ۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قذف کرنے والے کو حد اس کے

کپڑے پہنے ہوئے لگائی جائے گی اسے ننگا نہیں کیا جائے گا سوائے ردا کے کوئی کپڑا نہ اتارا جائے۔ قذف میں کوڑے زنا کی حد کی نسبت ہلکے اور آہستہ مارنے چاہئیں یہاں پر مارنا متوسط طریقہ پر ہو اس کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے نقل ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو شراب خور سے زیادہ سخت مارا جائے اور شراب خور کو قاذف سے زیادہ سخت مارا جائے اور قاذف کو تعزیر سے زیادہ سخت مارا جائے۔ اس کی شرمگاہ، چہرے اور سر پر کوڑے نہ مارے جائیں۔ قذف کرنے والے کی کسی مقدمے میں جب تک توبہ نہ کرے یا اپنے آپ کو نہ جھٹلائے ہرگز گواہی نہ قبول کی جائے۔ قاذف کو مشہور کیا جائے تاکہ اس کی گواہی سے اجتناب کیا جائے قذف دو عادلوں سے بلاخوف بلااشکال ثابت ہوتی ہے اقرار ایک طرفہ کا کرنا کافی ہے۔ (۱۹)

قذف کا ثبوت قاذف کے خود ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو مردوں کی گواہی سے ثابت ہوجاتا ہے۔

اگر کسی شخص کی چار جورو نکاح میں ہوں پانچویں سے نکاح کر کے اس سے بھی وطی کر لی تو اس کے قاذف کو حد نہ ماری جائے۔ اگر ایسی عورت کو قذف جس کو زنا کی وجہ سے پہلے حد ماری گئی ہو تو اس کی قاذف پر حد نہ ہوگی اور اگر ایسی عورت ہے کہ اس کے ساتھ علامت زنا کی ہو اور یہ ہے کہ قاضی نے اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان لعان کرا کر اس کے بچہ کا نسب اس کے شوہر سے قطع کیا، یا اس کے ساتھ لاحق کیا ہو یا ایسی عورت ہے کہ اس کے ساتھ بچہ ہے اس کا پدر معلوم نہیں ہے ایسی عورت کے قاذف پر حد نہیں ہے۔ اگر بچہ کو قذف کیا تو پھر قاذف پر حد ہوگی۔

اگر جورو مرد کے درمیان بغیر ولد کے لعان ہوا ہو یا لعان بولد ہو مگر ولد کا نسب اس کے شوہر سے قطع نہیں کیا گیا ایسی عورت کو قذف کیا تو اس کے قاذف

پر حد ہو گی۔

اگر اجنبیہ سے کہا اے زانیہ پس اس نے کہا میں نے تجھ سے زنا کیا تو مرد کو حد نہیں ماری جائے گی عورت کو حد ماری جائے گی۔ اگر اجنبیہ سے کہا تیرے شوہر نے تجھ سے نکاح کرنے سے پہلے تجھ سے زنا کیا تو وہ قاذف ہو گا۔ اگر کسی مرد سے کہا اے قحبہ (زن فحشہ) کے بچے یا کہا اے عورت فلاں کی آشنا یا کہا اے دعی یا اے دعیہ کے بچے تو حد واجب نہ ہو گی۔ اگر کہا اے ولد زنا یا ابن الزنا حالانکہ اس کی ماں محصنہ ہے تو حد ہے۔ اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا تو فلاں سے کہہ اے زانی پس اگر ایلچی نے اس شخص کو جس کے پاس بھیجا گیا تھا اس سے جا کر کہا کہ فلاں تجھ کو کہتا ہے اے زانی تو کسی پر حد نہیں نہ ایلچی پر نہ بھیجنے والے پر اگر ایلچی نے جا کر کہا اے زانی تو ایلچی پر حد ماری جائے گی۔

اگر کسی نے کہا اے زانی کے بھائی تو اس کے بھائی کا قذف ہے۔ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا او اوبسی (زنا، بدکار، قحبہ) تو حد واجب ہو گی اور وہ الفاظ عرفاً اس کے زانیہ ہونے سے مخبر ہوں تو ان کے استعمال سے حد ہو گی۔

اگر ایک گواہ نے کہا کہ جمعہ کے دن اس نے کہا اے زانی دوسرے گواہ نے کہا جمعرات کے دن کہا تھا اے زانی امام ابو حنیفہ کے نزدیک گواہی مقبول ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک گواہی مقبول نہیں ہے۔ اگر گواہوں نے گواہی دی اور مقام میں اختلاف کیا تو اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔ اگر گواہوں نے زبان قذف یعنی ایک نے گواہی دی کہ قذف عربی میں کہا جبکہ دوسرے نے کہا فارسی میں قذف کیا تو گواہی باطل ہے۔ اگر میت محصن کو قذف کیا اس کے والدین اگرچہ اونچے اس کی اولاد خواہ نیچے درجہ کی ہو اس کی حد قذف کا مطالبہ کر سکتے ہیں اگر اپنے ماں باپ یا بھائی یا چچا کو قذف کیا ہے تو ثبوت پر حد ماری جائے گی۔ اگر ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کہا او ابن زانیہ اور اس کی ماں مر چکی ہے اور اس

عورت کا ایک اور بیٹا دوسرے خاوند سے ہے پس اگر اس نے مطالبہ کیا تو قاذف کو حد ماری جائے گی۔

اگر ایک شخص پر قذف، چوری اور شراب خوری کی حد جاری ہو پہلے حد قذف پر عمل ہوگا کیونکہ یہ حق العبد ہے۔ اگر مسلمان حد قذف پر سزا یاب ہو تو اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ حد قذف بسبب تقادم ساقط نہیں ہوتی۔ حد قذف بدون مطالبہ کے قائم نہیں کی جاتی۔ حد قذف ثابت ہونے کے بعد عفو کرنے اور بری کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ قاضی کے سامنے قذف کیا تو حد ماری جائے گی۔ اگر قاضی ہونے سے پہلے جانا اور پھر قاضی ہوا تو اختیار نہیں ہے کہ اپنے علم پر حد جاری کرے جب تک گواہی نہ گزرے اگر مقذوف نے مطالبہ چھوڑ دیا تو بہتر ہے۔ (۲۰)

اگر کسی نے کسی کے نسب کی نفی کردی اور کہا کہ تو اپنے باپ کا نہیں یا یوں کہا کہ اے زانیہ کے بیٹے اور اس کی ماں محصن مرچکی ہے۔ پھر اس لڑکے نے اپنی ماں پر تہمت لگانے کی حد کی درخواست کی تو تہمت لگانے والے پر حد جاری ہوگی۔ مردہ کی طرف سے تہمت کی حد کی درخواست وہی کرسکتا ہے جس کے نسب میں اس تہمت سے فرق پڑ سکتا ہو۔ اگر مقذوف محصن ہے تو اس کے کافر بیٹے اور غلام کو حد کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور غلام کو اپنے آقا سے اپنی آزاد ماں پر تہمت لگانے سے حد کا مطالبہ جائز نہیں ہے۔

اگر کوئی تہمت کا اقرار کرے اور پھر انکار ہوجائے تو اس کا انکار تسلیم نہیں ہوگا۔ جب کسی نے کسی کو اس کے چچا، ماموں یا اس کی ماں کے شوہر کی طرف منسوب کیا تو یہ تہمت نہ ہوگی۔ جو عورت کسی بچہ کی وجہ سے لعان کرچکی ہے تو اس پر حد نہیں اگر بغیر بچہ کے لعان ہوا تو حد ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی لونڈی، غلام یا کافر پر زنا کی تہمت لگائے یا کسی مسلمان پر زنا کے علاوہ کسی امر کی تہمت لگائے یوں کہے او فاسق، او کافر، او خبیث تو حد نہ ہوگی تعزیر لگے گی۔ (۲۱)

لعان:۔

اسلام نے جس طرح غیر عورتوں، اجنبیہ عورتوں اور مردوں پر تہمت زنا لگانے کو سخت جرم قرار دیا ہے اسی طرح مرد کا اپنی بیوی اور بیوی کا اپنے شوہر پر تہمت زنا لگانے کو سخت جرم قرار دیا ہے اور اس پر عذاب عظیم کی خبر دی ہے۔ کیونکہ میاں بیوی ایک گھر میں رہتے ہیں۔ایک دوسرے کی عزت و آبرو کے امین ہوتے ہیں اگر وہ ایک دوسرے پر شک کریں یا ایک دوسرے پر الزامات لگائیں تو پھر ان کا اکٹھا رہنا ہی دشوار نہیں ہوتا بلکہ ایک خاندان کی عفت ونسبی شرافت پر دھبہ پڑتا ہے لہذا الزامات اور تہمتوں کے خاتمہ کے لئے اسلام نے ضروری قرار دیا ہے کہ زنا کے ثبوت کے لئے چار شہادتوں کو پیش کیا جائے۔ اگر نہ ہو تو سزا معین ہے اس طرح افترا کا سدباب کیا گیا ہے۔یہی صورت میاں بیوی کے لئے ہے اگر وہ ایک دوسرے کے خلاف چار گواہ نہ لاسکیں تو اسلام نے ایک طریقہ معین کیا ہے تاکہ سچائی معلوم ہوسکے اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں۔ اس طریقہ جدائی کو شرعی اصطلاح میں لعان کہا جاتا ہے۔

لعان کے لغوی معانی۔

لعان " لاعن " کا مصدر ہے یہ لفظ لعن سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی عذاب دینا، لعنت کرنا اور شرمندہ کرنا اور دور کرنے کے ہیں۔ کیونکہ لعن کے سبب وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہوجاتا ہے زوجین میں سے ہر ایک کی جانب سے قسم کے ساتھ اللہ کی لعنت اور غضب کی شہادت دینا لعان کہلاتا ہے۔ (۲۲)

اسلام نے عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے جو اصول و ضوابط واضح کئے ہیں کسی دوسرے مذہب و قانون میں نہیں ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر عیاش فرد اپنی

زوجہ پر جھوٹی تہمت لگا کر اس سے چھٹکارا حاصل کرتا اور وہ عورت ساری زندگی بدنامی اور تہمت کی لعنت کے دوزخ میں جلتی رہتی ۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اسے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے اور اس کے ارتکاب پر لعنت کا طوق دنیا وآخرت کے لئے ہے ۔جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے

ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولھم عذاب عظیم (۲۳)

" بے شک جو لوگ پاکدامن عورتوں بے خبر اور ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان پر عذاب عظیم ہے "

تہمت گناہ کبائر میں سے ہے اس سے اجتناب کا حکم ہے اب جو اس سے نہیں بچتا دنیا اور آخرت میں اپنے لئے عذاب کا حقدار بنتا ہے ۔

اسی طرح ایک اور حدیث جناب ابو عبداللہؑ سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کبائر گناہوں جیسا کہ عمداً کسی بے گناہ کو قتل کرنا، شرک باللہ، سود کھانا، لشکر سے فرار ہونے کے بعد دار کفر میں واپس چلے جانا، والدین کی نافرمانی کرنا، ازروئے ظلم یتیم کا مال کھانا وغیرہ میں اور زن عفیہ پر تہمت لگانا شامل ہے۔ (۲۴)

میاں بیوی کے معاملات ایک گھر کے اندر ہوتے ہیں لہذا جب وہ ایک دوسرے پر تہمت والزام لگاتے ہیں اور گواہ ان کو میسر نہیں ہوتے تو اس کے لئے اللہ نے ان کے لئے ایک راہ بتائی ہے ۔پہلے مرد چار مرتبہ قسم کھائے گا کہ وہ اپنے دعوے پر سچا ہے اور پانچویں دفعہ وہ اپنے جھوٹ ہونے پر اپنے اوپر اللہ کی لعنت کو مانگے گا ۔اسی طرح عورت اپنے دعوے پر چار مرتبہ قسم کھائے گی اور پانچویں دفعہ اپنے جھوٹے ہونے پر اللہ کے عذاب کو مانگے گی جیسا کہ قرآن نے طریقہ بتایا ہے

اور اس پر عمل درآمد اسلام کا دستور العمل اور احکام شریعہ میں خاص رکن اور عمل ہے جو کسی دوسرے قانون میں نہیں ہے ۔ اس طرح مرد جب تہمت لگاتا ہے اور ثابت نہیں کر پاتا اور بیوی بھی اپنے آپ کو بے قصور کہلاتی ہے تو ایسی صورت میں یہ ایک خاص عمل ہے جس کی اہمیت آج کل کے دور میں بہت زیادہ ہے جہاں جھوٹ، فریب اور فحاشی کا دور دورہ ہے ۔ قرآن نے کہا :۔

"اور جو لوگ اپنی بیویوں پر (زنا کا) الزام لگائیں اور اپنے سوا ان کا کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ایک کی گواہی اس طرح ہوگی کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر بیان کرے وہ (اپنے دعویٰ) پر ضرور سچا ہے اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہے تو اس پر اللہ لعنت ہو ۔ اور عورت کے سر سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ شخص ضرور جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یوں بیان کرے کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے پر سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب پڑے ۔ (۲۵)

اس قسم کے واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں گزرے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی اس طرح کا ایک مشہور واقعہ عویمر عجلانی کا ہے جس نے اپنی عورت پر تہمت لگائی تھی۔

سہیل بن سعد ساعدی سے روایت ہے عویمر عجلانی ، عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا اور کہا کہ اے عاصم اگر کوئی دیکھے اپنی بیوی کو غیر مرد کے ساتھ تو کیا اسے مار ڈالے پھر تم اس کو مار ڈالو گے یا وہ کیا کرے تم یہ مسئلہ پوچھو میرے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۔ عاصمؓ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے اس قسم کے سوالوں کو ناپسند کیا

اور ان کی برائی بیان کی جب عویمر نے پوچھا عاصم سے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیرا یہ سوال ناگوار گزرا ہے۔ عویمر نے کہا جب تک میں پوچھ نہ لوں گا باز نہ آؤں گا وہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیا فرماتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھ لے اور اس کو مار ڈالے پھر آپ اس کو مار ڈالیں گے وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری جورو کے بارے میں حکم اترا ہے (یعنی آیت لعان کی) تو جا اپنی جورو کو لے آ۔ سہیل نے کہا پھر دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس موجود تھا۔ جب وہ فارغ ہوئے تو عویمر نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عورت کو رکھوں تو میں جھوٹا ہوں پھر عویمر نے اس کو تین طلاقیں دیں۔ اس سے پہلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو حکم کرتے ابن شہاب نے کہا کہ پھر لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ٹھہر گیا۔ (۲۶)

لعان کے لغوی معنی آپس میں لعنت کرنے کے ہیں اور شرع میں لعان وہ چار گواہیاں ہیں جنکی قسم کھا کر تاکید کی جائے اور بعد ان کے ایک دوسرے پر لعنت کرے وہ گواہی مرد کے حق میں قائم مقام حد قذف ہوجاتی ہے اور عورت کے حق میں قائم مقام حد زنا ہوجاتی ہے۔

جب مرد اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں گواہی کے قابل ہوں اور عورت ایسی ہو کہ اس پر تہمت لگانے والے کے حد ماری جائے یا مرد اس لڑکے کے نسب کا انکار کرے یعنی یہ کہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے اور وہ عورت اس تہمت کی سزا اسے دلانا چاہتی ہو تو مرد پر لعان کرنا واجب ہے پس اگر وہ لعان کرے یا اپنے آپ کو جھوٹا کہے پس اگر وہ لعان کرنے سے رکے تو حاکم اسے قید کردے یہاں تک کہ وہ لعان کرے یا اپنے آپ کو جھوٹا کہے اور اس نے اپنے آپ

کو جھوٹا کہہ دیا تو اسے حد قذف لگائی جائے گی (یعنی تہمت لگانے کی سزا دی جائے گی) اگر مرد نے لعان کر دیا تو پھر عورت کو بھی لعان کرنا واجب ہے اگر وہ رکے تو حاکم اسے قید کرے تاکہ یا تو وہ لعان کرے یا اپنے شوہر کی تصدیق کرے اور بعد تصدیق کے اس پر زنا کی حد لگائی جائے گی۔

اگر شوہر غلام ہے، کافر ہے، یا پہلے تہمت لگانے میں سزا پاچکا ہے پھر اس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو اس پر حد ہے اگر مرد گواہی کے قابل ہے عورت لونڈی ہے یا تہمت میں سزا یافتہ ہے یا ایسی ہے کہ تہمت لگانے والے کو حد نہیں لگائی جا سکتی (مثلاً لڑکی ہے دیوانی ہے یا کسی ہے) تو اس عورت کو تہمت لگانے میں مرد پر نہ حد ہے نہ تہمت نہ لعان ہے۔

تفصیل لعان کی یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں قاضی کے یہاں حاضر ہوں پہلے مرد چار مرتبہ گواہی دے ہر مرتبے اس طرح کہے میں نے جو اس عورت پر زنا کی تہمت لگائی ہے میں اللہ کو حاضر جان کر کہتا ہوں کہ میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ اس طرح کہے کہ میں نے جو اس عورت پر تہمت لگائی ہے اللہ کو حاضر و ناضر جان کر کہتا ہوں اگر میں اس میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اور ہر دفعہ اس عورت کی طرف اشارہ کرتا رہے پھر وہ عورت چار گواہیاں دے ہر مرتبہ اس طرح کہے کہ مجھ پر جو اس مرد نے تہمت لگائی ہے میں اللہ کو حاضر و ناضر جان کر کہتی ہوں کہ اس میں یہ بلا شک جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے کہ اگر مجھ پر زنا کی تہمت لگانے میں یہ مرد سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو۔ جب دونوں لعان کر چکیں تو قاضی ان دونوں میں جدائی کرادے اور جدائی کرانا امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک طلاق بائنیہ ہے اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ پس وہ عورت ہمیشہ کو حرام ہی رہے گی۔ اگر تہمت بچہ کی وجہ سے لگائی گئی ہے (یعنی شوہر نے کہا یہ بچہ میرا نہیں ہے) تو قاضی اس بچہ کا نسب اس مرد سے قطع کر کے اس عورت

گو ہی دے دے پھر اگر وہ مرد بعد میں اپنی تکذیب کرے (کہ میں نے جھوٹ ۔۔۔۔۔ کہہ دیا تھا) تو قاضی اس کو تہمت کی حد لگا دے اور اب اس کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے ۔ اس طرح اگر کسی غیر عورت پر تہمت لگائی اور تہمت کی حد اس کو لگ گئی یا کسی عورت نے زنا کرا لیا تھا اور اس کے (زنا کی) حد لگ گئی (تو اس سے بھی نکاح جائز ہے) اور اگر کسی نے اپنی بی بی پر تہمت لگائی اور ابھی بچی ہے یا دیوانی ہے تو اس صورت میں نہ لعان ہے اور نہ حد ہے ۔ گونگے کی تہمت لگانے سے لعان نہیں ہو سکتا ۔ اگر مرد نے کہا یہ حمل تیرا مجھ سے نہیں ہے تو اس پر لعان نہ آئے گا کیونکہ حمل ہونے کا یا نہ ہونے کا یقین نہیں کیا جا سکتا ۔ صاحبین کے قول کے مطابق اگر چھ ماہ سے کم وقت میں بچہ ہو جائے تو اس حمل کے انکار پر لعان واجب ہوتا ہے ۔ اگر مرد نے عورت سے کہا کہ تو نے زنا کیا اور حمل زنا کا ہے تو دونوں لعان کریں گے اور قاضی حمل کے نسب کو مرد سے جدا نہ کرے امام شافعی کا قول ہے کہ جدا کر دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہلال کے لڑکے کو ان سے جدا کر دیا تھا اور ہلال نے حمل کی حالت میں اپنی بیوی پر تہمت لگائی تھی ۔ ہماری دلیل یہ ہے حمل پر احکامات ولادت کے بعد ہی مرتب ہوتے ہیں کیونکہ ولادت سے پہلے ہونے اور نہ ہونے کا احتمال ہے ۔ اور یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حمل کا ہونا وحی کے ذریعے سے معلوم ہو گیا تھا اس لئے آپ نے اس پر حکم لگا دیا ہے ۔

اگر کسی مرد نے بچہ کے ہونے کے بعد اس بچہ سے انکار کیا جب مبارکباد دی جا رہی تھی تو اس کا انکار کرنا درست ہے اور اس کی وجہ سے وہ لعان کرے اگر بعد میں انکار کیا تو لعان نہ ہوگا نسب اسی سے ثابت ہوگی ۔ اور اس کا وارث کہلائے گا ۔ اگر کسی عورت کے جڑواں بچے پیدا ہوئے اس عورت کے شوہر نے پہلے بچے سے انکار کر دیا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے اور دوسرے کا اقرار کیا کہ تو ان

دونوں بچوں کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوجائے گا اور اس کے حد لگائے جائے گی اور لعان نہ ہوگا۔ (۲۷)

جب اپنی زوجہ کو جو عفیفہ ہو اور زنا کاری میں مشہور نہ ہو زنا کی نسبت دے اور کہے کہ اس نے زنا کی ہے خواہ آگے کی شرمگاہ میں یا پیچھے کی شرمگاہ میں زنا کا دعویٰ کرے اور اس جورو سے ہمبستر ہوچکا ہو اس زنا کے فعل کو دیکھنے کا دعویٰ کرے اور اس دعویٰ پر ثبوت نہ رکھتا ہو۔ لعان مدخولہ منکوحہ عورت سے خاص ہے۔ اسی طرح اپنی منکوحہ کو کہے زنا کی ہے اور زنا کرتے ہوئے دیکھنے کا دعویٰ نہ کرے تو اسے بھی تہمت (گالی) کی شرعی حد لگائیں گے مگر جب چار گواہ لائے گا تو لعان بھی نہ ہوگی اور حد بھی نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر عورت کہ زنا کاری میں مشہور ہے اسے زنا کرنے کی نسبت دے تو بھی حد نہیں ہے اور جبکہ لعان کی شرط ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو زنا کرتے دیکھنے کا دعویٰ کرے پھر اگر اندھا ہوگا تو لعان نہ ہوسکے گا اس لئے کہ وہ دیکھنے کا دعویٰ نہیں کرسکے گا۔ اندھے پر لعان اس طرح ہوگا کہ اس کی جورو لڑکا جنے اور وہ اندھا اپنے نطفہ ہونے میں اس لڑکے کا انکار کرے تو اس صورت میں لعان ہوگا۔ ملاعنہ کرنے والا عاقل ہو اور بالغ ہو، لعان صحیح نہیں ہے مگر حاکم شرع کے حضور یا امام کے حضور یا ان کے مقرر کردہ نائب کے حضور جسے حضرت نے اس کام کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ زوجہ کو نسبت زنا کی لگانے سے مرد پر حد لگانا واجب ہوجاتا ہے اور جب مرد لعان کرتا ہے تو اس پر قذف کی حد ساقط ہوجاتی ہے اور عورت پر زنا کی حد واجب ہوجاتی ہے اور جب دونوں لعان کرلیتے ہیں تو چار حکم ثابت ہوجاتے ہیں مرد سے قذف کی حد، عورت پر زنا کی حد، ساقط ہوجاتی ہے۔ مرد سے لڑکا منتفی ہوجاتا ہے اور عورت سے منتفی نہیں ہوتا اس طرح نہ وہ میراث پائے گا اور نہ خرچ اس مرد کا اس پر واجب ہوگا۔ ماں کی میراث بچہ کو ملے گی۔ عورت اور مرد کے درمیان جو فراش ہے وہ برطرف

ہوجائے گا اور وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی اور اگر لعان کے اثنا میں شوہر اس بات کا منکر ہوجائے کہ جھوٹ کہا ہے یا لعان سے انکار کرے یعنی لعان نہ کرے تو قذف کی حد اس پر ثابت ہے اور باقی حکم لڑکے کی نفی اور فراش زایل ہونا ہمیشہ کا عورت کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوگا۔ اور اگر عورت لعان نہ کرے، چپ ہوجائے، یا زنا کا اقرار کر لے تو اسے سنگسار کریں گے مرد سے قذف کی حد ساقط ہوجائے گی اور فراش درمیان میں برطرف نہیں ہوگا اور جو لڑکا پیدا ہوگا وہ شوہر سے ملحق ہوگا۔ اگر مرد لعان کے بعد اپنی تکذیب کرے تو وہ لڑکا اس سے ملحق ہوگا لڑکا اس کی میراث پائے گا وہ اس لڑکے کی میراث نہ پائے گا اور نہ ہی اس سے متعلقہ قرابت دار کیونکہ وہ لڑکا لعان کے حکم سے اس سے جدا ہو چکا ہے۔ اگر عورت زنا کا اعتراف لعان کے بعد کرے تو چار مرتبہ اسے اقرار کرنا پڑے گا اس میں بھی تردد ہے کہ ایسے زمانے میں اس نے اقرار کیا ہے کہ لعان کے سبب اس پر حد ساقط ہو چکی ہے۔ زوجہ دعویٰ کرے شوہر نے ایسی قذف کی ہے جو لعان کے موجب ہے (اور شوہر منکر ہو اور عورت ثبوت دے تو مرد لعان نہ کر سکے گا اس لئے کہ اس نے آپ اپنی تکذیب کی ہے اس پر قذف کی حد متعین ہوجائے گی۔ جب کوئی اپنی عورت کو کسی مرد کے ساتھ زنا کا عیب لگائے تو اس پر دو حدیں واجب ہیں ایک عورت کی قذف کی اور دوسری اس مرد کی قذف کی۔ اسے زوجہ کی قذف کی حد کا ساقط کرنا لعان سے پہنچتا ہے اگر ثبوت رکھتا ہو تو دونوں ساقط ہیں۔ اگر عورت لعان سے پہلے اقرار کرے چار دفعہ کے اقرار پر عورت پر حد لازم ہے مرد پر حد قذف ساقط ہوگی۔ جب کوئی اپنی عورت کا قذف کرے اور وہ عورت لعان سے پہلے مرجائے تو لعان ساقط ہوجائے گا۔ شوہر اس کا وارث ہوگا۔ زوجہ کے وارث مطالبہ کریں گے تو اس پر قذف کی حد ہوگی۔

(۲۸)

باب ششم:

ارتداد و بغاوت

مرتد یا ارتداد۔

مرتد شریعت میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اسلام سے پھر جائے منکر ہوجائے اسلام کے حکامات کی مخالفت کرے ان کو ترک کردے یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے یعنی مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر ہوجائے۔ عبدالقادر عودہ شہید کی التشریع الجنائی کے مطابق ارتداد لغت میں لوٹنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں ارتداد اسلام سے لوٹ جانے یا اسلام کو چھوڑ دینے کے معنی میں آتا ہے۔

ارتداد کی اقسام۔

ارتداد کی دو اقسام ہیں۔ (۱)

۱۔ ارتداد قولی

۲۔ ارتداد فعلی

۱۔ ارتداد قولی

اگر کوئی شخص ایسے کلمات بیان کرے جو کہ اسلام کے عقائد کے منافی ہوں جیسے کوئی شخص اللہ کی ربوبیت، اللہ کی وحدانیت، اللہ کے مقتدر اعلیٰ و قادر مطلق ہونے کا انکار کرے اس کا کسی کو شریک ٹھہرائے، اللہ کے دین کا انکار کرے، انبیاء کرام کا منکر ہوجائے، اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی کتابوں کا انکار کرے، رسولؐ کی نبوت کا انکار کرے، ان کو خاتم النبیین تسلیم نہ کرے، نبوت کا

دعویٰ کرے ، ملائکہ ، قیامت ، دوبارہ زندہ ہونے ، میزان ، یوم الحساب ، جنت و دوزخ کا انکار کرے ، دین میں شمار ہونے والی محرمات کو حلال جانے اور حلال کو حرام جانے اور اسی طرح کے دیگر دینی احکامات کا انکار کرے اور مذاق اڑائے تو ایسے نظریات واقوال ارتداد قولی کہلائیں گے۔

۲۔ ارتداد فعلی

اگر کوئی شخص ایسے افعال کا ارتکاب کرے جنھیں اسلام نے حرام قرار دیا ہو ، جن سے منع فرمایا گیا ہو ، جیسے بتوں ، جانداروں ، سورج ، چاند ، ستارے ، آگ اور انسانوں کی پوجا کرے انھیں سجدہ کرے ، قرآن وحدیث کی توہین کرے ، کلمہ کفر ادا کرے قرآن کی تکذیب کرے اور گندگی میں پھینکے ، بے حرمتی کرے حرام افعال شراب نوشی ، قتل وغارت ، زناکاری ، چوری ، لواطت وغیرہ کو حلال جانتے ہوئے ان کا ارتکاب کرے ان پر اصرار کرے کہ حلال ہیں ان افعال وغیرہ کو ارتداد فعلی کہا جائے گا۔

مرتد کی اقسام۔

فقہا نے مرتد کی دو بنیادی اقسام بیان کی ہیں ۔

ا۔ مرتد فطری۔

۲۔ مرتد ملی۔

ا۔ مرتد فطری سے مراد وہ شخص ہے جس کے ماں باپ مسلمان ہوں اور وہ مسلمان پیدا ہوا ہو اور پھر اسلام کو ترک کردے اور ارتداد اختیار کرے۔

۲۔ مرتد ملی سے مراد وہ شخص ہے کہ جس کے ماں باپ یا صرف باپ کافر ہو وہ حالت کفر میں پیدا ہوا ہو ، اسلام قبول کرنے کے بعد یعنی مسلمان ہونے کے بعد

پھر کفر اختیار کرے۔

مرتد کے لئے قرآنی احکامات۔

من کفر باالله من بعد ایمانه الامن اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدراً فعلیهم غضب من الله ولهم عذاب عظیم (۲)

جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اس کے ساتھ کفر کرے مگر یہکہ اس پر جبر کیا جائے اور وہ مجبور ہو اس کا دل ایمان پر قائیم ہو تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن جو شخص کشادہ دلی کے ساتھ اللہ کے ساتھ کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا ان کو بڑا عذاب دیا جائے گا۔

ومن یرتدد منکم عن دینهٖ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالهم فی الدنیا و الاخرۃ واولئک اصحاب النار ھم فیها خلدون۔ (۳)

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں مرے گا تو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دینا آخرت میں اکارت گئے۔یہی لوگ دوزخی ہیں یہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

ان الذین ارتدو اعلی ادبار ھم من بعد ماتبین لهم الهدیٰ الشیطن سول لهم املیٰ لهم O ذالک بانهم قالواللذین کرھوا مانزل الله سنطیعکم فی بعض الامر والله یعلم اسرار ھم O فکیف اذا تو فتهم املئکة یضربون وجوههم وادبارھم O ۷ ذالک بانهم اتبعوا ماآسخط الله وکرھوا رضوانه فاحبط

اعمالهم ۔ (۴)

بے شک جو لوگ ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد پچھلے پاؤں پلٹ گئے یعنی مرتد ہوگئے شیطان نے ان کو فریب دیا ان کو امیدیں دلائیں یہ اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنھوں نے اللہ کے نازل کردہ باتوں کو ناپسند کیا کہ ہم بعض امور میں تمھاری اطاعت کریں گے اللہ ان کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے پس اس وقت ان کی کیا حالت ہوگی جب فرشتے ان پر موت اس طرح طاری کریں گے کہ ان کے منہ اور پیٹھوں پر چوٹیں مارتے ہونگے اس لئے انہوں نے اس کی پیروی کی جو اللہ کو ناپسند ہے انہوں نے اللہ کی خوشنودی کو ناپسند کیا اللہ نے ان کے اعمال اکارت و برباد کردیے ۔

یا ایھالذین امنوامن یرتدمنکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبھم ویحبونه ..... واسع علیم ۔ (۵)

تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو جلد ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جنکو وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اسے دوست رکھتے ہیں وہ مومنوں پر نرم دل اور کافروں پر سخت دل ہوں گے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور لوگوں کی ملامت سے نہیں ڈریں گے ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاھتا ہے عطا فرماتا ہے ۔ اللہ وسعت والا اور جاننے والا ہے ۔

وان تابواوا قاموا الصلواة واتوالزکواة فاخوانکم فی الدین ونفصل والایات لقوم یعلمون وان نکثوا ایمانھم من بعد عھد ھم وطعنوا فی O دینکم فقاتلوا ائمة الکفرانھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون

(۶)

پھر اگر وہ کفر سے توبہ کریں نماز قائم کریں زکواۃ دیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہیں ہم اپنے احکام ان لوگوں کے لئے واضح طور پر بیان کررہے ہیں جو جاننے والے ہیں لیکن اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمھارے دین زبان طعن دراز کریں تو پھر کفر کے سرادروں سے جنگ کرو کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں شاید وہ اس طرح باز آجائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا جو شخص اپنے دین (اسلام) کو تبدیل کرے اسے قتل کردو۔(۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسے شخص کا خون جو گواہی دے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں حلال نہیں ہے۔ مگر تین صورتوں میں شادی شدہ زانی ہو دوسرے قصاص میں تیسرا جو دین اسلام سے پھر جائے۔(۸)

مرتد کی سزا۔

اگر مسلمان اسلام سے پھر گیا تو اس پر اسلام پیش کیا جائے گا پس اگر اس کو شبہ پیش آوے تو اس شبہ کو صاف صاف کھول کر دور کیا جاوے وہ تین دن تک قید خانہ میں محبوس رکھا جاوے اگر وہ مسلمان ہوجائے تو اس کی توبہ قبول کی جاوے ورنہ قتل کردیا جائے یہ بھی اس صورت میں کہ اس نے مہلت مانگی اگر وہ مہلت نہیں مانگتا تو اسے قتل کردیا جائے اس حکم میں غلام اور آزاد میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس کے مسلمان ہونے کی صورت میں یہ ہے کہ وہ کلمہ شہادت ادا کرے اسلام کو قبول کرے باقی دینوں سے بیزاری اختیار کرے اگر اس دین جس کی طرف منتقل ہوا تھا اس سے بیزاری کی تو کافی ہے اگر ایک شخص مرتد ہو

پھر مسلمان ہو اس طرح امام اسے تین بار مہلت دے سکتا ہے اگر چوتھی بار مرتد ہو گیا اب اس کو مہلت نہ دی جائے گی اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔ شیخ کرخی کے مطابق ہر دفعہ اسے توبہ کا کہا جائے گا توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے۔ (۹)

اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے پس اس سے توبہ کروائیں اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کردیں اسے توبہ کی تلقین واجب ہے اس سے تین دن تک محبوس رکھیں تائب نہ ہو تو چوتھے دن مار ڈالا جائے۔ عورت ارتداد کے سبب ماری نہ جائے گی اگر توبہ نہ کرے گی تو قید میں رکھیں گے گو فطری مرتدہ بھی ہو یہاں تک کہ توبہ کر لے۔ مرتد کا نکاح فاسخ ہو جائے گا اور اسکا ورثہ تقسیم ہو گا۔ (۱۰)

ارتداد کے لئے شرائط و دیگر احکامات۔

(۱) مرتد کا عاقل ہونا یعنی مجنون کا مرتد ہونا صحیح نہیں ہے اور نہ ایسے طفل کا جو عقل نہیں رکھتا مگر جو مجنون کبھی صحیح ہو جاتا ہو کبھی مجنون اگر اس نے افاقہ کے دوران ارتداد کیا تو صحیح ہے اگر حالت جنوں میں مرتد ہوا تو صحیح نہیں ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص نشہ میں ایسا مدہوش ہوا کہ اس کی عقل جاتی رہی اس کا ارتداد بھی صحیح نہیں ہے۔

(۳) اگر کوئی بااکراہ مرتد ہوا تو اس کی ارتداد صحیح نہیں ہے۔ یعنی اس کا راضی خوشی سے مرتد ہونا ثابت ہو۔

(۴) ایسا طفل کہ حلال و حرام میں تمیز کر سکتا ہو شیریں و تلخ کی تمیز کر سکتا ہو۔

(۵) جس کو مرض برسام لاحق ہو ایسی کوئی چیز کھلادی گئی ہو، عقل جاتی رہی ہو ہذیان بکنے لگا ہو بس مرتد ہو گیا تو ارتداد نہ ہو گا۔ اسی طرح معتوہ یا موسوس یا کسی وجہ سے عقل جاتی رہے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۶) اگر طفل مرتد ہو حالانکہ سمجھدار ہے مرتد ہے مگر اس کو قتل نہ کیا جائے گا اور

یہی حکم قریب بہ بلوغ طفل جس کو مراہق کہتے ہیں کے لئے ہے۔

(۷) امام ابو یوسف کے نزدیک اگر مرتد نے اپنی ردت سے یعنی مرتد ہونے سے انکار کیا کہ میں مرتد نہیں ہوں توحید، رسالت اور دین اسلام کا اقرار کیا یہ امر اس کی جانب سے توبہ قرار دیا جائے گا۔(۱۱)

مرتد کی سزا شیعہ کتب سے۔

شیعہ کتب کے مطابق مرتد فطری کی سزا قتل ہے اور ظاہراً اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی اسے اپنے مال پر تصرف کا حق بھی نہیں رہتا جیسا کہ فروع الکافی کتاب الحدود باب مرتد میں امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی گئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا ہر وہ مسلمان جو مسلمانوں کے درمیان دین اسلام سے خارج ہوجائے اور محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کرے۔ اس کا خون ہر مسلمان کے لیے مباح ہے جس دن سے وہ مرتد ہوا ہے اسی دن اس کی بیوی اس الگ ہوجائے گی اس کا مال ورثا میں تقسیم کر دیا جائے گا امام وقت اور حاکم شرع پر مرتد کا قتل لازم ہے اس کو توبہ کا موقع بھی نہیں دیا جائے گا اگر کوئی عورت مرتد فطری ہوجائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے بلکہ اسے عمر قید دی جائے گی یہاں تک کہ توبہ کرے یا قید خانے میں مرجائے۔

مرتد ملی کو ارتداد کے ارتکاب پر توبہ کا موقع دیا جائے تین دن کے گزرنے پر بھی اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا جیسا کہ فروع الکافی کتاب الحدود باب مرتد میں امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی گئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا! اگر کوئی شخص مرتد ہوجائے تو اسے تین دن تم توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ قبول کرے تو قتل نہ کیا جائے گا توبہ نہ تو چوتھے روز قتل کیا جائے گا اس کی بیوی اس سے جدا ہوجائے گی۔

بغاوت۔

شریعت اسلامی نے ایک فلاحی وخوشحال معاشرے کے قیام کے لیے حقوق کے تحفظ، قوانین الہیہ کے نفاذ اور انسانی زندگی میں نظم و ضبط اور سیکیورٹی کے قیام کے لیے ایک اسلامی مضبوط و مستحکم ریاست کا تصور دیا ہے جہاں حکومت قوانین الہیہ کا نفاذ کرے، عدل و مساوات کو قائم کرے، شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرے اور شہری اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیں حکومت کا اولین فریضہ ہے کہ شہریوں کی جان و مال، عزت و آبرو کا تحفظ کرے انھیں زندگی کی تمام سہولتیں فراہم کرے ان کے علمی و عقلی اور فنی استداد و استطاعت کے مطابق کاروبار، روزگار اور دیگر مواقع فراہم کرے تاکہ ریاست میں امن و امان قائم رہے اسی طرح شریعت نے قانونی ریاست میں بلاجواز، ناحق، دہنگا فساد، افراتفری، قتل و غارت گری اور بغاوت کو سختی سے منع فرمایا ہے۔اس قسم کی کاروائیوں کے تدارک کے لیے سخت انسدادی و تادیبی احکامات و قوانین کے نفاذ کا حکم دیا ہے۔

بغاوت کے لغوی و اصطلاحی معانی۔

یہ لفظ عربی لغت کے مطابق بغی سے نکلا ہے جس کی جمع بغاۃ اور بغیان ہے جس کے معنی ظلم و تعدی کرنا، حد سے بڑھ جانا، نافرمانی کرنا، فساد کرنا، حق سے ہٹ جانا وغیرہ ہیں ۔(۱۲)

اصطلاح عام میں فرد یا جماعت جو اہل عدل حکومت کا انکار کریں، ریاست میں فساد برپا کریں، حکومت میں قابض ہونے کی جدوجہد کریں مسلمہ حکومت کے خلاف خروج کریں۔

علامہ ابن نجیم نے بحرالرائق میں لکھا ہے کہ باغی وہ ہے کہ مسلمان گروہ جو امام عادل کے خلاف بغاوت کرے۔

" واما البغاة فقوم مسلمون خرجوا علی الامام العادل " (۱۳) صاحب الاختیار نے لکھا ہے کہ اہل بغاوت وہ گروہ ہے جن کو قوت حاصل ہو گئی ہو جس کے سبب مجتمع ہو کر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اہل عدل سے یہ کہہ کر جنگ کریں کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور وہ حکومت حاصل کرنے کے مدعی ہوں ۔ (۱۴)

بغاوت اور اس کی سزا قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

قرآن:۔

قل انما حرم ربی الفواحش ماظهر منها و مابطن والاثم والبغی بغیرالحق O

ترجمہ ۔آپ فرمادیجئے بس میرے رب نے تو تمام فحش کاموں کو خواہ وہ اعلانیہ ہوں یا پوشیدہ اور ہر گناہ کی بات کو حرام کیا ہے اور ناحق کی بغاوت کو حرام کیا ہے ۔(۱۵)

ان قارون کان من قوم موسیٰ فبغیٰ علیهم O

ترجمہ ۔ بے شک قارون موسیٰ کی قوم میں تھا جس نے ان پر ظلم و زیادتی کی ۔(۱۶)

قالو لا تخف خصمان بغیٰ بعضنا علیٰ بعض O

ترجمہ ۔ انہوں نے کہا خوف نہ کھائیں ہم فریق مقدمہ میں ہم میں سے بعض نے بعض پر زیادتی کی ہے ۔(۱۷)

فان اطعنکم فلا تبغو علیهن سبیلا O

ترجمہ ۔ پس اگر وہ تمھاری اطاعت اختیار کرلیں تو پھر تم ان کے خلاف

کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ (۱۸)

فان بغت احداھما علی الاخریٰ فقا تلوالتی تبغی

O

ترجمہ ۔ پس اگر ایک جماعت دوسری پر خروج کرے تو اس سے قتل کرو جس نے خروج کیا ہو ۔ (۱۹)

ولوبسط اللہ الرزق العبادہ لبغوافی الارض ۔ O

ترجمہ ۔ اگر اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر رزق کشادہ کردیتا تو یہ زمین پر فساد ڈال دیتے ۔ (۲۰)

فلما انجاھم اذا ھم یبغون فی الارض بغیرالحق ۔

O

ترجمہ ۔ پس جب ان کو نجات دے دیتا ہے تو وہ زمین پر ناحق فساد شرع کردیتے ہیں ۔ (۲۱)

احادیث اور فقہاء کی آراء۔

۱۔ حضرت عرفجہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت شر و فساد ہوں گے لہذا امت کے کسی ایک بات پر متفق ہو جانے کے بعد جو آدمی اس میں تفریق پیدا کرے اسے تلوار سے قتل کردو خواہ کوئی ہو ۔ (۲۲)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر حاکم کا حکم سننا اور اطاعت واجب ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دے تو پھر نہ اس حکم کو سننا چاہئے اور نہ اس کی اطاعت کرنی چاہیئے ۔ (۲۳)

مندرجہ بالا آیات کریمہ اور احادیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص انسانوں پر

ظلم و زیادتی کرے ، زمین پر فساد پھیلائے ۔ خروج کرے وہ باغی ہے ان کے خلاف تلوار اٹھانے کا حکم ہے۔یہی وجہ ہے کے قرآن ، کا حکم ہے کہ " اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں قتال شروع کردیں تو ان کے درمیان صلح کرادو پھر بھی اگر کوئی ایک گروہ دوسرے پر خروج کرے تو جسنے خروج کیا ہے اس سے قتال کرو یہاں تک کہ اللہ کے حکم کی جانب پلٹ آئے ۔" (۲۴)

قرآن و حدیث اور اجماع آئمہ کے مطابق امام وقت کی اطاعت سے خروج کرنا بغاوت ہے ۔اور باغیوں سے قتال کرنا واجب ہے اور اسی خروج کو حرام قرار دیا گیا ہے ۔

جب جرم بغاوت کی شراط پوری ہوجائیں تو باغی کا خون رائیگاں ہو جاتا ہے اس لیے باغی کا خون مباح الدم کہلاتا ہے جب تک بغاوت کی صورت قائم رہتی ہے اس وقت تک باغی کا خون رائیگاں رہتا ہے باغیوں کا قتال شریعت میں واجب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے !

فان بغت احدا هما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر الله ۔ (۲۵)

اگر ایک جماعت دوسری جماعت پر خروج کرے پس اس سے قتال کرو جو باغی ہو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے ۔

قرآن کی آیت میں لفظ حق کا استعمال ہوا ہے اس لئے اگر حاکم ناحق ہے یعنی حق پر نہیں ہے تو اس کی اطاعت لازم نہیں ہے ۔ جیسا کہ حدیثوں میں ہے کہ معصیت میں حاکم کی اطاعت نہ کرنا بغاوت نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ اس کی اطاعت نہ کی جائے حاکم کی اطاعت صرف ان امور میں جائز ہے جو شرعاً جائز ہوں ۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان پر حاکم کا حکم سننا اور اس کی اطاعت واجب ہے خواہ وہ پسند کرے یا نہ

کرے جب تک کہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے لیکن حاکم معصیت کا حکم دے تو پھر نہ اس کا حکم ماننا چاہیئے اور نہ اس کی اطاعت کرنی چاہیئے (۲۶)

اس روایت کو بخاری اور صحیح مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور اسلام ظلم و بے انصافی کو پسند نہیں کرتا۔ اعلانیہ طور پر طاغوت کے خلاف اعلان جہاد کا حکم دیتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ظالم و جابر حکمرانوں کو ہٹانا واجب ہے۔ وہ حاکم جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق عمل نہ کرے ان کے خلاف کلمہ حق کہنا جہاد ہے

ہر ایسا شخص جو امام عادل کی اطاعت سے خروج اختیار کرے وہ باغی ہوگا چنانچہ بغیر تاخیر اس سے جنگ کی جائے گی تاخیر کرنا گناہ کبیرہ ہوگا ان کی جنگ سے پشت دکھانے کا وہی حکم ہوگا جو جہاد میں پشت دکھانے کا ہے۔ چنانچہ ان سے اس وقت تک جنگ کی جائے یا تو امام کی اطاعت میں واپس آجائیں یا قتل کردیے جائیں۔ (۲۷)

صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی قوم تغلب کر کے کسی ملک پر قابض ہوگئی اور امام کی فرمانبرداری سے نکل گئی تو امام ان کو جماعت کی طرف پھرنے کی دعوت کرے اور مستحب ہے کہ ان کا شبہہ دور کرے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل خروج کے ساتھ لڑائی سے قبل ایسا ہی کیا اور اس واسطے کہ شبہہ دور کرنا دونوں میں سے آسان امر ہے۔ شاید کہ شر اسی سے دور ہوجائے تو پہلے یہی کرے اور باغیوں سے پہلے قتال نہیں شروع کرے یہاں تک کہ باغی پہلے خود شروع کریں تو ان سے یہاں تک قتال کرے کہ ان کی جماعت متفرق ہوجائے۔ امام شافعی کا قول ہے جب تک وہ قتال شروع نہ کریں تب تک ان سے قتال جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ان کا کفر ہی قتل کو مباح کرتا ہے۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حکم کا مدار دلیل پر ہے اور دلیل یہ ہے کہ وہ لوگ مجتمع ہوئے اور امام کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں یعنی ان سے قتال جائز ہو گیا اس واسطے کہ اگر امام ان کے حقیقی قتال کا انتظار کرے تو بسا اوقات ان کا رفع کرنا ممکن نہ ہوگا یعنی جماعت کثیر اور قوی ہوجائے گی تو ان کی بدی دور کرنے کی ضرورت سے جواز کا مدار ان کے قتال کی دلیل پر ہے ۔ جب امام کو خبر ہو کہ باغی لوگ ہتھیار خریدنے اور قتال کے واسطے مستعد ہیں تو ان کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈالے یہاں تک کہ وہ باز آجائیں اور توبہ کریں یہ اس واسطے کہ کہ جہاں تک ہو شر دفع ہو ۔ امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ جب مسلمانوں میں فتنہ پھیلے تو اپنے گھر بیٹھنا لازم کر لے یہ اس حالت پر محمول ہے کہ کوئی امام نہ ہو ورنہ جب امام حق موجود ہو تو جہاں تک دست و قدرت ہے اس کی اعانت واجب ہے ۔ پھر اگر ان باغیوں کی کوئی مددگار و جماعت دیگر ہو تو جو لوگ ان کی طرف سے معرکہ میں مجروح ہوجائیں ان کو مقتول کر دینا چاہیئے اور بھاگنے والوں کا تیچھا کیا جاوے تا کہ ان کا شر دور ہو ایسا نہ ہو کہ وہ جماعت سے مل جائیں ۔ اگر مددگار جماعت نہ ہو تو مجروح کو قتل نہ کیا جاوے اور پریشان بھاگے ہوؤں کا تیچھا کیا جاوے ۔ امام شافعی کے نزدیک مجروح کو قتل کرنا اور اور تیچھا کرنا دونوں صورتوں میں جائز نہیں ہے کیونکہ جب انہوں نے قتال چھوڑ دیا تو ان کا قتل کرنا دفع شر نہیں رہا ۔ باغیوں کے ذریات ، جورو ، بچے وغیرہ بطور جہادی کافروں کے مملوک نہیں بنائے جائیں گے نہ ان کا مال بطور غنیمت تقسیم ہوگا کیونکہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ جمل میں فرمایا خبردار کوئی قیدی قتل نہ کیا جائے ، نہ عورت کا پردہ کھولا جائے اور نہ مال لیا جائے ۔ باغیوں کے مال کو امام روک رکھے باغیوں کو واپس نہ کرے اور نہ تقسیم کرے یہاں تک کہ باغی توبہ کریں تو ان کو واپس کر دے ۔ اہلفتنہ کے ہاتھوں یا ان کے لشکر میں ہتھیار بیچنا مکروہ ہے کیونکہ یہ

گناہ پر مددگاری ہے۔ (۲۸)

انبیاء اکرام ، سرور کائنات ؐ، اہلبیت اطہارؑ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی۔

اسلام نے دشنام طرازی ، گالم گلوچ ، نفرت و بیزاری کو سخت ناپسند کیا ہے تاکہ معاشرتی برائی کا قلع قمع ہوسکے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس جرم کے ارتکاب پر بطور تعزیر کوڑے لگائے جاتے تھے۔ اسی طرح قرآن نے ان کو بھی گالی اور برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے جو اللہ کے علاوہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں اب اگر کوئی اللہ کے محبوب ، سرور کائنات ، فخر موجودات ، اللہ کے رسولؐ کو گالی دے دشنام طرازی کرے اللہ کے نیک بندوں کو گالیاں دے اسے اللہ کیسے معاف کرسکتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا! "مومن کو گالی دینا فسق ہے اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔"

شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہوجاتا ہے اس لیے اس کی سزا قتل ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے اس سلسلے میں امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں!

"کہ جو سرور کونین اور انبیاء علیہم السلام میں کسی کو گالی دے گا وہ قتل کی سزا کا مستحق ہے۔"

رسول اللہؐ نے فرمایا!

من سب نبیا قتل . (۲۹)

جو بھی نبی کو گالی دے اسے قتل کیا جائے۔

اسی طرح اہلبیت اطہار علیہم السلام کی شان میں گستاخی کو

رسول اللہؐ نے جہنمی کہا ہے اور واجب القتل کیا ہے اسی طرح تمام انبیاء کے مخلص و سچے اور متقی صحابہ قابل احترام ہیں ان کو یہ عزت و عظمت آنحضرتؐ کی قربت، صحبت اور اطاعت کی وجہ سے ہے۔ ایسے صحابہ کی شان میں گستاخی پر حضورؐ نے کوڑوں کی سزا تجویز فرمائی ہے۔

سحر یا جادوگری۔

اسلام نے سحر یا جادوگری کو سخت ناپسند کیا ہے اس لیے کہ ساحر اللہ کے کاموں میں مداخلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ لوگوں میں جھوٹ فریب اور دھوکہ سے ناجائز مال حاصل کرتا ہے انسانوں کے درمیان نفرتیں کدورتیں پیدا کرتا ہے۔ اللہ کی طرف سے مقررہ امور و احکام میں تبدل و تغیر کا دعویٰ کرتا ہے عوام الناس میں محنت، کوشش اور جد و جہد کے جذبوں، تمناؤں اور خواہشات کو معدوم کرتا ہے۔ قرآن نے سورہ بقرہ میں شہر بابل میں جادو کے عام ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے اور کہا کہ جادوگر سحر کے ذریعہ شوہر اور بیوی میں تفریق پیدا کرتے تھے ان پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔ اسی طرح موسیٰؑ اور فرعون کے جادوگروں کا قصہ قرآن میں موجود ہے جادوگروں نے لوگوں کی نظربندی کردی اور ہیبت طاری کردی مگر عصا موسیٰؑ نے سب کو نگل لیا اس طرح ثابت ہوا کہ جادو کو ناکامی ہے۔ اسی طرح سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

ولا یفلح السحرون

جادوگروں کے لیے ہرگز کامیابی نہیں ہے۔ (۳۰)

قرآن نے جادوگروں کو جھوٹا کہا ہے۔ اس پر عمل کرنا اس کو سیکھنا اور سیکھانا حرام قرار دیا ہے۔ ساحر سے توبہ کرائی جائے گی اگر وہ توبہ کرلے تو صحیح ہے

ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس لیے کہ سحر کو جائز رکھنا کفر ہے اور جو سحر کو جائز کہے عام کرے وہ مرتد ہے۔ (۳۱) حضرت جندب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

حد الساحر ضربه بالسيف۔

ساحر کی حد جیہ کہ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔

شیخ المحقق الحر العاملی نے وسائل الشیعہ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا! "مسلمان ساحر کو قتل کر دیا جائے البتہ کافر جادوگر کے لیے تعزیر ہے۔ دو عادل گواہوں کی شہادت اور مجرم کے اقرار سے جرم ثابت ہوتا ہے۔ اگر مجرم شہادتوں کے گزرنے سے پہلے توبہ کرلے تو حد جاری نہ ہوگی۔ (۳۲)

باب ہفتم :

تعزیرات ۔

اسلام نے انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ ، معاشرے میں امن و امان کے قیام اور جرائم کے خاتمہ کے لیے اصول و ضوابط اور قوانین مقرر کئے ہیں جن کے تحت انسان فعل یا ترک فعل انجام دیتے ہیں ان اصول و ضوابط اور قانون شکنی پر اسلام نے سزاؤں کا نظام قائم کر رکھا ہے مخصوص جرائم پر معین سزاؤں یعنی حدود کے علاوہ دیگر جرائم جن کے ارتکاب پر اللہ اور اس کے رسولؐ نے سزا کی مقدار معین نہیں بلکہ وہ قاضی و حاکم اپنی صوابدید پر جرم ، مجرم ، حالات و نتائج اور مفاد عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے شرعی اصولوں کے مطابق تجویز کرتے ہیں ۔ تعزیرات کہلاتی ہیں ۔

تعزیرات ان افعال پر قائم ہوتی ہیں جن کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کوئی نص صریح موجود ہو ۔ یا وہ کسی نص صریح کے مطابق جرم قرار دیئے گئے ہوں ۔ اگر کوئی نص فعل یا ترک فعل کی ضرورت پر وارد نہیں ہے تو پھر فاعل پر جوابدہی نہیں یعنی کوئی فعل اس وقت جرم قرار دیا جائے گا جب اس کا جرم ہونا بیان کر دیا جائے گا وگرنہ وہ مباح ہوگا ۔ اسی لیے خدائے بزرگ و برتر نے رسول و ہادی بھیجے جو احکامات کی تشریحات ، افعال کے نیک و بد اور ان پر جزا و سزا کے متعلق بتاتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو ہر حاکم اپنی مرضی و منشا اور مفادات کے مطابق جس فعل کو چاہے قابل سزا قرار دے ۔ فعل کی نوعیت یعنی ممنوع و مباح کے بارے میں شریعت فیصلہ کرتی ہے البتہ حاکم و قاضی شریعت کے اصولوں کے مطابق سزا کی مقدار کا تعین کرتے ہیں ۔

آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئیؒ نے فرمایا!

من فَعَلَ متحرماً أو ترک واجباً الٰہیاً عالماً عامداً عزرہ الحاکم بحسب مایراہ من المصلحتہ ۔ ویثبت

مؤجب التعزير بشهادة شاہدين وباالاقرار .

جو شخص علم کے باوجود جان بوجھ کر کسی فعل حرام کا ارتکاب کرے یا امر واجب کو ترک کردے تو حاکم اپنی مصلحت کے مطابق تعزیری سزا دے گا اور موجب تعزیر امر کا ثبوت دو گواہوں کی گواہی یا مجرم کے اقرار سے ہوتا ہے ۔(۱)

تعزیر کے لغوی معنی۔

تعزیر کے معنی منع کرنے کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے عزر یعنی اس نے ملامت کی ، اس نے منع کیا ۔ تعزیر فعل عزر کا مصدر ہے اور عزر کے معنی روک دینے یا باز رکھنے سے ہیں ۔ اس کے علاوہ مدد اور نصرت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے ۔ (۲)

تعزیر کے اصطلاحی معنی۔

اصطلاح شرع میں اس کے معنی سرزنش کرنے کے ہیں ایسی سرزنش کہ جو فعل ممنوع کی مانع ہو یعنی اگر کوئی شخص ایسے فعل کا ارتکاب کرے جسے شریعت نے منع کیا ہو یا مفاد عامہ یا انفرادی حیثیت سے نقصان دہ ہو اور اس فعل کے لئے سزا شریعت کی طرف سے معین و مقرر نہ ہو تو حاکم وقاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس جرم کے ارتکاب پر مجرم ، جرم کی نوعیت ، حالات و واقعات کی اہمیت و اثرات اور شریعت کے رہنما اصولوں کی روشنی میں اس شخص کے لئے سزا تجویز کرے ۔

صاحب ہدایہ نے لکھا ہے

" حد ایک ایسی سزا ہے جو خالص حق الہیٰ کے واسطے مقرر ہے اس لئے قصاص کو حد نہیں کہتے کہ اس میں بندہ کا حق ہے اور تعزیر کو بھی حد

نہیں کہتے کیونکہ وہ مقرر نہیں ہے حد مشروع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس بات سے بندوں کو ضرر پہنچتا ہے اس کے کرنے سے زجر کیا جاتا ہے۔" (۳)

"الشیخ علامہ حلی نے لکھا ہے کہ تعزیر تادیب کے معنی میں ہے اور شرع کی رو سے ایک ایسی عقوبت ہے کہ اس کی مقدار اصل شرع میں معین نہیں اور حاکم کی رائے پر مفوض ہوتی ہے۔" (۴)

تعزیر کی مقدار معین کرنے کے لیے رہنما اصول و شرائط۔

اگرچہ حدود کے علاوہ تعزیرات میں سزا کی مقدار معین نہیں ہے مگر اسلام نے تعزیرات کی مقدار معین کرنے کے لیے واضح رہنما اصول تعلیم کئے ہیں جن کو مد نظر رکھتے ہوئے عدالت سزا کا تعین کرتی ہے۔ عدالت کے لیے ضروری ہے کہ قرآن و حدیث اور فقہا کے اصولوں اور بحث کو مد نظر رکھیں تاکہ عدل و انصاف قائم ہوسکے۔

قرآن سے رہنما اصول۔

قرآن نے سزاؤں کی مقدار کے تعین کے لیے واضح رہنما اصول فراہم کئے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلھا (۵)

"ہر برائی کا بدلہ اس کے جیسا ہوتا ہے"

فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم۔ (۶)

"تو جو کوئی تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے۔

وان احکم بینھم بما انزل اللہ۔ (۷)

"پس اے محمد تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاؤلئک ھم الکافرون۔ (۸)

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان۔ (۹)

"بے شک اللہ تمھیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے"

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدھما علیٰ الاخریٰ فقاتلوا التی تبغیٰ حتیٰ تفئی الیٰ امر اللہ۔ (۱۰)

"اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان صلاح کرادو پھر ان میں سے اگر کوئی گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہو یہاں تک کہ وہ رجوع کرے اللہ کے حکم کی طرف"

ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ (۱۱)

اور حد سے آگے نہ نکلو اللہ حد سے آگے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ۔ (۱۲)

اگر تم بدلہ لینا چاہو تو انہیں اتنا دکھ پہنچاؤ جتنا دکھ انہوں نے تمھیں دیا ہے۔

والذان ان یاتینھا منکم فاذوھما فان تابا واصلحا فاعر ضوا عنھما۔ (۱۳)

"اور تم میں سے جو دو وہ کوئی کام کریں انہیں اذیت پہنچاؤ پھر اگر دونوں توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے تعرض نہ کرو۔"

ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ (۱۴)

" اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا " لا یکلف الله نفساً الا وسعها ۔ (۱۵)

" اللہ کسی کے نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا ۔ "

فمن تاب من بعد ظلمه واصلح فان الله یتوب علیه ۔ (۱۶)

" پھر جو شخص اپنی حرکت ناشائستہ کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو بے شک اللہ اس پر توجہ کرے گا ۔

فمن عفا واصلح فاجرہ علی الله ۔ (۱۷)

" پس جس نے معاف کر دیا اور اصلاح کی اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے ۔ "

" اور جو لوگوں سے درگذر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ " (۱۸)

فمن عفیٰ له من اخیه شئی فاتباع بالمعروف واداء الیه من ربکم و رحمة ۔ (۱۹)

جس کسی کو اس کے بھائی نے معاف کر دیا تو معروف کی اتباع کی جائے اور مطالبے کو خوبی سے ادا کرنا چاہیئے یہ تمھارے رب کی طرف سے رعایت اور مہربانی ہے ۔

احادیث مبارکہ :۔

قال محمد اخبرنا ابو حنیفه قال حدثنا عن عامر الشعبی قال لا یبلغ بالتعزیر اربعون جلدة ۔

قال محمد وهذا قول ابو حنیفه عن الضحاک بن مراحم قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من بلغ حد فی غیر حد فهو من المهتدین ۔

قال محمد فادنی الحدود اربعون فلا یبلغ بالتعزیر اربعون

"امام ابو حنیفہ نے کہا کہ عامر بن شعبی سے روایت ہے تعزیر میں چالیس کوڑے نہ مارے جائیں ۔ ابو حنیفہ نے ضحاک بن مزاحمؒ سے دوسری روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حد کے بغیر حد جاری کی وہ زیادتی کرنے والا ہے اسی طرح تیسری روایت میں بھی تعزیر میں چالیس کوڑے مارنے سے منع کیا ہے ۔"

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ سوائے حدود الہیٰ کے دس درے سے زائد نہ مارا جائے ۔

"ابو بردہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ حدود اللہ کے علاوہ دس دروں سے زیادہ نہ مارا جائے ۔ (۲۱)

"ابو بردہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کوئی نہ مارا جائے دس کوڑوں سے زیادہ مگر کسی حد میں اللہ کی حدوں میں سے" (۲۲)

تعزیر کی مقدار معین کرنے کے لیے فقہا کی رائے و فتاویٰ

تعزیری سزا کی مقدار میں مصلحت اور جرم کی حیثیت کا لحاظ ہوتا ہے لہذا اس کے اجرا میں حاکم وقت یا قاضی کا اجتہاد منحصر ہوتا ہے ۔ اس طرح گزشتہ ادوار میں فقہا نے جو اس سلسلے میں رائے دی ہے اس میں اختلافات پائے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تعزیر کو معین نہیں کیا جاسکتا اور یہ عدالتی صوابدید پر منحصر ہے ۔ صاحب ہدایہ نے تحریر کیا ہے ۔

"تعزیر کی اکثر مقدار انتالیس درے ہیں اور کمتر مقدار تین درے ہیں اور امام ابو یوسف نے کہا کہ اکثر مقدار پچھتر درے ہیں ۔ اصل اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے غیر

حد میں حد کی مقدار پہنچادی وہ عدل سے تجاوز کرنے والا ہے اور جب تعزیر کو حد تک پہنچانا جائز نہ ہو تو امام ابو حنیفہ اور محمد نے کمتر حد کو دیکھا اور وہ قذف کی صورت میں غلام کی حد ہے پس اسی جانب پھیرا اور چوں کہ یہ چالیس درے ہے ہیں تو اس سے ایک درہ کم کردیا اور امام ابویوسف نے آزاد کی کمتر حد کو دیکھا ۔(ایک روایت میں ایک درہ کم کرنے سے اناسی درے رکھے دوسری روایت میں پانچ درے کم کردیئے کیوں کہ حضرت علیؑ کا فرمان ہے۔ پس ان کی تقلید کرلی پھر تعزیر کی ادنیٰ مقدار تین درے ہیں کیوں کہ اس سے کم میں زجر حاصل نہیں ہوتا) مشائخ کا بیان ہے کہ کمتر تعزیر امام کی رائے پر ہے پس اس کی رائے میں جس قدر سے زجر حاصل ہو جاری کرے کیوں کہ یہ بار مختلف لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔ امام ابویوسف سے روایت ہے کہ انھوں نے جرم کی بڑائی و چھٹائی کے اندازہ پر مقدار مقرر کی اور یہ بھی ان سے روایت ہے کہ ہر قسم کے جرم کو اپنی جنس سے متعلق کرے۔(۲۳)

فتاویٰ ھندیہ ترجمہ فتاویٰ عالم گیر میں لکھا ہے۔ تعزیر ایسی تادیب ہے جو حد نہیں ہوتی اور ایسے جرم میں واجب ہوتی ہے جو موجب حد نہیں ہے اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک بوجہ حق اللہ اور دوسری حق العباد۔ پہلی وجہ یعنی تعزیر بحق اللہ تعالیٰ کا جاری کرنا امام المسلمین پر واجب ہے اور اس کا ترک کرنا امام کو جائز نہیں ہے الا اسی صورت میں کہ امام کو معلوم ہوجائے کہ فاعل جرم سے قبل تعزیر کے مزجر ہوگیا ہے اور اس کا ثابت کرنا ایسے مدعی سے جائز ہے جس نے اس کی گواہی دی اور مشائخ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ارتکاب جرم

کرتا ہو تو ہر مسلمان کو ایسی صورت میں تعزیر کرنا جائز ہے اور اگر وہ اس گناہ کرنے سے فارغ ہوگیا ہو تو بعد اس کے حاکم کے سوا کسی دوسرے کو اس پر تعزیر جاری کرنا جائز نہیں ۔

دوسری قسم ایسی تعزیر جو مثل قذف ہو جس میں حق العبد ہے لیکن دعویٰ پر موقوف ہے یعنی مدعی ہوگا تو تعزیر ہوگی لہذا اسے سوائے حاکم کے کوئی قائم نہیں کرسکتا الا آنکہ دونوں حکم کرلیں ۔ تعزیر کا ثبوت دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ہوتا ہے ۔ (۲۴)

صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ ، امام مالک ، امام شافعی نے کہا ہے کہ دس کوڑوں سے زیادہ مارنا جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام نے دس کوڑوں سے زیادہ سزا دی ہے ۔ اگر امام کی رائے میں آوے کہ تعزیر کے ساتھ قید خانہ میں رکھنا بھی بڑھا دے تو ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ قید خانہ میں حبس کرنا تعزیر کے لائق ہے ۔ خالی حبس بھی جائز ہے تو ضرب و حبس کا ملانا بھی جائز ہے ۔ تعزیر میں زیادہ سختی سے مارنا ہے کیونکہ اس میں تعداد کی راہ سے تخفیف کی گئی ہے تو مار کی راہ سے تخفیف نہ کی جائے گی تاکہ (سزا) کی مقصود فوت ہونے تک کی نوبت نہ پہنچے (۲۵)

مذکورہ بالا آیات کریمہ واحادیث امام یعنی حاکم و قاضی کے لئے مجرم کو اس کے جرم پر سزا یعنی تعزیر دینے کے واضح رہنما اصول فراہم کرتی ہیں جن میں مرکزی اصول عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے تاکہ مجرم کو اس کے کئے پر اس کے جرم کی مناسبت سے وہ سزا دی جاسکے جس کا وہ مستحق ہے اور جو وہ برداشت کرسکے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

زیادتی کو پسند نہیں کرتا لہذا حاکم و قاضی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ فیصلہ کرتے وقت ذاتی دشمنی ، انتقام ، رنجش ، مفادات کو بالائے طاق رکھیں اور طرفداری نہ کریں یہاں تک کہ اگر ان کا اس میں ذاتی نقصان ہو ، ان کے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ فیصلہ کرنا پڑے ۔ مذکورہ آیات سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ فریقین آپس میں صلح کرلیں تو ان کی صلح قبول کرلینی چاہیئے ۔ اگر ان پر تاوان ڈالنا ہو تو وہ بھی ڈالا جائے تاکہ تنازعہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوسکے ۔ اگر مجرم اپنے فعل پر نادم ہوجائے اور آئیندہ کے لئے توبہ کرلے تو اس کی توبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے معاف کیا جائے یہی معروف عمل ہے ۔ اگر تاوان کے علاوہ مجرم کو قید رکھنے کی ضرورت ہو تو قید کیا جاسکتا ہے اور جہاں تک کوڑوں کی سزا کا تعلق ہے فقہا نے لکھا ہے کہ حدود سے تجاوز نہ کریں عام طور پر کوڑوں کی مقدار تین سے انتالیس کا حکم کتابوں میں عام ملتا ہے ۔ جبکہ پچھتر کوڑوں سے زائد کی سزاؤں کی روایت بھی ملتی ہے اس طرح یہ بات ثابت ہے کہ حالات جرم و مجرم کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ آیات و دیگر احادیث و واقعات کی روشنی میں حاکم و قاضی تعزیر قائم کرسکتا ہے ۔

جس شخص کو امام نے کوئی حد ماری یا اس کو تعزیر دی پس وہ مر گیا اس کا خون باطل ہے بخلاف شوہر کے جب اس نے اپنی زوجہ کو تعزیر دی تو وہ زوجہ کے نقصان عضو یا موت کا ضامن ہے کیونکہ اس کو اپنی زوجہ کو سزا دینے کی صرف اجازت ہے یعنی اس کو مارنے کے واسطے مامور نہیں اور اجازتوں میں شرط ہے کہ سلامتی کو نقصان نہ پہنچے امام شافعی نے کہا ہے کہ امام کی تعزیر دینے سے وہ شخص ہلاک ہوگیا تو

اس کی دیت بیت المال سے واجب ہوگی کیونکہ تعزیر میں تلف کر دینا خطا ہے اور تعزیر صرف اس واسطے کے تادیب کی جائے۔ (۲۶)

"حضرت علیؑ نے فرمایا میں اگر کسی پر حد قائم کروں اور اگر وہ مر جائے تو مجھے کچھ خیال نہ ہوگا مگر شراب کی حد میں اگر کوئی مر جائے تو اس کی دیت دلاؤں گا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان نہیں فرمایا۔ (۲۷)

چند ضروری اعمال جن پر تعزیر کا حکم ہے۔

قرآن کریم سے چند احکامات درج ذیل ہیں جن کا تعلق معاشرتی نظام سے ہے جن کے کرنے یا نہ کرنے پر تعزیر دی جا سکتی ہے۔

نماز۔

نماز کے لئے قرآن میں بار بار حکم ہوا ہے نہ پڑھنے پر تادیب ہے۔

"اے نبی میرے بندے جو ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں۔" (۲۸)

"اپنے اہل و عیال کو بھی نماز کی تلقین کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔" (۲۹)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو رکوع اور سجدہ کرو اپنے رب کی بندگی کرو شاید کہ تم کو فلاح نصیب ہو (۳۰)

"اے ایمان والو جب تم نشہ کی حالت میں ہو نماز کے قریب نہ جاؤ" (۳۱)

"تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری

کرتے ہیں اور معمولی اشیاء دینے سے گریز کرتے ہیں۔" (۳۲)

روزہ۔

روزہ کا حکم ہے نہ رکھنے پر تعزیر ہے۔

"اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کردئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔" (۳۳)

ظلم و زیادتی

اسلام نے ظلم و زیادتی سے سختی سے منع کیا ہے۔ اس سے جو بھی فعل سرزد ہوگا اس فعل سے متعلق فعل کے مطابق متعین حد ہوگی یا تعزیر ہوگی۔

قرآن کا ارشاد ہے!

"اللہ عدل واحسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے بدی اور بے حیائی، ظلم اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق لو (۳۴)

غیبت اور ٹوہ لگانا:

شریعت نے ایک دوسرے کی غیبت اور ٹوہ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ اس سے منافرت اور دشمنی پھیلتی ہے اور معاشرے میں بداعتمادی کی فضا جنم لیتی ہے۔

قرآن نے کہا!

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو گمان سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی غیبت نہ کرے کیا تم سے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔" (۳۵)

پردہ:

قرآن نے عورت کے تقدس عزت و ناموس کے تحفظ اور معاشرے میں

فحاشی و بے حیائی کی رکاوٹ کے لیے پردہ کا حکم دیا ہے ۔ بے پردگی و بے حیائی پر تادیب ہے ۔ "اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن مردوں سے کہو اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۔"

"اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں ۔ بجز اس کے کہ جو خود ظاہر ہوجائے اور اپنے سینے پہ اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رکھیں اور زمین پر پاؤں مار مار کر نہ چلیں کہ ان کی زینت دوسرے لوگوں کو نظر آئے ۔" (۳۶)

لوگوں کی مدد کرنے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم ۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا مقصد اصل میں غریبوں، ضرورت مندوں، محتاجوں کی مدد کرنا ہے کیونکہ اللہ کو خود کسی چیز کی ضرورت نہیں ۔ اس نے معاشرت کا ایک نظام دیا ہے جس میں ایک انسان دوسرے انسان کی مدد کرتا ہے اس کو اللہ نے اپنی راہ میں خرچ کرنا کہا ہے تاکہ مدد کرنے والا دوسرے پر اپنی فوقیت، برتری ظاہر نہ کرے اور لینے والا احساس کمتری محسوس نہ کرے اس طرح اللہ نے انسانی عزت نفس کے احترام کو بھی قائم رکھا ہے اور امیر سے ضرورتمند کی مدد بھی کروادی ہے ۔ ایسا نظام کسی دوسرے قانون یا دین میں نہیں ہے ۔ یہی وہ اصول وضوابط اور طریقہ کار ہیں کہ اسلام کے نظام کو دوسرے نظام پر فوقیت ملتی ہے ۔ اس نظام کے تحت زکواۃ، عشر، خمس، صدقہ، خیرات، حقدار کی مدد وراثت کے قوانین وغیرہ شامل ہیں حضرت ابوبکرؓ نے زکواۃ و عشر نہ دینے والوں کے خلاف تلوار اٹھائی اور ان کی سرکوبی کی اور انھیں زکواۃ و عشر دینے پر مجبور کیا منکرین کو سزائیں دیں ۔

"پوچھتے ہیں اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں، کہو جو کچھ تمہاری ضرورت

سے زیادہ ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے شاید کہ تم دنیا اور آخرت کی فکر کرو۔" (۳۷)

"لوگ پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر اور مسافروں پر خرچ کرو اور تم جو بھی بھلائی کرو گے اللہ اس سے باخبر ہوگا" (۳۸)

فضول خرچی:

شریعت نے اسراف (فضول خرچی) سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ رشتہ داروں کو ان کا حق دو مسکین اور مسافر کو اس کا حق دو، فضول خرچی نہ کرو فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

"نہ اپنے ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ ان کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ تیرا رب جس کے لئے بھلا چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔" (۳۹)

حرام و مردار کھانے پر تعزیر۔

شریعت نے اپنے انبیاء اور کتابوں کے ذریعہ انسانوں کو حلال و حرام کی تمیز دی اور حلال و حرام اشیاء کے بارے میں مکمل علم عطا کر دیا۔ حرام سے اجتناب کا حکم دیا ہے اسی میں انسانی فلاح ہے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے در اصل اس میں انسانی مضرت ہے۔ ان میں انسانوں کے لیے نقصانات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

"لوگو زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے

بتائے ہوئے رستوں پر نہ چلو وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ (۴۰)

"اے ایمان والو اگر تم حقیقت میں اللہ کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ اللہ کا شکر ادا کرو اللہ کی طرف سے پابندی یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ خون اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور ایسی چیز نہ کھاو جس پر اللہ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو ان میں سے کچھ کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔" (۴۱)

"اے ایمان والو! جو پاک چیزیں اللہ نے تمھارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ کو زیادتی کرنے والے ناپسند ہیں جو کچھ حلال اور طیب رزق اللہ نے تمھیں دیا ہے اسے کھاؤ پیو اور اس خدا کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔" (۴۲)

سود۔

اسلام نے سود کو سختی سے منع کیا ہے کیوں کہ یہ سارے معاشی اقتصادی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہے اس سے دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہوجاتی ہے۔ غریب و مجبور اور ضرورت مند انسان اس نظام کے تحت اپنی معاشرت بہتر بنانے کے لیے کسی سے مدد بھی طلب نہیں کرتے اس لیے سودی نظام ان کے لیے رکاوٹ بنتا ہے اس طرح وہ غریب سے غریب تر ہوجاتے ہیں اور جن کے پاس دولت ہوتی ہے وہ سودی نظام کی وجہ سے ناجائز دولت کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور امیر سے امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں سودی نظام کی وجہ سے انسان دوسرے انسان کی مدد، معاونت نہیں کرتے، انسانی ہمدردی ختم ہوجاتی ہے، لالچ و طمع میں اضافہ ہوتا

ہے اس لیے سودی نظام کو منع فرمایا ہے

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جو کچھ تمھارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم واقعی ایمان لائے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمھارے خلاف اعلان جنگ ہے اب بھی توبہ کرلو تو اصل کے تم حقدار ہو نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔" (۴۳)

"اے ایمان والو! یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو امید ہے کہ فلاح پا جاؤ گے اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔" (۴۴)

واحل اللہ البیع و حرم الربوا۔

"اور اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔" (۴۵)

سرگوشیاں۔

شریعت نے سرگوشیوں سے منع فرمایا ہے اس لیے کہ اس سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

لا خیر فی کثیر من نجو اھم الامن امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذالک ابتغا مرضات اللہ فسوف نویتہ اجرا عظیما۔ (۴۶)

"بہت سی سرگوشیاں ایسی ہیں کہ جن میں کوئی بھلائی نہیں ہے البتہ بھلائی یہ ہے کہ کوئی صدقہ کی ترغیب دے یا کسی اور نیک کام کی یا لوگوں کے درمیان اصلاح کی اور جو کوئی اللہ کی رضا حاصل کرنے کو ایسا کرے گا سو اس کو ہم عنقریب اجر عظیم دیں گے۔"

ٹوہ لگانا:۔

شریعت نے دوسروں کی ٹوہ لگانے سے بھی منع کیا ہے اس لیے کہ اس طرح دوسروں کی ذاتی زندگی میں مداخلت ہوتی ہے ۔ انسانی پرائیویسی ختم ہوجاتی ہے ۔

ولا تجسسوا

اور ٹوہ میں مت لگے رہو (۴۷)

دوسروں کے گھر میں بغیر اجازت جانا:۔

قرآن نے باہمی میل جول ایک دوسرے کے گھروں میں جانے کے لیے اصول و ضوابط مقرر کئے ہیں تاکہ مکین کی پرائیویسی میں مداخلت نہ ہوسکے اور قرآن نے واضح الفاظ میں کہا ہے!

لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتیٰ تستانسوا و تسملوا علیٰ اھلھا ۔ (۴۸)

" تم دوسروں کے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو ۔"

فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم ۔

جب تک تمھیں اجازت نہ ملے داخل نہ ہوجاؤ ۔ (۴۹)

تکبر و غرور کرنا زمین پر اکڑ کر چلنا:۔

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک ہے تمام انسان کی مخلوق ہیں اس طرح وہ سب برابر ہیں اسی لیے جو لوگ غرور و تکبر کرتے ہیں اللہ نے ان کو ناپسند فرمایا ہے

اور فرمایا ہے!

"لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر اور نہ زمین پر اکڑ کر چل اللہ کسی خود پسند اور غرور کرنے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال پیدا کرو۔ اپنی آواز پست رکھو۔ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔" (۵۰)

"زمین میں اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ (۵۱)

"تمھارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔ جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل اور خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔" (۵۲)

دوسروں کا مال ہڑپ کرنا:۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مال کی حفاظت کے لیے چوری ڈکیتی رہزنی پر حد نافذ کی ہے اور جو لوگ دھوکہ سے مال ہڑپ کرتے ہیں ان کی مذمت کی ہے۔ ایسے افعال پر تعزیر نافذ ہوگی۔

"اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ لین دین آپس کی رضامندی سے ہونا چاہئے۔ اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقین کرو اللہ تمھارے اوپر مہربان ہے۔ جو شخص ظلم و زیادتی کے ساتھ ایسا کرے گا اس کو ہم ضرور آگ میں جھونکیں گے۔" (۵۳)

ناپ تول۔

ناپ تول میں کمی پر تعزیر ہوگی اس کی اسلام نے مذمت کی ہے۔

پیمانے ٹھیک بھرو اور کسی کو گھاٹا نہ دو صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں

کو ان کی چیزیں کم نہ دو زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ (۵۴)

" اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو، ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بار رکھتے ہیں جتنا وہ برداشت کر سکتا ہے۔" (۵۵)

رشوت۔ اور غصب۔

رشوت اور غصب سے حقدار اپنے حق سے محروم ہو جاتا ہے شریعت نے اس کی مذمت ہے۔

" اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناروا طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان کو اس غرض سے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً یا ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے۔ (۵۶)

گواہی یا حق چھپانا:۔

اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کے قیام کے لیے حق کہنے حق کی گواہی دینے کا حکم دیا ہے جو اس حکم کی نافرمانی کرتا ہے وہ ظلم کرتا ہے اس لیے اس پر تعزیر ہے۔

" اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جو کوئی اسے چھپائے گا اس کا قلب گناہ گار ہوگا۔" (۵۷)

" اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہنے والے بنو اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو چاہے تمھارے یا تمھارے والدین یا تمھارے عزیزوں کے خلاف ہی ہو وہ امیر ہو یا مفلس اللہ بہرحال دونوں سے زیادہ حقدار ہے تو خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو کہ حق سے ہٹ جاؤ اگر تم کجی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے خوب خبردار ہے۔ (۵۸)

عہد۔

شریعت نے وعدوں کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ انسانی اعتماد و یقین کی بنیاد ہے اور معاشی اور اقتصادی نظام کا سارا دارومدار عہد پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وعدوں کے پورا کرنے کا حکم دیا ہے جو عہد پورا نہیں کرتے وہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

"جو بھی اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا وہ اللہ کا محبوب بنے گا کیونکہ پرہیزگار لوگ اللہ کو پسند ہیں۔" (۵۹)

یتیموں کا مال کھانا۔

اللہ تعالیٰ نے یتیموں کا مال کھانے سے منع فرمایا ہے۔

"مال یتیم کے پاس نہ پھٹکو مگر احسن طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائے، عہد کی پابندی کر دے بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔" (۶۰)

دین کے ساتھ مذاق اڑانا۔

اللہ تعالیٰ نے دین کے ساتھ مذاق کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے ادیان کے ساتھ مذاق سے بھی منع فرمایا ہے۔

"اللہ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہاں نہ بیٹھو جب تک کہ لوگ دوسری بات میں نہ لگ جائیں اب اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم بھی ان ہی کی طرح ہو یقین جانو کہ اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں ایک جگہ جمع کرنے والا ہے۔" (۶۱)

بے حیائی اور فحاشی۔

شریعت نے بے حیائی و فحاشی سے منع فرمایا ہے اس لیے کہ بے حیائی کے پھیلنے سے معاشرے میں عزت محفوظ نہیں رہتی اور بدامنی، بدکاری اور فساد پھیلتا ہے۔

"ان سے کہہ دو کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ بے شرمی کی باتوں کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوئی ہوں یا چھپی ہوئی ہوں (۶۲)

افواہ۔

افواہ معاشرے میں بدامنی و بے یقینی کی فضا پیدا کرتی ہے اس لیے افواہ کے پھیلانے اسلام میں منع کیا گیا ہے۔

"کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی بازپرس ہوگی۔" (۶۳)

"اے محمد میرے بندوں سے کہہ دو زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو۔ دراصل شیطان جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسانوں کا کھلا دشمن ہے (۶۴)

مفلسی کے ڈر سے اولاد کا قتل / ضبط اولاد۔

اللہ تعالیٰ سب کا رازق ہے اس نے ہر شے کی زندگی موت اور رزق مقرر کردیا ہے اس لیے بھوک کے خوف سے بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

"زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جسکا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں سونپا جاتا ہے اور سب کچھ اس کے دفتر میں درج ہے۔" (۶۵)

"اللہ جس کو چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے یہ لوگ دنیاوی زندگی میں مگن ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاع قلیل کے سوا کچھ نہیں۔ (٦٦)

"اپنی اولادوں کو ناداری کے اندیشے سے قتل مت کرو" (٦٧)

تفرقہ۔

اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی عصبیت سے منع فرمایا ہے۔ تفرقہ بازی نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ تفرقہ سے قوم میں یکجہتی ختم ہوتی ہے۔ دشمنی و انتقام کی آگ پھیلتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تفرقہ بازی سے منع فرماتے ہوئے انسانی فلاح و بہبود کے لیے محبت و اخوت اور نیکی و بھلائی کی طرف بلانے کا حکم فرمایا ہے۔

"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔"

"کہیں تم لوگ ان کی طرح نہ ہوجانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایت آنے کے بعد پھر اختلاف میں مبتلا ہوئے جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے۔" (٦٨)

بدگوئی۔

"اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔" (٦٩)

دوسرے ادیان کے ساتھ رواداری:۔

اسلام امن پسند اور وضع داری کا دین ہے اور دینی معاملات میں زور و

زبردستی اور جبر سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام نے مذہبی آزادی دی ہے جب تک کہ لوگ فتنہ و فساد پر آمادہ نہ ہوں۔

"اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں ہم نے اس طرح سے تو ہر گروہ کے لئے اس کے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے پھر انہیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ اس وقت ان کو بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔" (۷۰)

فحاشی۔

اسلام نے فحاشی سے منع کیا ہے۔ اس لیے کہ فحاشی سے معاشرے میں بدکاری کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں فحاشی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔" (۷۱)

فضول خرچی۔

اسلام نے فضول خرچی سے منع کیا فرمایا ہے۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا. (۷۲)

"کھاؤ پیو اور فضول خرچی نہ کرو"

والذین اذا انفقوالم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما (۷۳)

"اور جو لوگ خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں ان کا طریقہ ان کے درمیان اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے۔"

لباس۔

لباس کا مقصد جہاں جسم کا حفاظت کرنا ہے وہاں ان انسانی اعضاء کی پردہ پوشی بھی ہے جن کا عیاں ہونا فحاشی کے زمرے میں آتا ہے ایسے لباس کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ جن کے ذریعہ معاشرے میں فحاشی و بے حیائی کا زہر پھیلے۔

"اے اولاد آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمھارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمھارے لئے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔" (۷۴)

"اے بنی آدم ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (۷۵)

لعن، طعن و غیبت۔

لعن طعن اور غیبت سے معاشرے میں ناچاکی، نفرت اور دوشمنی پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے اس منع کیا گیا ہے۔

"ہر اس شخص کے لئے برائی ہے جو لوگوں پر طعن اور برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔" (۷۶)

یتیم اور مسکین کے بارے میں۔

"تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا اور سزا کو جھٹلاتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے مسکین کو کھانا نہیں کھلاتا" (۷۷)

ریاکاری۔

" تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی اشیاء دینے سے گریز کرتے ہیں۔" (۷۸)

چالبازی۔

" جو کوئی عزت چاہتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کو جو چیز پہنچتی ہے وہ پاکیزہ قول ہے اور عمل صالح ہے وہ لوگ بیہودہ چال بازیاں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کا مکر خود ہی غارت ہونے والا ہے۔ (۷۹)

غیر مسلموں سے تعلق۔

مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا ہمدرد اور ہمساز ہرگز نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اللہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے "۔ (۸۰)

" اے ایمان والو اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے۔" (۸۱)

" اے ایمان والو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو۔" (۸۲)

" اے ایمان والو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ" (۸۳)

ماں باپ، پڑوسی، قرابت دار وغیرہ:۔

اللہ تعالیٰ نے بہترین معاشرت کے لیے زندگی کے اصول فراہم کئے ہیں۔

میل جول کے طریقے سکھائے ہیں تاکہ امن و محبت سے لوگ زندگی گزاریں۔

"اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹہراؤ ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ پڑوسی رشتہ داروں اجنبی، ہمسایہ سے پہلو کے ساتھی، مسافر، لونڈی غلام سے جو تمھارے قبضہ میں ہو احسان کا معاملہ رکھو یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے پندار میں مغرور ہو اور بڑائی میں فخر کرے۔" (۸۴)

وہ افعال جن کے ارتکاب پر حد معین ہے مگر کسی وجہ سے (یعنی شرائط پورا نہ ہونے کی وجہ سے) حد نافذ نہ ہوسکے تو تعزیر ہوگی جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

چوری۔

قرآن نے چوری پر حد نافذ کی ہے اگر کسی شرط کی یا کسی شہادت کی کمی کی وجہ سے حد ساقط ہوجائے۔ مگر عدالت باور کرے کہ جرم ہوا ہے تو عدالت تعزیر نافذ کرے گی۔

"اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے" (۸۵)

شرک، چوری، زنا، اولاد کا قتل کرنا، بہتان گڑنا اور نافرمانی کے بارے میں:۔

"اے نبی جب تمھارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گڑھ کر نہ لائیں گی کسی امر معروف میں تمھاری نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لے لو

اور ان کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (۸۶)

شراب، جواء شیطانی عمل ہیں:۔

شراب نوشی پر حد ہے مگر کسی وجہ سے شرط یا شہادت کی کمی سے حد ساقط ہوجائے اور عدالت باور کرے کہ مجرم نے جرم کیا ہے تو تعزیر نافذ ہوگی قرآن نے جواء حرام قرار دیا ہے اس پر بھی تعزیر ہے۔ شراب نوشی پر کسی وجہ سے حد نافذ نہ ہوسکے تو تعزیر ہوگی۔

"اے ایمان والو یہ شراب، جواء، بت، پانسے سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمھیں فلاح نصیب ہوگی۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے پھر کیا تم ان سے باز آنے والے نہیں اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور باز آجاؤ" (۸۷)

زنا۔

اسلامی شریعت نے زنا کو قبیح فعل قرار دیا ہے اس پر سخت سزا کو حد کی صورت میں نافذ کیا ہے اگر کسی وجہ سے حد نافذ نہ ہوسکے اور عدالت یہ باور کرے کہ جرم سرزد ہوا ہے تو اس پر تعزیر نافذ ہوگی۔

زنا کے قریب نہ پھٹکو یہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ ہے۔" (۸۸)

زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں کو سو سو کوڑے مارو ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہو۔ اگر تم

اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے ۔(۸۹)

لواطت۔

زنا کی طرح لواطت بھی گھناؤنا جرم ہے ۔جو غیر فطری ہے بعض فقہا نے اسے حد میں اور بعض نے اسے تعزیر میں شامل کیا ہے ۔فقہا نے اسے زنا کے مثل قرار دیا ہے۔ شیعہ فقہا اسے حد میں شامل کرتے ہیں ۔البتہ اگر کسی وجہ سے حد ساقط ہو تو تعزیر نافذ ہوگی ۔

"اور لوطؑ کو ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا پھر یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسے بے حیا، ہوگئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم بالکل ہی حد سے گزرنے والے ہو ۔(۹۰)

قتل نفس۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کی حرمت کے لیے قصاص و دیات کا قانون نافذ کیا ہے ۔اگر کسی طرح سے قصاص و دیات نافذ نہ ہوسکے تو تعزیر دی جائے گی ۔جو کہ عدالت کی صوابدید پر منحصر ہے۔

انسانی حرمت کے لیے قرآن نے کہاں!

کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ ۔ (۹۱)

قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ جو شخص مظلوم قتل کیا گیا ہو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبہ کا حق

دیا ہے۔ پس چاہے کہ وہ قتل میں حد سے نہ گزرے اس کی مدد کی جائے۔ (۹۲)

تہمت۔

انسانی عزت و شرافت کے تقدس کے لیے ایک دوسرے پر تہمت لگانے کو سختی سے منع کیا ہے اس پر حد کو قائم کیا اگر کسی وجہ سے حد نافذ نہ ہوسکے تو تعزیر نافذ ہوگی۔

" اور جو لوگ پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے برا عذاب ہے " (۹۳)

" اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمتیں لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو خود ہی فاسق ہیں۔" (۹۴)

اشاعت فاحشہ اور بوسہ بازی۔

جو کوئی فواحش کو عام کرے اجنبی عورت سے بوسہ بازی کرے، گالیاں دے تو اسے تعزیر دی جائے گی۔

قیادت۔

قواد یا قوادہ کو قیادت کے ارتکاب پر تعزیر دی جاتی ہے۔ یہ انتہائی ذلیل و پست پیشہ ہے۔ حضورؐ نے قواد یا قوادہ پر لعنت کی ہے۔ اس پر جنت حرام کی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اس جرم کے ثابت ہونے پر تعزیر کے طور پر پچھتر کوڑے مارے جائیں گے۔ دوبارہ مرد جرم کرے تو سر مونڈ دیا جائے گا۔ اور ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا۔ مجرم عورت کو صرف پچھتر کوڑے مارے جائیں سر نہ مونڈا جائے گا اور نہ تشہیر کی جائے گی اور نہ جلاوطن کیا جائے گا۔

مردے سے زنا اور لواطت یا کفن چوری پر سزا۔

مردہ انسان سے زنا یا لواطت انتہائی شرمناک، قبیح اور مکروہ فعل ہے جو کہ جاہل و وحشی معاشرے میں دشمن سے انتقامی طور پر کیا جاتا تھا اس پر سخت سزا ہے۔ الشیخ الحر العاملی نے اپنی کتاب وسائل الشیعتہ کتاب الحدود میں عبداللہ بن محمد جعفر سے روایت نقل کی ہے کہ!

امام محمد باقرؑ سے ایک شخص نے سوال کیا۔" جو شخص قبر کھود کر عورت کا کفن چوری کرے اور اس سے زنا کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ امام محمد باقرؑ نے فرمایا! مردے کے کفن چوری پر قطع ید ہوگا۔ زنا کے جرم پر حد جاری ہوگی۔ محصن ہے سنگسار کیا جائے گا۔ محصن نہیں ہے تو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔

استمناء یا جلق لگانا۔

کم عمر بچے یا نوجوان ذہنی عوارض اور جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے جلق لگانے (اصطلاح عام میں جسے ہینڈ پریکٹس کا نام دیا جاتا ہے۔) کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کے نتائج نوجوان نسل کی صحت اور مستقبل پر تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے اس پر بھی تعزیر دی جائے گی اور اس کی شادی کا بندوبست بیت المال سے کیا جائے گا۔

مساحقہ یا چپٹی کرنا۔

مساحقہ یعنی دو یا زیادہ عورتیں شہوت اور جنسی تسکین کے لیے ہم جنسی (چپٹی) کا شکار ہوتی ہیں۔ انھیں تعزیر دی جائے گی۔ بعض فقہا کے مطابق حد میں شامل کیا گیا ہے۔ بعض نے اسے تعزیر میں شامل کیا ہے البتہ مشہور ہے کہ تعزیر ہوگی۔

شراب کی فروخت۔

اگر کوئی شراب کی حرمت سے واقف ہو اس کو کسی صورت میں حلال نہ جانتا ہو اور پھر بھی شراب فروخت کرے اسے تعزیر دی جائے گی۔

حرام چیزوں کا کھانا۔

حرام چیزوں کے کھانے اور پینے پر جیسے خون، مرا ہوا جانور، سور کا گوشت کھائے تو تعزیر ہو گی۔

باغی اور زمین پر فساد کرنے والے۔

معاشرے میں امن و امان اور اسلامی ریاست کے استحکام کے لیے قرآن فساد پھیلانے اور بغاوت سے منع فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن نے کہا!

"پس جبکہ ان کو نجات دیتا ہے تو وہ زمین پر ناحق فساد ڈالنا شروع کرتے ہیں۔" (۹۵)

"اگر اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر روزی کشادہ کر دیتا تو یہ زمین میں فساد ڈال دیتے۔" (۹۶)

"پس اگر ایک جماعت دوسری جماعت پر خروج کرے تو اس سے مقابلہ کرو جس نے خروج کیا ہے۔" (۹۷)

"پس اگر اللہ کی طرف رجوع کریں تمھاری اطاعت اختیار کر لیں تو پھر تم ان کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کرو اور انصاف کرو۔" (۹۸)

اللہ و رسولؐ سے جنگ، فتنہ و فساد برپا کرنا۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد

پھیلاتے میں لگے رہتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا
سولی دئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا
وہ ملک سے نکال دئے جائیں ۔(۹۹)

مندرجہ بالا احکامات وہ احکامات ہیں کہ جن کے کرنے یا نہ کرنے پر تعزیر ہے جبکہ آخری احکامات مثلاً چوری، زنا، شراب نوشی، قذف (تہمت)، لواطت، قتل نفس، ارتداد پر حد معین ہے مگر کسی شرط کے پورے نہ ہونے یا کسی بھی وجہ سے حد ساقط ہوجائے اگرچہ جرم ثابت ہو تو مجرم کو تعزیر ماری جائے گی ۔ اس کے علاوہ دیگر معمولی جرائم مثلاً گالی گلوچ، بوسہ بازی، وہ فعل کہ جو بے حیائی کا باعث ہو فساد اخلاق، مرد کا چوپایہ کے ساتھ غیر فطری عمل، جھوٹی شہادت یا کوئی دوسرا فعل جس سے دوسرے فرد کو جانی، مالی، اخلاقی نقصان ہو یا بے عزتی ہو یا اخلاقی جرائم کا ارتکاب کرنا، ملک کو نقصان پہچانا، جماعت کو نقصان دینا، دوسرے کے حق کو نقصان دینا، راستہ روکنا یا رکاوٹ کھڑی کرنا وغیرہ پر تعزیر قائم ہوگی جو کہ قاضی، حاکم، امام اپنی صوابدید پر شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قائم کرے گا کہ معاشرے میں حقوق کا تحفظ حاصل ہو ۔ عدل و انصاف قائم ہو انسانی جان، مال، عزت محفوظ ہو امن و امان کے ساتھ افراد زندگی گزار سکیں تا کہ ایک مثالی معاشرہ قائم ہوسکے ۔

حصہ سوم

امتناع منشیات (نفاذ حد) کا فرمان ۱۹۷۹ء

ہرگاہ کہ امتناع منشیات سے متعلق موجودہ قانون کی ترمیم کرکے اسے قرآن پاک اور سنت میں تعین کردہ اسلامی احکام کے مطابق بنایا جانا ضروری ہے۔ لہذا اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے تحت بامطالعہ قوانین (تسلسل نفاذ) کا فرمان (1977 چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کا فرمان نمبر ۱ بابت 1977) کے بموجب اور ان تمام اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے جو اس سلسلہ میں انھیں حاصل ہیں، صدر اور چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر، بخوشی مندرجہ ذیل فرمان جاری اور نافذ کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔

دفعہ نمبر ۱:۔ مختصر عنوان، وسعت اور آغاز:۔

۱۔ اس فرمان کو امتناع منشیات (نفاذ حد) کا فرمان بابت ۱۹۷۹ء کہا جائے گا۔

۲۔ یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔

۳۔ اس کا نفاذ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ یعنی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲:۔ تعریفات:۔

سوائے اس کے کہ مضمون یا سیاق و سباق میں کوئی امر اس کے متضاد ہو اس فرمان میں:

(الف) "بالغ" سے مراد ایسا شخص ہے جس کی عمر ۱۸ سال کی ہو چکی ہو یا بلوغ کو پہنچ چکا ہو۔

(ب) "مجاز میڈیکل افسر" سے مراد ایسا میڈیکل افسر ہے، خواہ اسے کوئی بھی لقب دیا گیا ہو، جسے صوبائی حکومت کی طرف سے اختیار دیا گیا ہو۔

(ج) بوتل میں ڈالنا یا بوتل میں بھرنا سے مراد نشہ آور مشروب کو کسی کنستر یا دیگر برتن سے بوتل، مرتبان، صراحی، برتن یا اسی طرح کے کسی اور ظرف میں برائے فروخت منتقل کرنا ہے، چاہے تیاری کا کوئی طریقہ زیر عمل لایا گیا ہو یا نہ اور اس میں دوبارہ بوتل بھرنا بھی شامل ہے۔

(د) خریدنا یا خریداری میں تحفہ کے طور پر یا کسی دیگر صورت سے حصول شامل ہے۔

(ہ) کلکٹر سے مراد کوئی ایسا شخص ہے جسے فرمان ہذا کے تحت کلکٹر کے تمام یا کوئی اختیارات استعمال کرنے یا فرائض سرانجام دینے کے لیے تعینات کیا گیا ہو۔

(و) حد سے مراد وہ سزا ہے جس کا قرآن کریم یا سنت سے حکم نافذ کیا گیا ہو۔

(ز) منشیات سے مراد وہ شے ہے جس کی جدول میں تصریح کی گئی ہے اور اس میں نشہ آور شراب اور دوسری شے یا کوئی ایسا مادہ شامل ہوگا جس کا صوبائی حکومت سرکاری گزٹ میں اشتہار کے ذریعہ اس فرمان کے مقاصد کے لیے منشی ہونے کا اعلان کرے۔

(ح) **نشہ آور محلول**:۔ نشہ آور مشروب میں تاڑی، روح شراب، انگوری شراب، جو کی شراب اور تمام ایسے رقیق شامل ہیں جو الکحل پر مشتمل ہوں یا جن میں ایسی الکحل موجود ہو، جس کو بالعموم نشہ کے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہو۔ لیکن اس میں جامد منشیات شامل نہیں چاہے انھیں رقیق کردیا گیا ہو۔

(ط) تیار کرنا:۔ تیاری میں ہر وہ طریقہ خواہ، قدرتی یا مصنوعی ہو جس سے کوئی نشہ آور شے بنائی یا تیار یا مخلوط کی جاتی ہو اور کشید نو بھی اور نشہ آور سیال کو صاف کرنے کا ہر طریقہ شامل ہے۔

(ی) مقام میں کوئی گھر، سائبان، احاطہ، عمارت، دکان، خیمہ، گاڑی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز شامل ہیں۔

(ک) **امتناعی افسر**:۔ افسر امتناع سے مراد کلکٹر یا کوئی ایسا افسر ہے جسے دفعہ (۲۱) کے تحت تعینات کیا گیا ہو یا اختیارات تفویض کیے گئے ہوں۔

(ل) جائے عام سے مراد کوئی گلی، سڑک، شارع عام، پارک، باغ یا ایسی دیگر جگہ ہے جہاں عوام آزادی سے جاسکتے ہوں اور اس میں ہوٹل، ریسٹورنٹ، سرائے طعام خانہ اور کلب شامل ہیں لیکن اس میں ہوٹل کا رہائشی کمرہ، جو کسی شخص کے تصرف میں ہو، شامل نہیں ہے۔

(م) تقطیر مکرر میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جس سے نشہ آور شرابوں کو کسی اور شے کی آمیزش سے صاف کیا جائے، رنگین بنایا جائے یا ذائقہ دار بنایا جائے۔

(ن) فروخت یا فروختگی میں بطور تحفہ یا کسی اور صورت سے منتقلی شامل ہے۔

(س) تعزیر سے مراد حد کے علاوہ کوئی سزا ہے، اور

(ع) نقل و حمل سے مراد ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا ہے۔

امتناع اور سزائیں

دفعہ نمبر ۳:۔ منشیات کی تیاری وغیرہ کی ممانعت:۔

جو کوئی:

(الف) کسی منشی شے کی درآمد، برآمد، نقل و حمل، تیاری یا کوئی عمل کاری کرتا ہو، یا

(ب) کسی منشی شے کو بوتلوں میں بھرتا ہو، یا

(ج) کسی منشی شے کو فروخت یا پیش کرتا ہو، یا

(د) مذکورہ افعال میں سے کسی کی، اپنی ملکیتی یا فی الوقت مقبوضہ عمارت میں اجازت دیتا ہو۔ اسے ایسی مدت کے لیے کسی ایک قسم کی سزائے قید دی جائے گی جو ۵ سال تک ہو سکتی ہے اور کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے تجاوز نہ کرے اور وہ مستوجب جرمانہ بھی ہوگا۔

(i) افیون یا کوکا کے پتے یا افیون یا کوکا سے تیار کردہ اشیاء درآمد، برآمد، نقل و حمل تیاری یا ان کا کاروبار کرتا ہو، یا

(ii) افیون یا کوکا کے پتے یا افیون یا کوکا سے تیار کردہ اشیاء درآمد، برآمد کرنے نقل و حمل کرنے یا تیار کرنے یا ان کا کاروبار کرنے کے لئے سرمایہ کاری کرتا ہے تو اسے عمر قید کی سزا دی جاسکے گی یا ایسی قید کی سزا جو دو سال سے کم نہ ہوگی اور کوڑوں کی سزا جو تیس کوڑوں سے زائد نہ ہوگی اور وہ سزا بے جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

دفعہ نمبر ۴:۔ منشیات کی ملکیت یا قابض ہونا:۔

جو کوئی کسی نشہ آور شے کو اپنی ملکیت یا قبضے یا تحویل میں رکھے گا۔ اسے دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی ایسی مدت کی سزا دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے تجاوز نہ کرے اور مستوجب جرمانہ بھی ہوگا۔ بشرطیہ کہ دفعہ ہذا میں درج کسی امر کا اطلاق کسی غیر ملکی غیر مسلم پر یا غیر مسلم پاکستانی شہری پر نہیں ہوگا جو اپنے مذہب کی رو سے مقرر کردہ رسم کے موقع پر یا اس کے قریب اپنی تحویل میں معقول مقدار میں نشہ آور شراب رکھتا ہے تاکہ اسے ایسی رسم کے حصہ کے طور پر استعمال کرسکے۔

دفعہ نمبر ۵:۔ دفعہ (۳) یا دفعہ (۴) کا اطلاق بعض افعال پر نہیں ہوگا:۔

دفعہ (۳) یا دفعہ (۴) میں درج کسی امر کا اطلاق کسی ایسے فعل پر نہیں ہوگا جو اس فرمان کے احکام یا ان کے تحت جاری کردہ کسی قاعدہ کی شرائط سرکاری اعلان حکم یا لائسنس کے تحت یا مطابق کیا گیا ہو۔

دفعہ نمبر ۶:۔ شراب نوشی:۔

جو کوئی دانستہ طور پر اور بغیر اکراہ یا اضطرار کے کسی نشہ آور شے کو کسی طریقہ سے، خواہ کیسا ہو، استعمال کرے گا، خواہ ایسا استعمال نشہ پیدا کرے یا نہ کرے، وہ شراب نوشی کا مجرم قرار پائے گا۔

وضاحت: دفعہ ہذا میں:

(الف) اکراہ: سے مراد کسی شخص کو اس کی یا کسی دیگر شخص کی ذات، مال یا عزت کو ضرر پہنچانے کا خوف دلانا ہے، اور

(ب) اضطرار: اضطرار سے مراد ایسی صورت ہے جس میں کسی شخص کو سخت

بھوک یا پیاس یا شدید علالت کی بناء پر موت کا خدشہ ہو۔

دفعہ نمبر ۷:۔ شراب نوشی کی دو اقسام:۔

شراب نوشی یا تو شراب نوشی مستوجب " حد " ہوگی یا شراب نوشی مستوجب " تعزیر " ہو سکتی ہے۔

دفعہ نمبر ۸:۔ شراب نوشی مستوجب حد:۔

کوئی شخص، جو بالغ مسلمان ہو نشہ آور شراب منھ سے پیئے گا، وہ شرابنوشی مستوجب حد کا مجرم قرار پائے گا اور اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کی تعداد اسی (۸۰) کوڑے ہوگی۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس سزا کی تعمیل اس وقت تک نہ کی جائے گی جب تک اس کی توثیق اس عدالت سے نہیں ہوجاتی جس میں سزا کے حکم کے خلاف اپیل رجوع ہو سکتی ہو اور جب تک سزا کی توثیق اور تعمیل نہیں ہوجاتی اس وقت تک سزایاب ہے، مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں) کے احکام بابت منظوری ضمانت یا معطلی سزا کے تابع، اسی طرح سلوک کیا جائے گا گویا اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

دفعہ نمبر ۹:۔ مستوجب حد شراب نوشی کا ثبوت۔

مستوجب حد شراب نوشی کا ثبوت درج ذیل صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں ہوگا، یعنی

(الف) ملزم کسی مجاز عدالت کے روبرو شراب نوشی مستوجب حد کے ارتکاب کا اعتراف کر لیتا ہے یا

(ب) کم از کم دو بالغ مسلمان مرد گواہان جن کے متعلق عدالت کو، ان کے تزکیہ الشہود کی بناء پر پورا اطمینان ہو کہ وہ صادق القول ہیں اور کبائر سے اجتناب کرنے والے ہیں، ملزم کے شراب نوشی مستوجب حد کے جرم کے مرتکب ہونے کی گواہی

دیں۔ دفعہ ہذا میں تزکیہ الشہود سے مراد وہ طریقہ تحقیق ہے جو عدالت نے کسی گواہ کے قابل اعتبار ہونے کی نسبت اپنی تسلی کرنے کے لیے اختیار کیا ہو۔

دفعہ نمبر ۱۰:۔ وہ صورتیں جن میں حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا۔

۱۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا، یعنی؛

(الف) جب شراب نوشی صرف سزایاب مجرم کے اقرار سے ثابت ہو، لیکن حد پر عمل درآمد سے پیشتر وہ اقرار جرم سے منحرف ہوجائے؛ اور

(ب) جب شہادتوں سے شراب نوشی ثابت ہو لیکن حد پر عملدرآمد سے قبل کوئی گواہ شہادہ سے منحرف ہوجائے اور اس طرح گواہوں کی تعداد دو سے کم ہوجائے۔

۲۔ (۱) متذکرہ صورت میں عدالت مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں) کے مطابق مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم دے سکتی ہے۔

دفعہ نمبر ۱۱:۔ شراب نوشی مستوجب تعزیر:۔

جو کوئی:

(الف) مسلمان ہونے کی صورت میں، ایسی شراب نوشی کا مجرم ہو، جو دفعہ (۸) کے تحت مستوجب حد نہ ہو یا جس کے لیے دفعہ (۹) میں درج شدہ صورتوں میں سے کسی صورت میں، ثبوت مہیا نہ ہوسکے اور عدالت کی تسلی ہوگئی ہو کہ ریکارڈ میں موجود شہادت سے جرم ثابت ہوچکا ہے۔

(ب) غیر مسلم پاکستانی شہری ہونے کی صورت میں شراب نوشی کا مرتکب ہوا ہو ماسوائے ان رسوم کے حصہ کے طور پر جو اس کے مذہب سے مقرر ہوئی ہوں۔

(ج) ایسا غیر مسلم ہو جو پاکستان کا شہری نہ ہو، کسی جائے عام پر شراب نوشی کا مرتکب ہو، مستوجب تعزیر ہوگا اور اسے کسی ایک کی ایسی مدت کی سزائے قید دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے یا کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے تجاوز نہ کرے یا دونوں سزائیں۔

دفعہ نمبر ۱۲:۔ دفعہ (۸) یا دفعہ (۱۱) کی خلاف ورزی کے شبہ پر گرفتاری:۔

۱۔ کوئی پولیس افسر کسی شخص کو اس شبہ کی بناء پر نہ روکے گا نہ گرفتار کرے گا کہ اس نے دفعہ (۸) یا دفعہ (۱۱) کی خلاف ورزی کرکے کوئی نشہ آور شے استعمال کی ہے، سوائے اس کے کہ اس نے اس شخص کو مجاز میڈیکل افسر کے پاس معائنہ کیلیے اپنے ہمراہ چلنے کے لیے کہا ہو اور اس شخص نے، یا تو اس کے ہمراہ جانے سے انکار کر دیا ہو یا ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد تصدیق کر دی ہو کہ اس نے کوئی نشہ آور شے استعمال کی ہے۔

۲۔ جو کوئی (۱) کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا اسے ایسی مدت تک سزائے قید دی جاسکے گی جو چھ ماہ تک ہو سکتی ہے یا سزائے جرمانہ جو پانچ سو روپے تک ہو سکتی ہے یا دونوں سزائیں۔

دفعہ نمبر ۱۳:۔ تکلیف دہ تاخیر کے لیے سزا:۔

فرمان ہذا کے تحت اختیارات استعمال کرنے والا کوئی افسر یا شخص جو تکلیف دہ کے لیے اور بلا وجہ فرمان ہذا کے تحت گرفتار کردہ کسی شخص کو، یا قبضہ میں لی گئی کسی شے کو، افسر امتناع کے پاس بھیجنے میں تاخیر کرے گا، اسے سزائے جرمانہ دی جاسکے گی جو ایک ہزار روپے تک ہو سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۱۴:۔ قابل ضبطی اشیاء:۔

کسی ایسی صورت میں جب فرمان ہذا کے تحت کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہو، وہ نشہ آور شے، آلہ کشید برتن آلہ یا سازو سامان، جن کی بابت یا جن کے ذریعہ ایسے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو، بمعہ ان ظروف، پیٹیوں، بنڈلوں، جانوروں، جہازوں، چھکڑوں یا دیگر گاڑیوں کے قابل ضبطی ہوں گے جو انھیں رکھنے یا لے

جانے کے لیے استعمال کیے گئے ہوں۔

دفعہ نمبر ۱۵:۔ ضبطی کے حکم کا طریقہ کار:۔

۱۔ کسی مقدمہ میں جب کوئی ایسی چیز ہو جو فرمان ہذا کے تحت قابل ضبطی ہو تو مقدمہ کا فیصلہ کرنے والی عدالت، الزام علیہ شخص کی بریت کے باوصف، ایسی ضبطی کا حکم دینے کی مجاز ہوگی۔

۲۔ جب فرمان ہذا کے تحت کوئی جرم سرزد ہوا ہو، لیکن مجرم کے بارے میں علم نہ ہو یا وہ ہاتھ نہ لگ سکے یا کوئی ایسی چیز جو حکم ہذا کے تحت قابل ضبطی ہو اور کسی کے قبضہ میں نہ ہو اور اس کے متعلق کوئی تسلی بخش وجہ معلوم نہ ہو سکے تو ایسے مقدمہ کی تحقیقات اور فیصلہ، کلکٹر یا ضلع کا انچارج کلکٹر یا دیگر افسر امتناع یا کوئی دیگر افسر، جسے صوبائی حکومت نے اس بارے میں مجاز کیا ہو، کرے گا، جو ایسی ضبطی کا حکم دینے کا مجاز ہوگا۔ بشرطیکہ کوئی ایسا حکم نہیں دیا جائے گا جب تک وہ اشیاء جن کو ضبط کرنا مقصود ہو، کی برآمدگی کی تاریخ سے پندرہ یوم نہ گزر جائیں یا ایسے اشخاص کو، اگر کوئی ہوں، جو ان پر کسی حق کے دعویدار ہوں اور شہادت، اگر کوئی ہو، جو وہ اپنے دعوے کے حق میں پیش کریں، سماعت نہ کر لیا جائے۔

دفعہ نمبر ۱۶:۔ قابل دست اندازی جرائم:۔

۱۔ مندرجہ ذیل جرائم قابل دست اندازی ہوں گے، یعنی؛

(الف) ایسا جرم جو دفعہ (۳) کے تحت قابل سزا ہو اور

(ب) ایسا جرم جو دفعہ (۴)، دفعہ (۸) یا دفعہ (۱۱) کے تحت قابل سزا ہو، اگر کسی جائے عام پر اس کا ارتکاب کیا گیا ہو۔

۲۔ کوئی عدالت ایسے جرم کی سماعت نہیں کرے گی جو مندرجہ ذیل کے تحت قابل سزا ہو۔

(الف) دفعہ (۱۲) یا دفعہ (۱۳) ماسوائے اس شخص کی طرف سے کیے گئے استغاثہ پر

جس کی نسبت جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو؛ اور

(ب) دفعہ (۲۰) ماسوائے اس استغاثہ کے جو افسر امتناع کرے یا اس کے حکم پر کیا گیا ہو۔

ادویاتی یا دیگر مماثل مقاصد کے لیے لائسنس

دفعہ نمبر ۱۷:۔ حقیقی ادویاتی یا دیگر مقاصد کے لیے لائسنس:۔

صوبائی حکومت یا صوبائی حکومت کی نگرانی کے تابع، کلکٹر کسی شخص کو، کسی ادارہ کے لیے، خواہ وہ حکومت کی زیر نگرانی ہو یا نہ ہو، لائسنس جاری کرنے کا مجاز ہوگا؛

(الف) کسی منشی یا نشہ آور شراب کی حامل شے کی تیاری، درآمد، نقل و حمل، فروخت یا تصرف میں اس بناء پر رکھنے کے لیے، کہ ایسی منشی یا شے کی، ایسے شخص کو، ایسے ادارے کے لیے کسی حقیقی اور ادویاتی، سائنسی، صنعتی یا اسی طرح کے مقصد کے لیے یا کسی غیر مسلم پاکستانی شہری کے کسی مذہبی رسم کے حصہ کے طور پر استعمال کے لیے، یا غیر مسلم غیر ملکی کے لیے ضرورت ہے۔ یا

(ب) کسی منشی یا ایسی شے، جس میں نشہ آور شراب شامل ہو، کی برآمد کے لیے۔

دفعہ نمبر ۱۸:۔ لائسنس کی صورتیں و شرائط:۔

ہر وہ لائسنس جو فرمان ہذا کے تحت جاری کیا جائے گا۔

(الف) ایسی فیس، اگر کوئی ہو، کی ادائے گی پر، ایسی مدت کے لیے اور ایسی شرط پر عطا کیا جائے گا؛ اور

(ب) ایسے فارم میں ہوگا اور ایسے کوائف کا حامل ہوگا۔ جو صوبائی حکومت معمولاً یا کسی خاص معاملہ میں ہدایت کرے۔

لائسنسدار شراب کو فروخت یا تحفہ کے طور پر یا کسی دوسرے طریقہ سے منتقل نہیں کرے گا۔ پڑتال پر افسر امتناع کو اپنا لائسنس دکھائے گا وغیرہ۔

دفعہ نمبر ۱۹:۔ لائسنس منسوخ یا معطل کرنے کا اختیار:۔

۱۔ کلکٹر مجاز ہوگا کہ کسی لائسنس کو منسوخ یا معطل کرے ؛

(الف) اگر لائسنسدار کی طرف سے قابل ادائیگی کوئی فیس باضابطہ طور پر ادا نہ کی جائے ؛ یا

(ب) لائسنسدار یا اس کے ملازم یا کوئی شخص جو اس کی صریحی یا معنوی اجازت سے اس کی طرف سے کام کر رہا ہو ، سے لائسنس کی شرائط میں سے کسی کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں۔

۲۔ کلکٹر پر لازم ہوگا کہ لائسنس منسوخ کر دے ؛ اگر

(الف) لائسنسدار فرمان ہذا کے تحت کسی جرم میں سزا یاب ہوا ہو ؛ یا

(ب) جس مقصد کے لیے لائسنس عطا کیا گیا ہو ، وہ باقی نہ رہے۔

۳۔ جیسے ہی اور جب کوئی لائسنس ضمن (۱) یا ضمن (۲) کے تحت منسوخ کیا جائے تو لائسنسدار کو لازم ہوگا کہ فوری طور پر کلکٹر کے پاس نشہ آور شارب یا اشیاء جس میں ایسی شراب شامل ہو ، کے ذخیرہ کا جو اس کی تحویل میں ہو ، اظہار کرے اور وہ ذخیرہ ایسے مجاز شخص کے حوالہ کرے جس کی کلکٹر تصریح کرے۔

دفعہ نمبر ۲۰:۔ لائسنس کی شرائط کی خلاف ورزی کے لیے سزا۔

کسی لائسنسدار یا اس کے ملازم یا کوئی شخص ، جو اس کی صریحی یا معنوی اجازت سے اس کی طرف سے کام کر رہا ہو ، کی طرف سے لائسنس کی شرائط میں سے ، کسی کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں ، ایسا لائسنسدار لائسنس کی منسوخی یا معطلی کے علاوہ دیگر سزا ، جس کا وہ فرمان ہذا کے تحت مستوجب ہو ، ایسی مدت کی کسی ایک طرح کی سزا کا مستوجب ہوگا جو ایک سال تک ہو سکتی ہے اور سزائے جرمانہ بھی ، تاوقتیکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ اس نے مذکورہ خلاف ورزی سے بچنے کے لیے حتی الامکان کوشش کی تھی اور کوئی شخص جو کوئی ایسی

خلاف ورزی کرے گا، خواہ وہ لائسنسدار کی اجازت سے یا بلا اجازت کے ایسا فعل کرے، اسی سزا کا مستوجب ہوگا۔

عملہ اور نگرانی

دفعہ نمبر ۲۱:۔ افسران کا تقرر:۔

صوبائی حکومت مجاز ہوگی کہ، وقتاً فوقتاً سرکاری گزٹ میں اعلان کرکے؛

(الف) کسی علاقہ میں، جس کی تصریح اعلان میں کی گئی ہو، ایک ایسا افسر مقرر کرے جو فرمان ہذا کے تحت کلکٹر کے تمام اختیارات استعمال کرے اور اس علاقہ میں فرمان ہذا کے احکام انصرام کی نگرانی کرے۔

(ب) ایسے مناسب، اختیارات اور فرائض کے حامل افسر مقرر کرے جو کہ صوبائی حکومت، کلکٹر یا دیگر افسر امتناع کی معاونت کے لیے مناسب سمجھے۔

(ج) کسی افسر امتناع کو، فرمان ہذا کے تحت، اپنے تمام یا جزوی اختیارات تفویض کرے۔

افسران کے اختیارات

فرائض اور طریقہ کار

دفعہ نمبر۲۲:۔ تلاشی کے وارنٹوں کا اجراء:۔

ا۔ اگر کسی کلکٹر، افسر امتناع یا مجسٹریٹ کو، اطلاع ملنے پر اور ایسی تحقیقات کے بعد، جو وہ ضروری سمجھے، یہ باور کرنے کی وجوہات ہوں کہ دفعہ (۳)، دفعہ (۴)، دفعہ (۸) یا دفعہ (۱۱) کے تحت کسی جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو وہ مجاز ہوگا کہ کسی نشہ آور شے، خام مال، آلہ کشید، برتن، آلات یا دیگر سامان جن کی نسبت مظہرہ جرم کا ارتکاب ہوا ہو، کی تلاشی کے لیے وارنٹ جاری کرے۔

کوئی شخص، جسے ایسے وارنٹ کی تعمیل کا کام تفویض کیا گیا ہو، کسی شخص کو روک سکتا ہے اور تلاشی لے سکتا ہے اور اگر وہ مناسب سمجھے، لیکن دفعہ (۲) کی ضمن (۱) کے احکامات کے تابع، کسی شخص کو گرفتار کر سکتا ہے، جو تلاشی لینے والی جگہ میں موجود ہو، اگر اس کے پاس یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ ایسا شخص دفعہ (۳) دفعہ (۴)، دفعہ (۸) دفعہ (۱۱) کے تحت کسی جرم کا مجرم ہے۔

دفعہ نمبر۲۳:۔ امتناعی افسر کے اختیارات:۔

فرمان ہذا کے، قبل احکام سے اسے عطا شدہ اختیارات کے علاوہ، افسر امتناع کو کسی تھانہ کے افسر انچارج کو تفویض شدہ وہ تمام اختیارات حاصل ہوں گے جب کہ وہ کسی قابل دست اندازی جرم کی تفتیش کر رہا ہو۔

دفعہ نمبر ۲۴:۔ سابقہ سزایابی کے بعد بعض جرائم کی اضافہ شدہ سزا:۔

جو کوئی کسی عدالت سے اس فرمان کے تحت قابل سزا جرم میں سزایاب ہونے کے بعد اسی جرم کا مرتکب ہوگا، اسے اس جرم کے لیے مقرر کردہ سزا کے علاوہ، ہر بعد کے ایسے جرم میں اتنی ہی مزید سزائے قید دی جائے گی، جو جرم کے لیے مقرر کی گئی ہو۔

دفعہ نمبر ۲۵:۔ فرمان ہذا کے تحت قابل سزا جرم کے ارتکاب کے اقدام کی سزا:۔

جو کوئی کسی ایسے جرم کے ارتکاب کا اقدام کرے گا جو اس فرمان کے تحت قابل سزا ہے یا ایسے جرم کے ارتکاب کا موجب بننے کا اقدام کرے گا اور اس اقدام میں جرم کے ارتکاب کی نسبت کوئی فعل سرزد کرے گا تو اسے دفعہ (۸) کے تحت قابل سزا جرم کی صورت میں، ایسی مدت کے لیے قید بامشقت دی جائے گی جو دوسال تک ہو سکتی ہے اور دیگر صورتوں میں ایسی مدت تک کی قید، جس کی معیاد، ایسے جرم کے لیے طویل ترین مقرر کردہ معیاد کے نصف تک ہو سکتی ہے یا ایسی سزائے تازیانہ یا جو اس جرم کے لیے مقرر ہو یا ان میں سے کوئی دو یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

دفعہ نمبر ۲۶:۔ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کے بعض احکام کا اطلاق:۔

ا۔ سوائے اس کے کہ فرمان ہذا میں صریحی طور پر اس کے برعکس قرار دیا گیا ہو، تعزیرات پاکستان (۱۸۶۰ء کا پنتالیسواں قانون) کے باب دوم کی دفعات (۳۴) تا (۳۸)، باب سوم کی دفعات (۶۳) تا (۷۲) اور ابواب پنجم اور پنجم الف کے احکام

کا فرمان ہذا کے تحت جرائم پر مناسب تبدیلی سے اطلاق ہو گا۔

۲۔ جو کوئی فرمان ہذا کے تحت کسی جرم مستوجب حد میں اعانت کا مجرم ہو، وہ اس جرم کی تعزیر کے طور پر مقرر کردہ سزا کا مستوجب ہو گا۔

دفعہ نمبر ۲۷:۔ ضابطہ فوجداری

(1898 کا پانچواں قانون) کا اطلاق:۔

سوائے اس کے فرمان ہذا میں صریحی طور پر برعکس کو قرار دیا گیا ہو، مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں قانون) جس کا بعد میں مذکورہ مجموعے کے طور پر حوالہ دیا گیا ہے، کے احکام کا، مناسب تبدیلی کے ساتھ، فرمان ہذا کے تحت مقدمات کی نسبت اطلاق ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو کہ مجرم کسی اور قانون کے تحت کسی جرم کا مرتکب ہوا ہے تو، اگر عدالت کو اس جرم کی سماعت کرنے اور اس کی سزا دینے کا اختیار حاصل ہو تو اسے مجرم قرار دیا جا سکتا ہے اور اس جرم کے لیے سزا دی جا سکتی ہے۔

مزید شرط یہ ہے کہ جو جرم دفعہ (۸) کے تحت قابل سزا ہو اس کی سماعت عدالت سیشن کرے گی نہ کہ ایسا مجسٹریٹ جسے مذکورہ مجموعہ کی دفعہ (۳۰) کے تحت بااختیار کیا گیا ہو اور اس دفعہ کے تحت حکم کی اپیل وفاقی شریعت عدالت کو رجوع ہو گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ فرمان ہذا کے تحت سیشن عدالت کی طرف سے مقدمہ کی سماعت بالعموم اس تحصیل کے صدر مقام پر، جہاں پر جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو، کی جائے گی۔

۲۔ مذکورہ مجموعے کے احکام بابت توثیق سزائے موت، مناسب تبدیلی کے ساتھ، فرمان ہذا کے تحت دی گئی سزا کی توثیق پر اطلاق پذیر ہوں گے۔

۳۔ مذکورہ مجموعہ کی دفعہ (۳۹۱) کی ضمنی دفعہ (۳) یا دفعہ (۳۹۳) کے احکام، فرمان ہذا کے تحت دی گئی کوڑوں کی سزا کی نسبت اطلاق پذیر نہیں ہوں گے۔

۴۔ مذکورہ مجموعہ کے باب (۲۹) کے احکام دفعہ (۸) کے تحت دی گئی سزا پر اطلاق پذیر نہیں ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۲۸:۔ قانونی ذمہ داری سے برأت

فرمان ہذا یا اس کے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت نیک نیتی سے کیے گئے کسی امر کی نسبت، کسی صوبائی حکومت، پولیس افسر، کسی افسر امتناع یا دیگر افسر کے خلاف کوئی مقدمہ، استغاثہ یا دیگر قانونی کاروائی نہیں کی جاسکے گی۔

دفعہ نمبر ۲۹:۔ فرمان دوسرے قوانین پر غالب ہوگا:۔

فرمان ہذا، فی الوقت نافذالعمل کسی دیگر قانون میں کسی امر کے باوجود مؤثر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۳۰:۔ عدالت کا افسر صدارت کنندہ مسلمان ہوگا:۔

اس عدالت کا افسر صدارت کنندہ جو اس فرمان کے تحت کسی مقدمہ یا اپیل کی سماعت کرے، مسلمان ہوگا۔ بشرطیکہ اگر ملزم غیر مسلم ہے تو افسر صدارت کنندہ غیر مسلم ہوسکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۳۱:۔ قواعد بنانے کا اختیار:۔

۱۔ صوبائی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان کرکے فرمان ہذا کے احکامات کو بروئے کار لانے کے مقصد کے لیے قواعد بنا سکتی ہے۔

۲۔ صوبائی حکومت، مندرجہ بالا احکام کی عمومیت پر اثر انداز ہوئے بغیر، خاص طور پر قواعد ذیل بنا سکتی ہے۔

(الف) لائسنسوں کے اجراء اور ان کیا شرائط کے نفاذ کے لیے۔

(ب) اس فرمان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے افسر امتناع کی طرف سے اختیارات زیر کار لانے اور فرائض سر انجام دینے کی نسبت ۔

(ج) افسران امتناع کے تحقیق و تفتیش کے اختیارات کی مقامی حدود کا تعین کرنے کے لیے۔

(د) فرمان ہذا کے تحت کسی افسر کو کسی اختیار کے استعمال کرنے یا کوئی فرض سر انجام دینے کے لیے اختیار دینے کے لیے۔

(ہ) کلکٹروں یا دیگر افسران امتناع کی طرف سے ان کو ، فرمان ہذا کے ذریعے یا تحت تفویض شدہ اختیارات کی تفویضگی کو منضبط کرنے کے لیے۔

(و) یہ اعلان کرنے کے لیے کہ کن مقدمات یا اقسام مقدمات میں اور کن حکام مجاز کے پاس احکام کے خلاف ، چاہے وہ ابتدائی ہوں یا اپیل سے ، جنھیں عدالت کے علاوہ کسی حاکم مجاز نے فرمان ہذا کے تحت یا اس کے تحت وضع کردہ کسی قواعد کے تحت صادر کیا ہو ، اپیلیں رجوع ہوں گی یا ایسے احکام کی نظرثانی کون سے حاکم مجاز کریں گے اور اپیل پیش کرنے کی مدت اور طریقہ اور انھیں نبٹانے کا طریقہ کار مقرر کرنے کے لیے ۔

(ز) ضبط شدہ اشیاء اور ان کے عوض حاصل شدہ آمدنی کی نسبت ۔

(ی) دفعہ (۱۲) میں محولہ اشخاص کے اظہار لینے کی نسبت ۔

دفعہ نمبر ۳۲:۔ استثناء:۔

فرمان ہذا میں کسی امر کا فرمان ہذا کے آغاز سے فوری قبل کسی عدالت میں تصفیہ طلب مقدمات پر یا مذکورہ آغاز سے قبل ارتکاب شدہ جرائم پر اطلاق پذیر ہونا تصور ہو گا۔

دفعہ نمبر ۳۳:۔ منسوخی:۔

مندرجہ ذیل قوانین بذریعہ ہذا منسوخ کیے جاتے ہیں ، یعنی ؛

(الف) قانون امتناع منشیات بابت 1977 (1977 کا چوبیسواں)

(ب) بلوچستان کا امتناع منشیات کا آرڈیننس بابت 1978 (بلوچستان کا آرڈیننس نمبر ۱۱ مجریہ ۱۹۷۸ء)

(ج) شمال مغربی سرحدی صوبہ کا امتناع منشیات کا آرڈیننس بابت 1978 (شمالی مغربی سرحدی صوبہ کا آرڈیننس نمبر (۶) بابت 1978)

(د) پنجاب کا امتناع منشیات کا آرڈیننس بابت 1978 (پنجاب کا آرڈیننس نمبر (۶) بابت 1978) اور

(ہ) سندھ کا امتناع منشیات کا آرڈیننس بابت 1978 (سندھ کا آرڈیننس نمبر ۴ بابت 1978)

جرائم بر خلاف املاک

(نفاذ حدود) آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء

املاک کے خلاف جرائم سے متعلقہ قانون کی اسلامی احکام سے مطابقت کرنے کے لیے آرڈیننس کا نفاذ:۔

ہرگاہ کہ یہ لازم ہے کہ جرائم بر خلاف املاک کی نسبت موجودہ قانون کو ترمیم کیا جائے تاکہ اسے اسلامی احکامات جیسے کہ قرآن کریم و سنت رسولؐ میں تعین کردہ ہیں، کے مطابق بنایا جائے اور ہرگاہ کہ صدر مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بناء پر فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

لہذا اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب معہ بامطالعہ قوانین (تسلسل نفاذ) کا فرمان بابت ۱۹۷۷ء (چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر کا فرمان نمبرا بابت ۱۹۷۷ء) سے مطابقت کرتے ہوئے اور ان تمام اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے جو اس سلسلہ میں انھیں حاصل ہیں، صدر بخوشی مندرجہ ذیل آرڈیننس وضع کرتے اور نافذ کرتے ہیں۔

۱۔ مختصر عنوان، وسعت اور آغاز۔

۱۔ آرڈیننس ہذا کو جرائم بر خلاف املاک (نفاذ حدود) کا آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کہا جائے گا۔

۲۔ یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔

۳۔ اس کا نفاذ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ ہجری یعنی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲:۔ تعریفات۔

آرڈیننس ہذا میں تاوقتیکہ کوئی امر موضوع یا سیاق سباق کے منافی ہو:

(الف) "بالغ" سے مراد ایسا شخص ہے جو اٹھارہ سال کی عمر کا ہو چکا ہو، یا بلوغت کو پہنچ چکا ہو۔

(ب) "مجاز میڈیکل افسر" سے مراد کسی بھی طرح مقرر کردہ میڈیکل افسر ہے جسے حکومت کی طرف اختیار دیا گیا ہو۔

(ج) "حد" سے مراد وہ سزا ہے جس کا قرآن کریم یا سنت رسولؐ میں حکم دیا گیا ہو

(د) "حرز" سے مراد املاک کی تحویل کے لیے کیا گیا انتظام ہے۔

وضاحت:۔

۱۔ وہ املاک جو کسی مکان میں رکھی ہوں خواہ اس کا دروازہ بند ہو یا نہ، یا کسی الماری یا صندوق یا دیگر ڈبہ میں ہو یا کسی شخص کی تحویل میں ہو، خواہ اسے ایسی تحویل کے لیے اجرت دی گئی ہو یا نہ، "حرز" کہلائے گی۔

۲۔ اگر ایک کنبہ ایک مکان میں رہتا ہے تو سارا مکان واحد "حرز" کہلائے گا لیکن اگر دو یا زائد کنبے ایک ہی مکان میں الگ الگ رہتے ہوں تو مکان کا وہ حصہ جس میں ہر ایک کنبہ رہائش پذیر ہو علیحدہ حرز کہلائے گا۔

۳۔ "عمر قید" سے مراد موت تک قید ہے۔

۴۔ "نصاب" سے مراد وہ نصاب ہے جو دفعہ نمبر ۶، میں درج ہے۔

۵۔ "تعزیر" سے مراد حد کے علاوہ کوئی اور سزا ہے۔

اور تمام دیگر الفاظ، اصطلاحات اور عبارات جن کی تعریف آرڈیننس ہذا میں نہیں کی گئی، ان کے وہی معانی ہوں گے جو مجموعہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء یا

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء (۱۸۹۸ء کا پانچواں قانون) میں دیئے گئے ہیں۔

دفعہ نمبر ۳:۔ آرڈیننس کی دوسرے قوانین پر سبقت:۔

آرڈیننس ہذا کے احکام باوجودیکہ کسی دیگر مروجہ قوانین میں درج ہوں موثر ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۴:۔ چوری کی دو اقسام:۔

چوری مستوجب حد یا چوری مستوجب تعزیر ہو گی۔

دفعہ نمبر ۵:۔ چوری مستوجب حد:۔

جو کوئی بالغ ہوتے ہوئے، خفیہ طور پر، کسی حرز سے، نصاب کی مالیت یا زیادہ کی املاک، جو مسروقہ املاک نہ ہو، کی چوری کا ارتکاب کرے گا، یہ جانتے ہوئے کہ وہ نصاب کی مالیت کی یا اس سے زیادہ کی ہے یا ہو سکتی ہے تو وہ، آرڈیننس ہذا کے احکام کے تابع، چوری مستوجب حد کا مرتکب ہو گا۔

وضاحت:۔ ۱۔ دفعہ ہذا میں مسروقہ املاک شامل نہیں جو مجرمانہ تصرف بے جا سے خردبرد کی گئی ہو یا جن کی نسبت خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کیا گیا ہو۔

وضاحت:۔ ۲۔ دفعہ ہذا میں "خفیہ طور پر" سے مراد ہے کہ چوری کرنے والا شخص یہ یقین رکھتے ہوئے ایسی چوری کا ارتکاب کرتا ہے کہ جس کی اس نے چوری کی ہے وہ اس کے فعل سے واقف نہیں ہے۔ خفیہ طور پر املاک لے جانے کے لیے یہ لازم ہے کہ اگر دن کا وقت ہے، جس میں طلوع آفتاب سے پہلے ایک گھنٹہ اور غروب آفتاب کے بعد دو گھنٹے شامل ہیں۔ چوری چھپے کا عمل جرم مکمل ہونے تک جاری رہنا چاہیے اور اگر رات کا وقت ہو تو ضروری نہیں کہ چوری چھپے کا عمل جرم کے آغاز کے بعد جاری رہے۔

دفعہ نمبر ۶:۔ نصاب:۔

نصاب برائے چوری مستوجب حد، چار اعشاریہ چار پانچ سات (4.457) گرام سونا یا اسی مالیت کی دیگر املاک بوقت چوری ہے۔

وضاحت:۔ اگر چوری ایک ہی حرز سے ایک سے زائد بار کی جائے یا ایک سے زائد حرز سے اور چوری شدہ املاک کی مالیت ہر صورت میں نصاب سے کم ہو تو یہ چوری مستوجب حد نہیں ہوگی خواہ تمام کاروائیوں میں املاک کی مالیت مجموعی طور پر نصاب کے برابر یا زائد ہو گئی ہو۔

مثالیں۔

(الف) الف واحد کنبہ کے مقبوضہ مکان میں داخل ہوتا ہے اور مختلف کمروں سے مال چراتا ہے جس کی مالیت مجموعی طور پر نصاب یا اس سے زائد ہے ایسی چوری مستوجب حد ہے۔ اگرچہ کسی واحد کمرے سے اٹھائے گئے مال کی قیمت نصاب کے برابر نہیں۔ اگر مکان میں ایک سے زیادہ کنبے رہائش پذیر ہوں اور کسی واحد کنبہ کے حرز سے اٹھائے گئے مال کی قیمت نصاب سے کم ہے تو یہ چوری مستوجب حد نہ ہوگی۔ اگرچہ اٹھائے گئے مال کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو۔

(ب) الف ایک مکان میں کئی دفعہ داخل ہوتا ہے اور ہر دفعہ مکان سے مال چوری کرتا ہے جس کی مالیت نصاب کے برابر نہیں۔ ایسی چوری مستوجب حد نہیں۔ اگرچہ اٹھائے گئے مال کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ بن گئی ہو

دفعہ نمبر ۷:۔ مستوجب حد چوری کا ثبوت:۔

چوری مستوجب حد کا ثبوت مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی ایک میں ہوگا یعنی (الف) ملزم چوری مستوجب حد کے ارتکاب کا اقبال کرلے اور (ب) کم از کم دو بالغ مسلمان مرد گواہان، جس شخص کی چوری ہوئی اس کے علاوہ جن کے متعلق تزکیہ الشہود کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، عدالت کو اطمینان ہو کہ وہ صادق

القول اشخاص ہیں اور بڑے گناہوں سے اجتناب کرنے والے ہیں، وقوعہ کے عینی شاہد کے طور پر گواہی دیں۔

بشرطیکہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو چشم دید گواہان غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔

مزید شرط یہ ہے کہ چوری کے شکار شخص یا اس کی جانب سے مجاز کردہ شخص کا بیان، عینی شاہدوں کا بیان قلم بند کرنے سے قبل قلم بند کیا جائے گا۔

وضاحت:۔ دفعہ ہذا میں تزکیہ الشہود سے مراد وہ طریقہ تحقیق ہے جو عدالت اپنے اطمینان کے لیے گواہ کے معتبر ہونے کی نسبت اختیار کرے۔

دفعہ نمبر ۸:۔ ایک سے زائد اشخاص کی طرف سے مستوجب حد چوری کا ارتکاب:۔

جب چوری مستوجب حد کا ارتکاب ایک سے زائد اشخاص کریں اور مسروقہ کی مال مجموعی مالیت اتنی ہو کہ اگر اسے ان لوگوں میں جو حرز میں داخل ہوئے برابر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کو اتنا حصہ ملے جو نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو، تو ان تمام پر، جو حرز میں داخل ہوئے تھے، حد قائم کی جائے گی، خواہ ان میں سے ہر ایک نے مال مسروقہ یا اس کے کسی حصہ کو اٹھایا یا نہ اٹھایا ہو۔

دفعہ نمبر ۹:۔ مستوجب حد چوری کی سزا:۔

۱۔ جو کوئی پہلی بار چوری مستوجب حد کا مرتکب ہوگا تو بطور سزا اس کے دائیں ہاتھ کو کلائی کے جوڑ سے کاٹ دیا جائے گا۔

۲۔ جو کوئی دوسری بار چوری مستوجب حد کا مرتکب ہوگا اسے اس کے بائیں پاؤں کو ٹخنے تک کاٹ دینے کی سزا دی جائے گی۔

۳۔ جو کوئی تیسری بار یا اس کے بعد کسی وقت بھی، چوری مستوجب حد کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی۔

۴۔ ضمنی دفعہ (1) یا ذیلی دفعہ (2) کے تحت سزا پر عمل درآمد اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک سزا کی توثیق، اس عدالت سے نہیں ہوجاتی، جس میں سزا یابی کے حکم کے خلاف اپیل دائر کی جاسکتی ہو اور، جب تک سزا کی توثیق اور اس پر عمل درآمد نہ ہوجائے، مجرم کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا جائے گا گویا اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

۵۔ کسی ایسے شخص کی صورت میں جسے ضمنی دفعہ (3) کے تحت عمر قید کی سزا دی گئی ہو، اگر ہائی کورٹ مطمئن ہو کہ وہ خلوص دل سے تائب ہے تو اسے ایسی شرائط پر رہا کیا جاسکتا ہے جو ہائی کورٹ عائد کرنا مناسب سمجھے۔

۶۔ عضو کاٹنے کا عمل میڈیکل افسر مجاز سرانجام دے گا۔

۷۔ اگر حد پر عمل درآمد کرنے کے وقت میڈیکل افسر مجاز کی رائے ہو کہ ہاتھ پاؤں کاٹنے کی وجہ سے مجرم کی موت، واقع ہوسکتی ہے تو حد پر عمل درآمد اس وقت تک ملتوی کردیا جائے گا جب تک موت کا خطرہ ٹل نہیں جاتا۔

دفعہ نمبر ۱۰:۔ وہ صورتیں جن میں حد عائد نہ کی جائے گی:۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں حد عائد نہیں جائے گی۔ یعنی

(الف) جب مجرم اور جس کی چوری ہوئی ہو آپس میں رشتہ دار ہوں، بطور:

(۱) زوجین (میاں بیوی)۔

(۲) پدری یا مادری آباؤاجداد۔

(۳) پدری یا مادری اولادیں۔

(۴) باپ یا ماں کے بھائی یا بہنیں۔

(۵) بھائی یا بہنیں یا ان کے بچے۔

(ب) جب کسی مہمان نے اپنے میزبان کے گھر سے چوری کی ہو۔

(ج) جب کسی ملازم یا اجیر نے اپنے مالک یا آجر کے حرز سے چوری کی ہو، جہاں

اس کی رسائی کی اجازت ہو۔

(د) جب مسروقہ مال جنگلی گھاس، مچھلی، پرندہ، کتا، سور، نشہ آور شے، موسیقی کا آلہ ہو یا جلد تلف ہونے والی خوردنی اشیاء جن کے خراب ہونے سے بچاؤ کا بندوبست نہ ہو۔

(ہ) جب چور کا مال مسروقہ میں حصہ ہو، جس کی مالیت اس کا حصہ منہا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو۔

(و) جب کوئی قرض خواہ اپنے قرض دار کی املاک چوری کرے، جس کی مالیت اس کو واجب الادا رقم منہا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو۔

(ز) جب مجرم نے اکراہ یا اضطرار کے تحت چوری کی ہو۔

وضاحت: اس ذیلی دفعہ میں:-

(۱) "اکراہ" سے مراد کسی شخص کی اپنی یا کسی دیگر شخص کی ذات املاک یا عزت کو ضرر پہنچانے کا خوف دلانا ہے۔ اور

(۲) "اضطرار" سے مراد ایسی صورت ہے جس میں شدید بھوک یا پیاس کی وجہ سے موت کا خدشہ لاحق ہو۔

(ح) جب مجرم نے اپنی گرفتاری سے قبل، پچھتاوے کی بناء پر مال مسروقہ مظلوم کو واپس کر دیا ہو اور خود کو حاکم مجاز کے حوالہ کر دیا ہو۔

دفعہ نمبر ۱۱:- وہ صورتیں جن میں حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا:-

۱۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا۔ یعنی:

(الف) جب چوری صرف مجرم کے اعتراف سے ثابت ہو، لیکن حد پر عمل درآمد سے قبل وہ اپنے اقرار سے منحرف ہو جائے۔

(ب) جب چوری شہادتوں سے ثابت ہو لیکن حد پر عمل درآمد ہونے سے قبل

کوئی گواہ اپنی گواہی سے منحرف ہو جائے جس سے کہ عینی شاہدوں کی تعداد دو سے کم رہ جائے۔

(ج) جب حد پر عمل درآمد سے پیشتر چوری کا شکار شخص اپنا چوری کا الزام واپس لے لے یا بیان دے کہ ملزم نے جھوٹا اعتراف کیا ہے یا کہ عینی شاہدوں میں سے کسی نے جھوٹی گواہی دی ہے اور اس طرح عینی شاہدوں کی تعداد دو سے کم ہو جائے، اور

(د) جب مجرم کا بایاں ہاتھ یا بایاں انگوٹھا بائیں ہاتھ کی کم از کم دو انگلیاں یا دایاں پاؤں موجود نہ ہوں یا بالکل ناکارہ ہوں۔

۲۔ ضمنی دفعہ (۱) کے فقرہ (الف) کی مذکورہ صورت میں، عدالت دوبارہ سماعت کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔

۳۔ ضمنی دفعہ (۱) کے فقرہ (ب) یا فقرہ (ج) یا فقرہ (د) میں متذکرہ صورت میں، ریکارڈ پر موجود شہادت کی بناء پر عدالت تعزیر کا حکم دے سکتی ہے۔

دفعہ نمبر ۱۲:۔ مال مسروقہ کی واپسی:۔

۱۔ اگر مال مسروقہ اصلی یا قابل شناخت حالت میں پایا گیا ہو یا ایسی حالت میں کہ جس میں اسے بدلا یا تبدیل کیا جا سکتا ہو دیا گیا ہو یا جس سے اس کا تبادلہ کر لیا گیا ہو، تو اسے مال کے مالک کو واپس کرا دیا جائے گا۔ خواہ یہ مجرم یا کسی اور شخص کے قبضہ میں ہو یا برآمد کیا گیا ہو۔

۲۔ اگر مال مسروقہ، جب وہ مجرم کے قبضہ میں تھا، گم ہو گیا ہو یا خرچ کر دیا گیا ہو اور اس کے خلاف حد کا نفاذ کیا گیا ہو تو مجرم کو اس کا معاوضہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۳:۔ چوری مستوجب تعزیر:۔

جو کوئی ایسی چوری کا ارتکاب کرے جو مستوجب حد نہ ہو یا جس کے لیے

دفعہ (۷) میں متذکرہ کسی صورت میں ثبوت موجود نہ ہو یا جس کے لیے آرڈیننس ہذا کے تحت حد عائد یا نافذ نہ کی جاسکے، وہ مستوجب تعزیر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۴:۔چوری مستوجب تعزیر کی سزا:۔

جو کوئی چوری مستوجب تعزیر کا مرتکب ہو، اسے تعزیرات پاکستان (1860 کا پنتالیسواں قانون) میں چوری کے جرم کی مقرر کردہ سزا دی جائے گی۔

حرابہ:۔

دفعہ نمبر ۱۵:۔ حرابہ کی تعریف:۔

جب کوئی ایک یا زائد اشخاص، خواہ ہتھیاروں سے مسلح ہوں یا نہ، کسی دوسرے کا مال لوٹنے کے لیے طاقت کا استعمال کریں اور اس پر حملہ آور ہوں یا مزاحمت بے جا کریں یا اسے مار دینے یا ضرر پہنچانے کا خوف دلائیں تو ایسا شخص یا اشخاص حرابہ کے مرتکب کہلائیں گے۔

دفعہ نمبر ۱۶:۔ حرابہ کا ثبوت:۔

دفعہ (۷) کے احکام بمناسب تبدیلی حرابہ کے ثبوت کے لیے اطلاق پذیر ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۱۷:۔ حرابہ کی سزا:۔

۱۔ جو کوئی بالغ حرابہ کا مجرم ہو، جس کے دوران نہ تو کسی قتل کا ارتکاب ہوا ہو نہ ہی کوئی مال لوٹا گیا ہو تو اسے کوڑوں کی سزا دی جائے، گی جو تیس کوڑوں سے زیادہ نہیں ہوگی اور قید بامشقت کی سزا ماسوائے جب تک کہ عدالت کی اس کے تائب ہونے کے متعلق تسلی نہ ہوجائے۔ بشرطیکہ سزائے قید کسی صورت میں تین سال سے کم نہ ہوگی۔

۲۔ جو کوئی بالغ حرابہ کا مجرم ہو جس کے دوران میں کوئی مال نہ لوٹا گیا ہو، لیکن

کسی شخص کو ضرر پہنچایا گیا ہو تو اسے ضمنی دفعہ (۱) میں مقرر کردہ سزا کے علاوہ اس طرح ضرر پہنچانے کے جرم میں ایسے دیگر رائج الوقت قانون کے مطابق سزا دی جائے گی، جو قابل اطلاق ہو۔

۳۔ جو کوئی بالغ حرابہ کا مجرم ہو، جس کے دوران میں کوئی قتل نہ ہوا ہو لیکن مال جس کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو، لوٹا گیا ہو، تو اسے اس کا دایاں ہاتھ کلائی سے اور بایاں پاؤں ٹخنے سے کاٹنے کی سزا دی جائے گی۔

جب حرابہ کا ارتکاب ایک سے زیادہ اشخاص نے مل کر کیا ہو تو عضو قطع کرنے کی سزا صرف اس صورت میں عائد کی جائے جب ان میں سے ہر ایک کے حصہ کی قیمت نصاب سے کم نہ ہو۔

مزید شرط یہ ہے کہ اگر کسی مجرم کا بایاں ہاتھ یا دایاں پاؤں نہ ہو یا بالکل ناکارہ ہو تو دوسرے ہاتھ یا پاؤں، جیسی کہ صورت ہو، کاٹنے کی سزا، عائد نہیں کی جائے گی اور مجرم کو ایسی مدت کی قید یا مشقت کی سزا دی جائے گی جو چودہ سال تک ہو سکتی ہے اور کوڑوں کی سزا، جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زائد نہ ہو گی۔

۴۔ جو کوئی بالغ حرابہ کا مجرم ہو جس کے دوران میں اس نے قتل کا ارتکاب کیا ہو تو اسے بطور حد عائد کردہ موت کی سزا دی جائے گی۔

۵۔ ضمنی دفعہ (۳) کے تحت سزا پر، سوائے دوسرے فقرہ استثنائیہ یا ضمنی دفعہ (۴) کے تحت سزا کے عمل درآمد نہیں کیا جائے گا جب تک کہ سزا کی توثیق اس عدالت سے نہیں ہو جاتی جس میں حکم سزایابی کے خلاف اپیل دائر کی جا سکتی ہے اور سزا قطع عضو کی ہو تو اس کی توثیق اور عمل درآمد ہونے تک سزایاب کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا گویا کہ اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

۶۔ دفعہ (۹) کی ضمنی دفعہ (۶) اور ضمنی دفعہ (۷) کے احکام، دفعہ ہذا کے تحت قطع عضو کی سزا کے عمل درآمد پر اطلاق پذیر ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۱۸:۔ وہ صورتیں جن میں حرابہ کی بناء پر قطع عضو یا موت کی سزا عائد یا نافذ نہ کی جائے گی:۔

ایسی صورتوں میں جن میں چوری مستوجب حد پر حد عائد نہ کی جاسکتی ہو۔ حرابہ کے جرم میں قطع عضو یا موت کی سزا عائد یا نافذ نہیں کی جائے گی اور ایسی صورتوں پر دفعہ (۱۰) اور (۱۱) کے احکام بہ تبدیلی مناسب اطلاق پذیر ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۱۹:۔ حرابہ کے دوران میں لوٹے ہوئے مال کی واپسی:۔

دفعہ (۱۲) کے احکام کا، بہ تبدیلی مناسب، حرابہ کے دوران میں لوٹے ہوئے مال کی واپسی پر اس طرح اطلاق ہوگا کہ متذکرہ دفعہ کی ضمنی دفعہ (۷) اس طور پر ہو تو گویا کہ اس میں لفظ "حد" کی بجائے "قطع عضو یا موت کی سزا" کے الفاظ بدل دیے گئے ہوں۔

دفعہ نمبر ۲۰:۔ حرابہ مستوجب تعزیر:۔

جو کوئی حرابہ کا ارتکاب کرے جو دفعہ ۱۷ میں مقرر سزا کا مستوجب نہ ہو یا جس کے لیے ان صورتوں میں سے کسی ایک میں، جو دفعہ (۷) میں مذکور ہیں، ثبوت موجود نہ ہو یا جس کے لیے آرڈیننس ہذا کے تحت قطع عضو یا موت کی سزا عائد یا نافذ نہ کی جاسکے، تو اسے مجموعہ تعزیرات پاکستان (1860 کا پینتالیسواں قانون) کے تحت ڈکیتی، سرقہ بالجبر یا استحصال بالجبر کے جرم کے لیے مقرر کردہ سزا جیسی کہ صورت ہو، دی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۲۱:۔ "رسہ گیری" یا "پتھاری داری" کی سزا:۔

۱۔ جو کوئی کسی ایسے شخص یا اشخاص کے گروہ کی جو مویشیوں کی چوری کرتے ہوں

سرپرستی، حفاظت یا کسی طریقہ سے اعانت کرے گا یا پناہ دے گا۔ اس سمجھوتہ کے تحت کہ اسے ان مویشیوں میں سے ایک یا ایک سے زیادہ مویشی ملیں گے، جن کی نسبت جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو یا ان کی آمدنی سے حصہ ملے گا، وہ رسہ گیری یا "پتھاری داری" کے جرم کا مرتکب کہا جائے گا۔

۲۔ جو کوئی "رسہ گری" یا "پتھاری داری" کے جرم کا مرتکب ہوگا اسے ایسی مدت تک قید بامشقت جو چودہ سال تک ہو سکتی ہے یا کوڑوں کی سزا جو ستر (۷۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہوگی اور اس کی تمام غیر منقولہ جائیداد کی ضبطی اور جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۲۲:۔ آرڈیننس ہذا کے تحت قابل سزا جرم کے ارتکاب کے اقدام کی سزا:۔

جو کوئی کسی ایسے جرم کے ارتکاب کی کوشش کرے گا۔ جو آرڈیننس ہذا کے تحت قابل سزا ہے یا ایسا جرم کرانے کا موجب ہوگا اور اس کوشش میں کوئی ایسا فعل کرے جو کسی جرم کے ارتکاب کا موجب ہو اور اگر آرڈیننس ہذا کے تحت ایسے اقدام کی سزا کے لیے کوئی صریح حکم موجود نہ ہو، ایسی مدت کے لیے کسی ایک قسم کی سزائے قید دی جائے گی جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔

مثالیں:۔

(الف) الف ایک ڈبہ توڑ کر کچھ جواہرات چرانے کی کوشش کرتا ہے اور اس طرح ڈبہ کھولنے کے بعد اسے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کوئی جواہرات نہیں ہیں۔ اس نے چوری کے جرم کے ارتکاب کے لیے ایک اقدام کیا ہے اور اس لیے دفعہ ہذا کے تحت مجرم ہے۔

(ب) زید، بکر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر زید کی جیب کاٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

زید اس کوشش میں ناکام رہتا ہے کیوں کہ بکر کی جیب میں کچھ نہ تھا۔ زید اس دفعہ کے تحت مجرم ہے۔

دفعہ نمبر ۲۳:۔ تعزیرات پاکستان (ایکٹ ۴۵ کی بعض دفعات کا اطلاق:۔

ا۔ بجز اس کے کہ آرڈیننس ہذا میں کوئی اس کے برعکس صریح حکم موجود ہو، مجموعہ تعزیرات پاکستان (1960 کا پنتالیسواں قانون) کے باب کی دفعات ۳۴ تا ۳۸ باب ۳ کی دفعات ۷۱ - ۷۲ اور باب ۸ کی دفعہ ۱۴۹ کے احکام کا مناسب تبدیلی کے ساتھ، آرڈیننس ہذا کے تحت جرائم کی نسبت اطلاق ہوگا۔

۲۔ جو کوئی ایسے جرم کا اعانت کا مجرم ہوگا جو آرڈیننس ہذا کے تحت مستوجب حد ہے تو وہ اس جرم کی تعزیر کے تحت مقرر کردہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲۴:۔ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء ایکٹ ۵ کا اطلاق:۔

ا۔ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ قانون ۵ کا بہ مناسب تبدیلی کے تحت مقدمات پر اطلاق ہوگا۔

بشرطیہ کہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو کہ مجرم کسی اور قانون کے تحت کسی مختلف جرم کا مرتکب ہوا ہے تو، اگر عدالت سا جرم کی سماعت کرنے اور اس کی سزا دینے کا اختیار رکھتی ہو۔ اسے اس جرم کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے اور سزا دی جاسکتی ہے۔

مزید شرط یہ ہے کہ دفعہ ۹ یا دفعہ ۱۷ کے تحت قابل سزا جرم کی سماعت عدالت سیشن کرے گی۔ نہ کہ کوئی مجسٹریٹ جسے مجموعہ مذکورہ کی دفعہ ((۳۰) کے تحت مجاز کیا گیا ہو اور مذکورہ دفعات میں سے کسی کے تحت حکم کے خلاف اپیل

وفاقی شریعت عدالت میں دائر کی جائے گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ آرڈیننس ہذا کے تحت عدالت سیشن مقدمہ کی سماعت معمولاً اس تحصیل کے صدر مقام پر کرے گی جس میں کہ مبینہ طور پر ارتکاب جرم کیا گیا ہو۔۔

۲۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں قانون) کے توثیق سزائے موت کی بابت احکام، مناسب تبدیلی کے ساتھ، آرڈیننس ہذا کے تحت سزاؤں کی توثیق پر اطلاق پذیر ہوں گے۔

۳۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری مجریہ 1898 (1898 کا پانچواں قانون) کی دفعہ ۳۹۱ ضمنی دفعہ (۳) یا دفعہ ۳۹۳ کے احکام آرڈیننس ہذا کے تحت دی گئی کوڑوں کی سزا کی نسبت اطلاق پذیر نہ ہوں گے۔

۴۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں قانون) کے باب ۲۹ کے احکام آرڈیننس ہذا کی دفعہ ۹ یا دفعہ ۱۷ کے تحت دی گئی سزاؤں کی نسبت اطلاق پذیر نہ ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۲۵:۔ عدالت کا صدارت کنندہ افسر مسلمان ہوگا:۔

اس عدالت کا صدارت کنندہ افسر جو آرڈیننس ہذا کے تحت کسی مقدمہ کا تصفیہ یا اپیل کی سماعت کر رہی ہو، مسلمان ہوگا۔

بشرطیکہ اگر ملزم غیر مسلم ہے تو عدالت کا صدارت کنندہ افسر بھی غیر مسلم ہو سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۲۶:۔ استثناء:۔

آرڈیننس ہذا میں کوئی امر ان مقدمات پر اطلاق پذیر تصور نہ ہوگا جو آرڈیننس کے آغاز سے فوری قبل زیر سماعت ہوں یا ایسے جرائم جن کا ایسے آغاز سے قبل ارتکاب کیا گیا ہو۔

جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء

ہرگاہ کہ یہ ضروری ہے کہ موجودہ قانون بابت زنا کی ترمیم کی جائے تاکہ اسے قرآن کریم و سنت رسول اللہؐ میں تعین کردہ عقائد کے مطابق بنایا جائے۔

اور ہرگاہ کہ صدر مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بناء پر فوری کاروائی ضروری ہے۔ لہذا اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان معہ خواندگی قوانین (تسلسل نفاذ) کا فرمان بابت ۱۹۷۷ء (چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا فرمان نمبر ا مجریہ ۱۹۷۷ء) سے مطابقت کرتے ہوئے اور ان تمام اختیارات کو زیر کار لاتے ہوئے جو اس سلسلہ میں انھیں مجاز کرتے ہیں، صدر بخوشی مندرجہ ذیل آرڈیننس کے وضع اور نفاذ کا اعلان کرتے ہیں۔

دفعہ نمبر ا:۔ مختصر عنوان، وسعت اور آغاز:۔

ا۔ آرڈیننس ہذا کو جرم زنا (نفاذ حدود) کا آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کہا جائے گا۔

۲۔ یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہو گا۔

۳۔ اس کا نفاذ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ یعنی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے ہو گا۔

دفعہ نمبر ۲:۔ تعریفات:۔

تاوقتیکہ کہ آرڈیننس ہذا میں کوئی امر موضوع یا سیاق و سباق کے منافی ہو:

(الف) "بالغ" سے مراد ایسا شخص ہے کہ اگر وہ مرد ہو تو اٹھارہ سال کی عمر کا ہو چکا ہو اور اگر عورت ہو تو سولہ سال کی عمر کی ہو چکی ہو یا بلوغت کو پہنچ چکے ہوں۔

(ب) "حد" سے مراد وہ سزا ہے جس کا قرآن کریم یا سنت رسولؐ سے حکم دیا گیا ہو۔

(ج) "نکاح" سے مراد وہ نکاح ہے جو فریقین کے شخصی قانون کے مطابق باطل نہ ہو اور شادی شدہ کے معنی اس کے مطابق لیے جائیں گے۔
(د) "محصن" (۱) سے مردا کوئی بالغ مرد ہے جو فاتر العقل نہ ہو اور کسی ایسی مسلمان بالغہ عورت سے مباشرت کر چکا ہو جو اس وقت جب اس نے مباشرت کی اس کے نکاح میں تھی۔ (۲) کوئی مسلمان بالغ عورت جو فاترالعقل نہ ہو اور کسی ایسے مسلمان بالغ مرد سے مباشرت کر چکی ہو، جو اس وقت جب اس نے اس کے ساتھ مباشرت کی، اس سے شادی شدہ تھا اور فاترالعقل نہ تھا۔
(ہ) "تعزیر" سے مراد "حد" کے علاوہ، کوئی دیگر سزا ہے اور تمام دیگر اصطلاحات اور عبارات جن کی تعریف آرڈیننس ہذا میں نہیں کی گئی، کے وہی معنی ہوں گے جو مجموعہ تعزیرات پاکستان (1860 کا پینتالیسواں قانون) یا ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں قانون) میں دیے گئے ہیں۔

دفعہ نمبر ۳:۔ آرڈیننس دیگر قوانین پر غالب ہوگا:۔

آرڈیننس ہذا کے احکام کسی دیگر نافذ الوقت قانون میں درج کسی امر کے باوصف مؤثر ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۴:۔ زنا:۔

ایک مرد اور ایک عورت زنا کے مرتکب کہلائیں گے۔ اگر وہ باہمی جائز شادی کے بغیر بالارادہ مباشرت کریں۔

وضاحت:۔ ایسی جنسی مباشرت کی تشکیل کے لیے، جو زنا کے جرم کے لیے ضروری ہے، دخول کافی ہے۔

تشریح:۔ "دخول" یہ اصطلاح قانون فوجداری کے تحت زنا کے مقدمات میں مرد کے عضو تناسل کا عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونے کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ مرد کا عضو تناسل عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونا خواہ وہ کسی

حد تک ہو اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ جنسی صحبت کی گئی ہے۔

دفعہ نمبر۵:۔ زنا مستوجب حد

۱۔ زنا مستوجب حد زنا ہے، اگر:

(الف) اس کا ارتکاب ایسا مرد کرتا ہے جو بالغ ہے اور فاترالعقل نہیں، ایسی عورت سے، جس سے نہ اس کی شادی ہوئی ہے اور نہ ہی وہ خود کو اس سے شادی شدہ سمجھتا ہے۔

(ب) اس کا ارتکاب ایسی عورت کرتی ہے جو بالغہ ہے اور فاترالعقل نہیں ہے، ایسے مرد سے، جس سے نہ تو اس کا نکاح ہوا ہے اور نہ ہی وہ خود کو اس سے شادی شدہ سمجھتی ہے۔

۲۔ جو کوئی زنا مستوجب حد کا ارتکاب کرے گا، آرڈیننس ہذا کے احکام کے تابع:

(الف) اگر وہ مرد / عورت "محصن" ہے تو کسی جائے عام پر سنگسار کرکے ہلاک کردیا جائے گا۔

(ب) اگر وہ مرد / عورت "محصن نہیں ہے تو کسی جائے عام پر، کوڑوں کی سزا، جس کی تعداد سو کوڑے ہوگی، دی جائے گی۔

۳۔ ضمنی دفعہ (۲) کے تحت سزا پر اس وقت تک عمل درآمد نہیں کیا جائے گا جب تک سزا کی توثیق اس عدالت سے نہیں ہوجاتی جس میں اس سزا کے حکم کے خلاف اپیل دائر کی جاسکتی ہو اور اگر کوڑوں کی سزا دی گئی ہے تو جب تک اس کی توثیق اور عمل درآمد نہ ہو جائے، مجرم کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا جائے گا گویا کہ اسے قید کی سزا دی گئی ہو۔

دفعہ نمبر۶:۔ زنا بالجبر:۔

۱۔ کسی شخص کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا اگر مرد یا عورت نے کسی مرد یا عورت سے، جیسی کہ صورت ہو، جس کے ساتھ وہ جائز طور پر شادی شدہ نہ ہو،

درج ذیل حالتوں میں سے کسی ایک میں مباشرت کی ہو۔
(الف) مفعول کی آمادگی کے بغیر۔
(ب) مفعول کی رضامندی کے بغیر۔
(ج) مفعول کی رضامندی سے جب کہ ایسی رضامندی مفعول کو قتل یا ضرر کا خوف دلا کر حاصل کی گئی ہو، یا
(د) مفعول کی رضامندی سے جب کہ مجرم جانتا ہو کہ وہ جائز طور پر مفعول سے شادی شدہ نہیں اور یہ کہ رضامندی اس بنا، پر دی گئی ہے کہ مفعول یہ سمجھتا ہے کہ مجرم کوئی اور شخص ہے جس کے ساتھ مفعول کی شادی جائز طور پر ہوئی ہے یا مفعول مرد یا عورت جائز طور پر شادی شدہ ہونا باور کرتا ہو یا کرتی ہو۔

وضاحت ۔ ایسی جنسی مباشرت کی تکمیل کے لیے، جو زنا بالجبر کے جرم کے لیے ضروری ہے، دخول کافی ہے۔

۲۔ زنا بالجبر، مستوجب حد زنا بالجبر ہوگا اگر اس کا ارتکاب ان حالات میں کیا گیا ہو جن کی صراحت دفعہ (۵) کی ضمنی دفعہ (۱) میں کی گئی ہے۔

۳۔ جو کوئی زنا باجبر مستوجب حد کے جرم کا مرتکب ہوگا، آرڈیننس ہذا کے احکام کے تابع:

(الف) اگر مرد یا عورت محصن ہے تو اسے کسی جائے عام پر سنگسار کر کے ہلاک کر دیا جائے گا، یا

(ب) اگر مرد یا عورت محصن نہیں ہے تو جائے عام پر کوڑوں کی سزا، جس کی تعداد سو کوڑے ہوگی، دی جائے گی اور کوئی دیگر سزا جس میں سزائے موت بھی شامل ہے، دی جائے گی جو کہ عدالت حالات مقدمہ کے مدنظر مناسب سمجھے۔

۴۔ ضمنی دفعہ (۳) کے تحت دی گئی سزا پر عمل درآمد نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ اس کی توثیق اس عدالت سے نہ ہو جاتی جس میں سزا کے حکم کے خلاف اپیل

دائر کی جا سکتی ہو اور اگر کوڑوں کی سزا دی گئی ہو تو جب تک اس کی توثیق اور اس پر عمل درآمد نہ ہو جائے، مجرم کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا جائے گا گویا کہ اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

دفعہ نمبر ۷:۔ زنا یا زنا بالجبر کے جرم کی سزا جب کہ مجرم بالغ نہ ہو:۔

کوئی شخص جو زنا یا زنا بالجبر کا مرتکب ہوا ہے، اگر بالغ نہ ہو تو اسے ایسی مدت کی کسی ایک قسم کی سزائے قید دی جائے جو پانچ سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ یا دونوں سزائیں اور کوڑے مارنے کی سزا بھی دی جا سکتی ہے جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہو۔ بشرطیہ کہ زنا بالجبر کی صورت میں اگر مجرم پندرہ سال سے کم عمر کا نہیں ہے تو کوڑوں کی سزا بمعہ یا بغیر کسی اور سزا کے دی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۸:۔ زنا یا زنا بالجبر مستوجب حد کا ثبوت:۔

زنا یا زنا بالجبر مستوجب حد کا ثبوت مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی ایک میں ہوگا یعنی:

(الف) ملزم کسی بااختیار عدالت کے روبرو جرم کے ارتکاب کا اقرار کرے۔ یا

(ب) کم از کم چار بالغ مسلمان مرد گواہان، جن کے متعلق عدالت کو تزکیہ الشہود کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اطمینان ہو کہ وہ صادق القول اشخاص ہیں اور بڑے گناہوں سے اجتناب کرنے والے ہیں، جرم کے لیے لازمی، دخول کے فعل کے، چشم دید گواہان کے طور پر، گواہی دیں۔ بشرطیہ کہ اگر ملزم غیر مسلم ہے تو چشم دید گواہان غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔

دفعہ نمبر ۹:۔ وہ صورتیں جن میں حد کا نفاذ نہیں ہوگا:۔

۱۔ ایسی صورت میں جب کہ زنا یا زنا بالجبر کا جرم صرف مجرم کے اقرار سے ثابت ہو

حد یا اس کے ایسے حصے جن کا ابھی نفاذ ہونا باقی ہو، کا نفاذ نہیں کیا جائے گا، اگر مجرم، حد یا اس کے ایسے حصہ کے نفاذ سے قبل، اپنے اقرار سے منحرف ہو جائے۔

۲۔ ایسی صورت میں جب کہ زنا یا زنا بالجبر کا جرم صرف شہادتوں سے ثابت ہو، تو حد یا اس کے ایسے حصہ جس کا نفاذ باقی ہو، کا نفاذ نہیں کیا جائے گا۔ اگر حد یا ایسے حصہ کے نفاذ سے قبل کوئی گواہ اپنی شہادت سے منحرف ہو جائے جس سے کہ عینی شاہدوں کی تعداد گھٹ کر چار سے کم ہو جائے۔

۳۔ ایسی صورت میں جو ضمنی دفعہ (۱) میں مذکور ہے، عدالت مقدمہ کی دوبارہ سماعت کا حکم دے سکتی ہے۔

۴۔ ایسی صورت میں جو دفعہ (۲) میں مذکور ہے۔ عدالت مثل پر موجود شہادت کی بناء پر مجرم پر تعزیر عائد کر سکتی ہے۔

زنا یا زنا بالجبر مستوجب تعزیر۔ (دفعہ ۱۰)

۱۔ دفعہ (۷) کے احکام کے تابع، جو کوئی زنا بالجبر، جو حد کا مستوجب نہ ہو، کا مرتکب ہو یا جس کے لیے دفعہ (۸) میں مذکور کسی بھی قسم کا ثبوت موجود نہ ہو اور مستغیث کو قذف مستوجب حد کی سزا بھی نہ دی گئی ہو یا جس کے خلاف آرڈیننس ہذا کے تحت حد عائد نہ کی جا سکتی ہو، مستوجب تعزیر ہو گا۔

۲۔ جو کوئی زنا مستوجب تعزیر کا مرتکب ہو گا اس کو ایسی مدت کے لیے قید بامشقت کی سزا دی جائے گی۔ جو دس سال تک ہو سکتی ہے اور کوڑوں کی سزا جس کی تعداد تیس (۳۰) کوڑے ہو گی اور وہ مستوجب جرمانہ بھی ہو گا۔

۳۔ جو کوئی زنا بالجبر مستوجب تعزیر کا مرتکب ہو گا اس کو ایسی مدت کی سزائے قید دی جائے گی، جو وہ نہ تو چار سال سے کم ہو گی نہ پچیس سال سے زیادہ اور اگر سزا قید کی دی گئی ہو تو اسے کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی جس کی تعداد تیس (۳۰) کوڑے ہو گی۔

دفعہ نمبر ۱۱:۔ اغوا کرنا، بھگا لے جانا یا عورت کو اس کے نکاح وغیرہ پر مجبور ہونے کی ترغیب دینا:۔

جو کوئی کسی عورت کو اس نیت سے اغوا کرے یا بھگا کر لے جائے تاکہ اسے مجبور کیا جائے یا یہ جانتے ہوئے کہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کسی شخص سے نکاح کرے یا اس لیے کہ اسے ناجائز جنسی صحبت کے لیے مجبور کیا جائے گا یا بہکایا جائے گا یا یہ جانتے ہوئے کہ ممکن ہے اسے ناجائز جنسی صحبت کرنے کے لیے مجبور کیا جائے گا یا بہکایا جائے گا تو اس کو عمر قید کی سزا دی جائے گی اور کوڑوں کی سزا، جن کی تعداد تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہوگی اور مستوجب جرمانہ بھی ہوگا اور جو کوئی تخویف مجرمانہ سے جس کی تعریف مجموعہ تعزیرات پاکستان (1860 کا پنتالیسواں قانون) میں کی گئی یا اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے یا کسی اور طریقہ جبر سے، کسی عورت کو بہکائے کہ وہ کسی جگہ سے اس ارادہ سے جائے یا یہ جانتے ہوئے جائے کہ اغلباً اسے کسی شخص سے ناجائز جماع کے لیے مجبور کیا جائے گا یا اکسایا جائے گا، اسے بھی مذکورہ بالا سزا دی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۱۲:۔ کسی شخص کو غیر فطری ہوس کا ہدف بنانے کے لئے اغوا کرنا یا لے بھاگنا:۔

جو کوئی کسی شخص کو اس لیے اغوا کرے یا لے بھاگے کہ اسے کسی شخص کی غیر فطری خواہشات کا ہدف بنایا جاسکے ہدف بننے کے خطرے میں ڈالنے کے لیے ٹھکانے لگایا جاسکے یا یہ جانتے ہوئے کہ اغلباً ایسا شخص اس طرح ہدف بنایا جائے گا یہ ٹھکانے لگایا جائے گا تو اسے سزائے موت یا ایسی مدت کے لیے قید بامشقت دی جائے گی جس کی معیاد پچیس سال تک ہو سکتی ہے اور وہ مستوجب جرمانہ بھی ہوگا

اور اگر سزا قید کی ہو تو اس کو کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۳:۔ عصمت فروشی وغیرہ کی اغراض کے لیے کسی شخص کو فروخت کرنا:۔

جو کوئی کسی شخص کو فروخت کرتا ہے، اجرت پر دیتا ہے یا بصورت دیگر کسی شخص کو کسی کے حوالہ کرتا ہے، اس نیت سے کہ کسی وقت ایسا شخص کسی دیگر شخص کے ساتھ عصمت فروشی یا ناجائز جنسی صحبت کے مقصد کے لیے، یا یہ جانتے ہوئے کہ اغلباً کسی وقت ایسے شخص کو کسی بھی وقت ایسے مقصد کے لیے مامور یا استعمال کیا جائے گا تو اس کو عمر قید اور کوڑوں کی سزا دی جائے گی جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہوگی اور وہ مستوجب جرمانہ بھی ہوگا۔

تشریح۔ (الف) جب کسی عورت کو فروخت کرکے، اجرت پر دے کر یا بصورت دیگر کسی عصمت فروش یا کسی ایسے شخص کے حوالے کیا جائے جس کا کوئی عصمت فروشی کا اڈہ ہو یا اس کا انتظام کرتا ہو تو ایسی عورت کو حوالہ کرنے والے ایسے شخص کے متعلق، سوائے اس کے کہ برعکس ثابت کیا جائے، تصور کیا جائے گا کہ اس نے اس عورت کو اس ارادے سے حوالے کیا ہے کہ اسے عصمت فروشی کے مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ (ب) دفعہ ہذا اور دفعہ (۱۸) کے مقاصد کے لیے "ناجائز جماع" سے مراد ایسے افراد کے مابین جماع ہے جو رشتہ نکاح میں منسلک نہ ہوں۔

دفعہ نمبر ۱۴:۔ عصمت فروشی وغیرہ کے مقاصد کے لیے کسی شخص کو خریدنا:۔

جو کوئی کسی شخص کو خریدتا ہے یا اجرت پر لیتا ہے یا بصورت دیگر اس پر

قبضہ حاصل کرتا ہے، اس نیت سے کہ کسی وقت بھی ایسے شخص کو عصمت فروشی کے لیے یا کسی شخص کے ساتھ ناجائز مباشرت کے لیے یا کسی غیر قانونی یا غیر اخلاقی مقصد کے لیے مامور یا استعمال کیا جائے گا۔ یا جانتے ہوئے کہ اغلباً کسی وقت ایسے شخص کو کسی ایسے مقصد کے لیے مامور یا استعمال کیا جائے گا، تو اس کو عمر قید کی سزا اور کوڑں کی سزا دی جائے گی جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہو گی اور وہ مستوجب جرمانہ بھی ہو گا۔

تشریح۔ کوئی طوائف یا ایسا شخص جو چکلے کا مالک ہے یا اس کا انتظام کرتا ہے، جو کسی عورت کو خریدتا ہے یا اجرت پر لیتا ہے یا بصورت دیگر اس کا قبضہ حاصل کرتا ہے، سوائے اس کے کہ وہ اس کے برعکس ثابت کرے یہ سمجھا جائے گا کہ اس شخص نے ایسی عورت کو عصمت فروشی کی نیت سے قبضہ کیا تھا کہ اسے عصمت فروشی کی غرض کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۵:۔ جائز نکاح کا یقین دلا کر کسی شخص کا دھوکے سے مباشرت کرنا:۔

ہر شخص جو کسی ایسی عورت کو جو اس کی جائز منکوحہ بیوی نہ ہو، دھوکہ سے باور کراتا ہے کہ اس نے اس عورت سے جائز طور پر نکاح کیا ہے اور وہ اس تاثر میں اس سے مباشرت کرے، تو اس شخص کو ایسی مدت کی قید سخت کی سزا دی جائے گی جس کی معیاد پچیس سال تک ہو سکتی ہے اور کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہو گی اور وہ جرمانہ کا مستوجب بھی ہو گا۔

دفعہ نمبر ۱۶:۔ مجرمانہ نیت سے کسی عورت کو ورغلانا، بھگا لے جانا یا روکے رکھنا:۔

جو کوئی اس نیت سے کسی عورت کو لے جاتا ہے۔ یا ورغلا کر لے جاتا ہے

تاکہ وہ کسی شخص کے ساتھ ناجائز مباشرت کرے یا اس نیت سے کسی عورت کو چھپاتا ہے یا روکے رکھتا ہے تو اسے ایسی مدت کی کسی ایک طرح کی سزائے قید دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے اور کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہوگی اور وہ مستوجب جرمانہ بھی ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۷:۔ سنگساری کی سزا پر عمل درآمد کا طریقہ کار۔

دفعہ (۵) یا دفعہ (۶) کے تحت دی گئی سنگساری کی سزا پر مندرجہ ذیل طریقہ سے عمل درآمد ہوگا یعنی:

ان گواہوں میں سے جنھوں نے مجرم کے خلاف شہادت دی تھی، جو دستیاب ہوں پہلے مجرم کو سنگسار کرنا شروع کریں گے اور جب کہ سنگساری جاری ہو اسے گولی مار کر ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد سنگساری اور گولی چلانا روک دیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۸:۔ کسی جرم کے ارتکاب کے اقدام کی سزا۔

جو کوئی ایسے جرم کے ارتکاب کا اقدام کرتا ہے جو آرڈیننس ہذا کے تحت قید یا کوڑوں سے قابل سزا ہو یا ایسے جرم کے ارتکاب کا موجب بنتا ہے اور ایسی کوشش میں جرم کے ارتکاب کے لیے کوئی فعل سرزد کرتا ہے تو اسے ایسی مدت کی سزا دی جائے گی جو اس جرم کے لیے مقرر کردہ طویل ترین مدت کا نصف ہو یا کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ یا ایسا جرمانہ جو اس جرم کے لیے مقرر ہو یا کوئی سی دو یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

دفعہ نمبر ۱۹:۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی بعض دفعات اور ترمیم کا اطلاق:۔

ا۔ سوائے اس کے کہ آرڈیننس ہذا میں کوئی برعکس صریح حکم موجود ہو

مجموعہ تعزیرات پاکستان (1869 کا پنتالیسواں قانون) کے باب (۲) کی دفعات ۳۴ تا ۳۸: باب (۳) کی دفعات ۶۳ تا ۷۲ اور ابواب (۵) و (۵۔الف) کا آرڈیننس ہذا کے تحت یہ مناسب تبدیلی اطلاق گا۔

۲۔ جو کوئی آرڈیننس ہذا کے تحت کسی جرم مستوجب حد کی اعانت کا مجرم ہوگا تو وہ ایسے جرم کی بطور تعزیر مقرر کردہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

۳۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان (1860 کا پنتالیسواں قانون) میں:

(الف) باب (۱۶) کی دفعہ ۳۶۶، دفعہ ۳۷۲، دفعہ ۳۷۳، دفعہ ۳۷۵ اور دفعہ ۳۷۶ اور باب (۲۰) کی دفعہ ۴۹۳، دفعہ ۴۹۷ اور دفعہ ۴۹۸ منسوخ قرار دی جاتی ہیں اور

(ب) دفعہ ۳۶۷ میں الفاظ اور سکتہ " یا کسی شخص کی غیر فطری خواہش کو " حذف کر دیئے جائیں گے۔

دفعہ نمبر ۲۰:۔ ضابطہ فوجداری اور ترمیم کا اطلاق:۔

۱۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں قانون)، جس کا بعد ازیں دفعہ ہذا میں بطور " ضابطہ " کے حوالہ دیا جائے گا، کہ احکام، بمناسب تبدیلی، آرڈیننس ہذا کے تحت مقدمات کی نسبت اطلاق پذیر ہوں گے۔ بشرطیکہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو کہ مجرم کسی دیگر قانون کے تحت کسی مختلف جرم کا مرتکب ہوا ہے تو، اگر عدالت اس جرم کی سماعت کرنے اور اس کی سزا دینے کا اختیار رکھتی ہو، اس کو اس جرم کا مرتکب ٹھہرا کر سزا دے سکتی ہے۔

مزید شرط یہ ہے کہ آرڈیننس ہذا کے تحت قابل سزا جرم کی سماعت عدالت سیشن کرے گی نہ کہ کوئی مجسٹریٹ جسے مذکورہ ضابطہ کی دفعہ ۳۰ کے تحت بااختیار کیا گیا ہو اور عدالت سیشن کے حکم کے خلاف اپیل وفاقی شریعت کی عدالت میں رجوع ہوگی۔

مزید شرط یہ ہے کہ آرڈیننس ہذا کے تحت مقدمہ سماعت عدالت سیشن

معمولاً اس تحصیل کے صدر مقام پر کرے گی جس میں جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو۔

۲۔ سزائے موت کی توثیق سے متعلقہ ضابطہ کے احکام مناسب تبدیلی سے آرڈیننس ہذا کے تحت سزاؤں کی توثیق پر اطلاق پذیر ہوں گے۔

۳۔ ضابطہ دفعہ ۱۹۸، ۱۹۹، ۱۹۹۔الف یا دفعہ ۱۹۹۔ب۔ کے احکام آرڈیننس ہذا کی دفعہ ۱۵ یا ۱۶ کے تحت قابل سزا جرم کے اختیار سماعت پر اطلاق پذیر نہیں ہوں گے۔

۴۔ ضابطہ کی دفعہ ۳۹۱ کی ضمنی دفعہ ۳۰) یا دفعہ ۳۹۳ کے احکام کا آرڈیننس ہذا کے تحت دی گئی کوڑوں کی سزا پر اطلاق نہی ہوگا۔

۵۔ ضابطہ کے باب ۲۹ کے احکام کا آرڈیننس ہذا کی دفعہ (۵) یا دفعہ (۶) کے تحت دی گئی سزاؤں پر اطلاق نہیں ہوگا۔

۶۔ ضابطہ کی دفعہ ۵۶۱ منسوخ کردہ تصور ہوگی۔

دفعہ نمبر ۲۱:۔ عدالت کا صدارت کنندہ افسر مسلمان ہوگا:۔

اس عدالت کا صدارت کنندہ افسر جو آرڈیننس ہذا کے تحت کسی مقدمہ یا کسی اپیل کی سماعت کرے، مسلمان ہوگا۔ بشرطیہ کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو افسر صدارت کنندہ بھی غیر مسلم ہو سکتا ہے۔

دفعہ نمبر ۲۲:۔ استثناء:۔

آرڈیننس ہذا میں کوئی امر ان مقدمات پر، جو کسی عدالت کے پاس، آرڈیننس ہذا کے آغاز سے فوری پیشتر زیر سماعت ہوں یا ان جرائم پر جن کا ارتکاب ایسے آغاز سے قبل ہوا ہو، اطلاق پذیر نہیں ہوں گے۔

جرم قذف

(نفاذ حد) آرڈیننس ۱۹۷۹ء

جرم قذف سے متعلقہ قانون کی اسلامی احکام سے مطابقت کے لیے آرڈیننس:

ہرگاہ کہ ضروری ہے کہ موجودہ قانون بابت قذف کی ترمیم کی جائے تاکہ اسے قرآن کریم اور سنت رسولؐ میں تعین کردہ اسلامی عقائد کے مطابق بنایا جائے۔ اور ہرگاہ کہ صدر مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بناء پر فوری کاروائی کی ضرورت ہے۔ لہذا اب ۵ جولائی 1977 کے اعلان کے بموجب معہ خواندگی قوانین (تسلسل نفاذ) کافرمان بابت 1977 (چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کا فرمان نمبر ا مجریہ 1977) وان تمام اختیارات کو زیر کار لاتے ہوئے جو اس سلسلہ میں انھیں مجاز کرتے ہیں، صدر بخوشی مندرجہ ذیل آرڈننس وضع اور جاری کرتے ہیں۔

دفعہ نمبرا:۔ مختصر عنوان، وسعت اور آغاز:۔

ا۔ آرڈیننس ہذا کو جرم قذف (نفاذ حد) کا آرڈیننس بابت ۱۹۷۹ء کہا جائے گا۔

۲۔ یہ پورے پاکستان پر اطلاق پذیر ہوگا۔

۳۔ اس کا نفاذ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ یعنی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲:۔ تعریفات:۔

آرڈیننس ہذا میں بجز اس کے کہ کوئی امر موضوع یا سیاق وسباق کے منافی ہو۔

(الف) "بالغ"، "حد"، "تعزیر"، "زنا" اور "زنا بالجبر" کے وہی معنی ہوں گے۔

جو جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں ہیں۔ اور

(ب) دیگر تمام اصطلاحات و عبارات، جن کی تصریح اس آرڈیننس میں نہیں کی گئی، کے وہی معنی ہوں گے جو کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (1860 کا پنتالیسواں قانون) یا مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں قانون) میں ہیں۔

دفعہ نمبر ۳:۔ قذف:۔

جو کوئی بذریعہ الفاظ، چاہے وہ بولے گئے ہوں یا پڑھے جانے کی نیت سے ہوں یا بذریعہ اشارات یا ظاہری علامتوں سے کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائے گا یا اس کی اشاعت کرے گا۔ اسے ضرر پہنچانے کے لیے یا جان بوجھ کر یا یہ باور کرتے ہوئے کہ ایسی تہمت اس شخص کی شہرت کو نقصان پہنچائے گی یا اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے گی، سوائے ان صورتوں کے جو بعد ازاں مستثنیٰ کی گئیں، قذف کا مرتکب کہلائے گا۔

وضاحت ۱۔ : کسی متوفی شخص پر زنا کی تہمت لگانا قذف کے مترادف ہوگا اگر ایسی تہمت، اس شخص کے زندہ ہونے کی صورت میں، اس کی شہرت کو نقصان پہنچاتی یا اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتی اور اس کے خاندان یا دیگر قریبی رشتہ داروں کے جذبات کے لیے تکلیف دہ ہوتی۔

وضاحت ۲۔ : ایسی تہمت جو امکان کی صورت میں ہو یا اس کا اظہار طنزیہ طور پر کیا گیا ہو، قذف کے مترادف ہو سکتی ہے۔

استثناء اول : (سچی تہمت جس کا عوامی مفاد میں لگایا جانا یا شائع کرنا ضروری ہو) کسی شخص پر زنا کی تہمت قذف نہ ہوگی اگر تہمت سچی ہے اور عوامی مفاد میں لگائی یا شائع کی گئی ہے۔ یہ عوامی مفاد میں ہے یا نہیں ایک امر متعلقہ واقعات ہے۔

استثناء دوم : (مجاز شخص کے پاس نیک نیتی سے کسی پر الزام لگانا) سوائے ان

صورتوں کے جو بعد ازاں مذکور ہیں، کسی شخص پر نیک نیتی سے ان میں سے کسی کے روبرو زنا کا الزام لگانا قذف نہ ہوگا۔ جن کو الزام کے موضوع کی نسبت اس شخص پر قانونی اختیار حاصل ہو

(الف) کسی مستغیث نے عدالت میں کسی دوسرے شخص پر زنا کا الزام لگایا ہو لیکن اس کی تائید میں عدالت کے روبرو گواہان پیش کرنے میں ناکام رہا ہو۔

(ب) عدالت کی تجویز کے مطابق کسی گواہ نے زنا یا زنا بالجبر کے ارتکاب کے متعلق جھوٹی گواہی دی ہو۔

(ج) عدالت کی تجویز کے مطابق کسی مستغیث نے زنا بالجبر کا جھوٹا الزام لگایا ہو۔

دفعہ نمبر ۴:۔ قذف کی دو اقسام:۔

قذف، یا قذف مستوجب حد یا قذف مستوجب تعزیر ہوگا۔

دفعہ نمبر ۵:۔ قذف مستوجب حد:۔

کوئی شخص جو بالغ ہو، دانستہ طور پر اور بغیر ابہام کے، کسی خاص شخص کے خلاف جو "محصن" ہے اور جنسی فعل کرنے کے قابل ہے، قذف زنا مستوجب حد کا ارتکاب کرے گا، آرڈیننس ہذا کے احکام کے تابع، قذف مستوجب حد کا مرتکب کہلائے گا۔

وضاحت ۱:۔ دفعہ ہذا میں "محصن" سے مراد کوئی صحیح الدماغ اور بالغ مسلمان ہے جس نے یا تو کبھی جنسی فعل نہ کیا ہو یا کیا ہو تو صرف اپنی یا اپنے جائز شادی شدہ بیوی یا خاوند سے کیا ہو۔

وضاحت ۲:۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے متعلق یہ تہمت لگائے کہ وہ دوسرا شخص ناجائز اولاد ہے۔ یا ایسے شخص کو جائز اولاد ماننے سے انکار کرے تو ایسا شخص دوسرے شخص کی والدہ کے متعلق قذف مستوجب حد کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۶:۔ قذف مستوجب حد کا ثبوت:۔

قذف مستوجب حد کا ثبوت مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی ایک میں ہوگا یعنی:

(الف) ملزم کسی با اختیار عدالت کے روبرو جرم کے ارتکاب کا اعتراف کرے۔

(ب) ملزم عدالت کے روبرو قذف کے جرم کا مرتکب ہوا ہو، اور

(ج) کم از کم دو بالغ مسلمان مرد گواہان، قذف کے شکار شخص کے علاوہ جن کے متعلق عدالت کو، تزکیہ الشہود کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر، اطمینان ہو کہ وہ صادق القول اشخاص ہیں اور بڑے گناہوں (کبائر) سے اجتناب کرنے والے ہیں، قذف کے ارتکاب کے متعلق بلاواسطہ شہادت ہیں۔ بشرطیکہ کہ ملزم اگر غیر مسلم ہو تو گواہ غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔

مزید شرط یہ ہے کہ مستغیث یا اس کی طرف سے مجاز کردہ شخص کا بیان (لازمی طور پر) گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے سے قبل قلم بند کیا جائے گا۔

دفعہ نمبر ۷:۔ قذف مستوجب حد کی سزا:۔

۱۔ جو کوئی قذف مستوجب حد کا ارتکاب کرے گا، اس کو اسی کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

۲۔ کسی شخص کے قذف مستوجب حد کے جرم میں سزا یاب ہونے کے بعد اس کی شہادت کسی عدالت قانون میں قابل قبول نہ ہوگی۔

۳۔ ضمنی دفعہ (۱) کے تحت دی گئی سزا پر عمل درآمد نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ اس کی توثیق اس عدالت سے نہیں ہو جاتی، جس میں سزایاب کرنے والی عدالت کے خلاف اپیل دائر کی جا سکتی ہو اور جب تک اس سزا کی توثیق اور عمل درآمد نہیں ہو جاتا، تابع احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ (۱۸۹۸ء کا پانچواں قانون) بابت منظوری ضمانت یا التواء سزا، مجرم کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا جائے گا گویا کہ

اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

دفعہ نمبر ۸:۔ استغاثہ کون دائر کر سکتا ہے۔

آرڈیننس ہذا کے تحت کوئی کاروائی سوائے مندرجہ ذیل کی طرف سے پولیس میں رپورٹ کرانے کے یا عدالت میں استغاثہ کرنے کے نہیں کی جائے گی

(الف) اگر وہ شخص جس کی نسبت قذف کا ارتکاب کیا گیا ہو، زندہ ہے تو وہ خود یا اس کی طرف سے مجاز کردہ کوئی شخص، یا

(ب) اگر وہ شخص جس کی نسبت قذف کا ارتکاب کیا گیا ہو، فوت ہو چکا ہے تو اس شخص کے آباؤ اجداد یا اولاد میں سے کوئی فرد۔

دفعہ نمبر ۹:۔ وہ صورتیں جن میں حد عائد یا نافذ نہ کی جائے گی:۔

۱۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کسی میں بھی قذف کے لیے حد عائد نہ کی جائے گی، یعنی:

(الف) جب کسی شخص نے اپنی اولاد میں سے کسی کے خلاف قذف کا ارتکاب کیا ہو۔

(ب) جب وہ شخص، جس کے متعلق قذف کا ارتکاب کیا گیا ہو اور جو مستغیث ہو کاروائی کے دوران فوت ہو گیا ہو، (ج) جب اتہام سچا ثابت ہو گیا ہو۔

۲۔ کوئی مقدمہ جس میں حد پر تعمیل سے قبل، مستغیث اپنا قذف کا الزام واپس لے لے یا بیان کرے کہ ملزم نے جھوٹا اعتراف کیا ہے یا یہ کہ گواہان میں سے کسی نے جھوٹا بیان دیا ہے اور اس بناء پر گواہان کی تعداد دو سے کم رہ جائے، حد کا نفاذ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن عدالت مجاز ہو گی کہ دوبارہ سماعت کا حکم دے یا قلم بند شدہ شہادت کی بنیاد پر تعزیر صادر کرے۔

دفعہ نمبر ۱۰:۔ قذف مستوجب تعزیر:۔

جو کوئی ایسے قذف کا مرتکب ہو جو مستوجب حد نہیں ہے یا جس کے لیے دفعہ (۶) میں متذکرہ صورتوں میں سے کسی میں بھی ثبوت مہیا نہ یا جس کے لیے دفعہ (۹) کے تحت حد عائد یا نافذ نہ کی جاسکتی ہو، وہ قذف مستوجب تعزیر کا مرتکب کہلائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۱:۔ قذف مستوجب تعزیر کی سزا:۔

جو کوئی قذف مستوجب تعزیر کا مرتکب ہوگا اسے ایسی مدت کے لیے کسی قسم کی سزا دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے اور کوڑوں کی سزا جو چالیس کوڑوں سے زائد نہ ہو اور وہ مستوجب جرمانہ بھی ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۲:۔ ایسے مواد کی طباعت یا کندہ کرنا جو دفعہ (۳) میں محولہ نوعیت کا سمجھا جاتا ہو:۔

جو کوئی یہ جانتے ہوئے یا یہ باور کرنے کی معقول سمجھ بوجھ رکھتے ہوئے کہ ایسا مواد دفعہ (۳) میں محولہ نوعیت کا ہے۔ اسے طبع یا کندہ کرے گا، اسے ایسی مدت کے لیے دونوں قسموں سے کسی کی سزائے قید دی جائے جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زیادہ نہ ہو یا جرمانے کی سزا یا ان میں سے کوئی سی دو یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

دفعہ نمبر ۱۳:۔ دفعہ (۳) میں محولہ نوعیت کے مواد کی طبع کردہ یا کندہ کیے ہوئے مضمون کی فروخت:۔

جو کوئی دفعہ (۳) میں محولہ نوعیت کے مواد کا حامل طبع یا کندہ کردہ مضمون فروخت کرے گا یا فروخت کے لیے پیش کرے گا، یہ جانتے ہوئے کہ اس میں ایسا مواد درج ہے۔ اسے ایسی مدت کے لیے کسی ایک طرح کی سزائے قید

دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا کوڑوں کی سزا جو تیس (۳۰) کوڑوں سے زائد نہ ہو یا جرمانہ یا کوئی سی دو یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

دفعہ نمبر ۱۴:۔ لعان:۔

۱۔ جب کوئی شوہر کسی عدالت میں اپنی بیوی پر، جو دفعہ (۵) کے معنوں میں "محصن" ہے، زنا کا الزام لگائے اور بیوی اس الزام کو درست تسلیم نہ کرے تو لعان کا مندرجہ ذیل ضابطہ اطلاق پذیر ہوگا۔ یعنی:

(الف) شوہر عدالت کے روبرو حلف اٹھا کر کہے گا۔

"میں قادر مطلق اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی بیوی (بیوی کا نام) کے خلاف زنا کا الزام لگانے میں یقیناً سچا ہوں" اور جب وہ چار بار ایسا کہہ چکے تو وہ کہے گا۔ "اگر میں اپنی بیوی (بیوی کا نام) کے خلاف زنا کا الزام لگانے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔" اور

(ب) شق (الف) کے مطابق شوہر کے دیے گئے بیان کے جواب میں بیوی عدالت کے روبرو حلف اٹھا کہے گی۔

"میں قادر مطلق اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرا شوہر میرے خلاف زنا کا الزام لگانے میں یقیناً جھوٹا ہے۔" اور جب وہ چار بار ایسا کہہ چکے تو وہ کہے گی۔ "اگر وہ مجھ پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔"

۲۔ جب ضمنی دفعہ (۱) میں مذکورہ طریقہ کار کی تکمیل ہوجائے تو عدالت شوہر اور بیوی کے مابین نکاح کے فسخ ہونے کا حکم صادر کرے گی جو تنسیخ نکاح کی ڈگری کے مترادف مؤثر ہوگا اور اس کے خلاف کوئی اپیل نہ کی جاسکے گی۔

۳۔ جب شوہر یا بیوی ضمنی دفعہ (۱) میں تصریح کردہ طریقہ کار پر عمل کرنے سے انکار کرے تو، شوہر یا بیوی جیسی کہ صورت ہو، کو قید میں رکھا جائے گا۔ تا

وقتیکہ:

(الف) شوہر کی صورت میں، کہ وہ مذکورہ ضابطہ پر عمل پیرا ہونے پر راضی ہوجائے۔

(ب) بیوی کی صورت میں، کہ یا تو وہ مذکورہ ضابطہ پر عمل پیرا ہونے پر راضی ہوجائے یا شوہر کے الزام کو سچا قبول کرلے۔

۴۔ وہ بیوی شوہر جو شوہر کے الزام کو سچا تسلیم کرچکی ہو، کو نفاذ حدود کے جرم زنا آرڈیننس ۱۹۷۹ء کے تحت جرم زنا مستوجب حد کی سزا دی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۱۵:۔ آرڈیننس ہذا کے تحت قابل سزا جرم کے ارتکاب کے اقدام کی سزا:۔

جو کوئی آرڈیننس ہذا کے تحت مستوجب سزا کسی جرم کے ارتکاب کا اقدام کرے گا یا ایسے جرم کے ارتکاب کیے جانے کا سبب ملنے کا اقدام کرے گا اور ایسے اقدام میں جرم کے ارتکاب کے لیے کوئی فعل سرزد کرے گا، اسے ایسی مدت کی سزائے قید دی جائے گی جو اس جرم کے لیے مقرر کردہ طویل ترین مدت کے نصف تک ہوسکتی ہے یا اتنے کوڑوں کی یا جرمانہ کی سزا جو اس جرم کے لیے مقرر کی گئی ہو یا کوئی دو یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

دفعہ نمبر ۱۶:۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860 (1860 کا پنتالیسواں قانون) کے بعض احکام کا اطلاق:۔

ا۔ سوائے اس کے کہ آرڈیننس ہذا میں صریحاً بصورت دیگر حکم دیا گیا ہو۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860 (1860 کا پنتالیسواں قانون) کے باب دوم کی دفعات ۳۴ تا ۳۸، باب سوم کی دفعات ۳، تا ۲، اور ابواب (۵)، (۵۔ الف) کے احکامات مناسب تبدیلی کے ساتھ آرڈیننس ہذا کے تحت جرائم پر اطلاق پذیر ہوں

گے۔

۲۔ جو کوئی آرڈیننس ہذا کے تحت کسی جرم مستوجب حد کی اعانت کا مجرم ہو گا۔ وہ ایسے جرم کی بطور تعزیر مقرر کردہ سزا کا مستوجب ہو گا۔

دفعہ نمبر ۱۷۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 کا اطلاق:۔

سوا اس کے آرڈیننس ہذا میں صریحاً بصورت دیگر حکم دیا گیا ہو مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (1898 کا پانچواں قانون) جس کا بعد ازیں " مذکورہ ضابطہ " کے طور پر حوالہ دیا گیا ہے، کے احکام، بمناسب تبدیلی آرڈیننس ہذا کے تحت مقدمات پر اطلاق پذیر ہوں گے۔ بشرطیکہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو کہ مجرم نے کسی مختلف جرم کا کسی دیگر قانون کے تحت ارتکاب کیا ہے تو، اگر عدالت اس جرم کی سماعت کرنے اور سزا دینے کی مجاز ہو، تو اس کو مجرم قرار دیکر سزا دے سکتی ہے۔ مزید شرط یہ ہے کہ دفعہ (۷) یا دفعہ (۱۴) کی ضمنی دفعہ (۴) کے تحت قابل سزا جرم کی سماعت اور مؤخر الذکر دفعہ کی ضمنی دفعات (۱) اور (۲) کے تحت کاروائی عدالت سیشن کرے گی نہ کہ مذکورہ ضابطہ کی دفعہ (۳۰) کے تحت با اختیار مجسٹریٹ کرے گا اور عدالت سیشن کے حکم کے خلاف اپیل وفاقی شرعی عدالت میں ہو گی۔ مزید شرط یہ ہے کہ آرڈیننس ہذا کے تحت مقدمہ کی سماعت یا کاروائی عدالت سیشن معمولاً، اس تحصیل کے صدر مقام پر کرے گی جس میں ارتکاب جرم مبینہ طور پر کیا گیا ہو، یا جیسی کہ صورت ہو، جہاں شوہر جس نے الزام لگایا ہو بالعموم رہتا ہو۔

۲۔ مذکورہ ضابطہ کے احکام بابت توثیق سزائے موت، مناسب تبدیلی کے ساتھ آرڈیننس ہذا کے تحت کسی سزا کی توثیق پر اطلاق پذیر ہوں گے۔

۳۔ مذکورہ ضابطہ کی دفعہ (۳۹۱) کی ضمنی دفعہ ۳ یا دفعہ (۳۹۳) کا آرڈیننس ہذا کے تحت دی گئی کوڑوں کی سزا پر اطلاق نہیں ہو گا۔

۲۔ مذکورہ ضابطہ کے باب (۲۹) کا آرڈیننس ہذا کے دفعہ (۷) کے تحت دی گئی سزا پر اطلاق نہیں ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۸:۔ عدالت کا صدارت کنندہ افسر مسلمان ہوگا:۔

اس عدالت کا صدارت کنندہ افسر، جو آرڈیننس ہذا کے تحت کسی مقدمہ یا اپیل کی سماعت کر رہی ہو مسلمان ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۹:۔ آرڈیننس دیگر قوانین پر غالب ہوگا:۔

کسی دیگر نافذ الوقت قانون میں درج کسی امر کے باوجود آرڈیننس ہذا کے احکام مؤثر ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۲۰:۔ استثناء:۔

آرڈیننس ہذا میں کسی امر کا ان مقدمات پر، جو آرڈیننس ہذا سے فوری قبل کسی عدالت میں زیر تجویز ہوں یا ایسے جرائم پر جو ایسے آغاز سے قبل سرزد ہوئے ہوں، اطلاق پذیر ہونا تصور نہ ہوگا۔

حواشی

باب اول۔

(۱) المنجد صفحہ نمبر ۱۹۰ دارالاشاعت کراچی۔

(۲) المعلم۔بطرس البستانی۔المحیط۔۱ : ۳۵۸ طبع بیروت

(۳) فیروز الغات عربی۔ صفحہ ۱۰۹ فیروز سنز لاہور

(۴) ابوالحسن محمد بن ابی بکر۔ہدایہ۔الجزاول صفحہ نمبر ۵۰۶

(۵) قرآن۔البقرۃ آیت نمبر ۲۲۹

(۶) قرآن۔البقرۃ آیت نمبر ۲۳۰

(۷) المعلم۔بطرس البستانی۔محیط المحیط۔۱ : ۳۵۸ طبع بیروت

(۸) مولانا سید امیر علی۔فتاویٰ ہندیہ۔جلد سوئم۔کتاب الحدود صفحہ نمبر ۲۵۴

(۹) امام مرغینانی ابوالحسن محمد بن ابی بکر۔ہدایہ۔الجزاول صفحہ نمبر ۵۰۶

(۱۰) المحدث الشیخ محمد بن حسن الحرالداملی۔وسائل الشیعہ جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۱۲۹

(۱۱) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔مشکوٰۃ۔جلد دوئم۔کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۹۶

(۱۲) امام اعظم۔مسند امام اعظم۔باب الحدود۔ صفحہ نمبر ۲۹۹ ادارہ نشریات اسلام کراچی

(۱۳) امام اعظم۔مسند امام اعظم۔باب الحدود۔ صفحہ نمبر ۱۹۲ ادارہ نشریات اسلام کراچی۔امام ولی الدین محمد بن عبداللہ مشکوٰۃ۔کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۹۰

(۱۴) قرآن۔النور آیت نمبر ۵۹

(۱۵) آیت اللہ شیرازی۔کتاب الحدود۔ صفحہ نمبر ۲۲

(۱۶) آیت اللہ شیرازی۔کتاب الحدود۔ صفحہ نمبر ۲۲

(۱۷) قرآن۔النحل آیت نمبر ۱۰۶

(۱۸) قرآن۔البقرۃ آیت نمبر ۱۷۳

(۱۹) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔مشکوٰۃ۔جلد دوئم۔کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۹۶

(۲۰) قرآن۔البقرۃ آیت نمبر ۲۸۶

(۲۱) المحدث الشیخ محمد بن حسن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۸ کتاب الحدود صفحہ ۴۹۱

(۲۲) قرآن ۔ الاحزاب آیت نمبر ۵

(۲۳) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۹۲

(۲۴) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۹۳

(۲۵) قرآن ۔ البقرۃ آیت نمبر ۱۹۴

(۲۶) ابو لحسن احمد بن محمد امام قدوری ۔ قدوری ۔ کتاب الحدود صفحہ ۱۸۷ ۔ ۱۸۸ انور محمد کارخانہ کتب ۔ کراچی

(۲۷) علامہ وحید الزمان ۔ شرح وقایہ جلد ثانی ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۱۵ ۔ ۱۱۶

(۲۸) مولانا سید امیر علی ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۵۹ ۔ ۲۸۰

(۲۹) علامہ سید عابد حسین ۔ جامع جعفری ۔ جلد سوئم کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۰۰ ۔ ۵۰۲

باب دوئم ۔

(۱) قرآن ۔ انفال آیت نمبر ۲۷

(۲) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۹

(۳) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۲۹ ۔ ۳۰

(۴) الشیخ ابو لحسن علی بن ابی بکر ۔ ہدایہ ۔ الجزالاول کتاب سرقہ صفحہ نمبر ۵۳۷

(۵) امام بخاری ۔ الصحیح بخاری ۔ جلد سوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۶۲۴

(۶) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۳۸

(۷) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ کتاب الحدود باب قطع السرقہ صفحہ نمبر ۱۷۱

(۸) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ کتاب الحدود باب قطع السرقہ صفحہ نمبر ۱۷۱

(۹) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات جلد دوئم صفحہ نمبر ۱۳۹ ۔ ۱۴۰

(۱۰) الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ الجزالتاسع باب حد سرقہ صفحہ نمبر ۷۹۳

(۱۱) امام محمد ۔ کتاب الآثار ۔ کتاب الحدود ۔ صفحہ نمبر ۱۰۹ ۔ کتب خانہ مجیدیہ ۔ لاہور

(۱۲) امام مرغینانی ۔ ہدایہ ۔ حصہ دوئم ۔ کتاب الحدود باب السرقہ

(۱۳) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات حصہ دوئم صفحہ نمبر ۴۳

(۱۴) امام بخاری ۔ الصحیح بخاری ۔ جلد سوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۶۲۳ ۔ ۶۲۴

(۱۵) امام بخاری ۔ الصحیح بخاری ۔ جلد سوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۶۲۳ ۔ ۶۲۴
(۱۶) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکوٰۃ ۔ جلد دوئم باب القطع السرقہ صفحہ نمبر ۱۷۰
(۱۷) الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ الجزالتاسع باب حد سرقہ صفحہ نمبر ۸۵۷
(۱۸) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات حصہ دوئم صفحہ نمبر ۷۷
(۱۹) امام مرغنانی ۔ ہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۵۰
(۲۰) امام قدوری ۔ قدوری ۔ کتاب السرقہ وقطاع الطریق صفحہ نمبر ۱۹۲
(۲۱) امام مرغنانی ۔ کتاب الہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۴۹
(۲۲) امام مرغنانی ۔ کتاب الہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۴۹
(۲۳) امام مرغنانی ۔ کتاب الہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۵۲
(۲۴) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات جلد دوئم صفحہ نمبر ۷۴
(۲۵) امام قدوری ۔ قدوری ۔ کتاب السرقہ صفحہ نمبر ۱۹۲
(۲۶) امام مرغنانی ۔ ہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۵۰
(۲۷) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات الجزدوئم صفحہ نمبر ۱۳۳
(۲۸) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات الجزدوئم صفحہ نمبر ۱۳۳
(۲۹) الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ الجزالتاسع کتاب الحدود صفحہ ۴۸۹
(۳۰) عبدالقادر عودہ شہید ۔ التشریع الجنائی ۔ ۲: ۶۳۸
(۳۱) علامہ حلی ۔ شرائع الاسلام ۔ جلد دوئم صفحہ نمبر ۲۵۷
(۳۲) امام مرغنانی ۔ کتاب ہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب السرقہ صفحہ نمبر ۵۵۵
(۳۳) عبدالقادر عودہ شہید ۔ التشریع الجنائی ۔ ۲: ۶۳۸
(۳۴) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۳۳
(۳۵) امام قدوری ۔ قدوری ۔ کتاب السرقہ صفحہ نمبر ۱۹۴
(۳۶) امام مرغنانی ۔ کتاب ہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۵۵
(۳۷) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ کتاب الحدید صفحہ نمبر ۳۳۲
(۳۸) علامہ حلی ۔ شرائع الاسلام ۔ جلد دوئم صفحہ نمبر ۵۶ ۔ ۱۵۵
(۳۹) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات الجزدوئم صفحہ نمبر ۱۹۴ ۔ ۱۹۵

باب سوئم۔

(۱) قرآن ۔ البقرۃ آیت نمبر ۲۱۹

(۲) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۴۳

(۳) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۹۰ ۔ ۹۱

(۴) امام ترمذی ۔ جامع ترمذی ۔ جلد اول ابواب الاشربہ صفحہ نمبر ۶۷۳

(۵) امام بخاری ۔ الصحیح بخاری ۔ جلد سوئم ۔ کتاب الاشربہ حدیث ۵۳۷

(۶) امام بخاری ۔ الصحیح بخاری ۔ جلد دوئم ۔ صفحہ نمبر ۸۳۶ ۔ طبع دہلی

(۷) امام قدوری ۔ قدوری ۔ کتاب الاشربہ صفحہ ۱۹۰

(۸) مولانا وحید الزمان ۔ شرح وقایہ جلد چہارم کتاب الاشربہ صفحہ نمبر ۸۱

(۹) شیخ الاسلام محدث ابولحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغنانی ۔ کتاب الہدایہ جلد چہارم الاشربہ صفحہ نمبر ۴۹۲

(۱۰) شیخ الاسلام محدث ابولحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغنانی ۔ کتاب الہدایہ جلد چہارم الاشربہ صفحہ نمبر ۴۹۳

(۱۱) امام مسلم ۔ مسلم شریف ۔ جلد پنجم کتاب الاشربہ ۔ صفحہ نمبر ۲۴۹

(۱۲) امام محمد بن حسن شیبانی ۔ موطا امام محمد ۔ کتاب الحدود باب الحد فی الشراب صفحہ نمبر ۳۸۱ اسلامی اکادمی ۔ لاہور

(۱۳) امام محمد بن حسن شیبانی ۔ موطا امام محمد ۔ کتاب الحدود باب الحد فی الشراب صفحہ نمبر ۳۸۱ اسلامی اکادمی ۔ لاہور

(۱۴) امام محمد بن حسن شیبانی ۔ موطا امام محمد ۔ کتاب الحدود باب الحد فی الشراب صفحہ نمبر ۳۸۱ اسلامی اکادمی ۔ لاہور

(۱۵) امیر علی ۔ عین الھدایہ ۔ جلد چہارم ۔ کتاب الاشربہ ۔ صفحہ نمبر ۲۲۴ ۔ ۲۵۲

(۱۶) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ جلد دوئم ۔ باب بیان الخمر و عید شاربھا صفحہ نمبر ۱۸۰

(۱۷) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ جلد دوئم ۔ باب بیان الخمر و عید شاربھا صفحہ نمبر ۱۸۰

(۱۸) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ مشکواۃ۔ جلد دوئم۔ باب بیان الخمر و وعید شاربھا صفحہ نمبر ۱۷۹
(۱۹) امام مسلم۔ مسلم شریف۔ جلد پنجم کتاب الاشربہ۔ صفحہ نمبر ۲۳۵
(۲۰) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ مشکواۃ۔ جلد دوئم۔ باب بیان الخمر صفحہ نمبر ۱۸۲
(۲۱) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ مشکواۃ۔ جلد دوئم۔ باب بیان الخمر صفحہ نمبر ۱۸۲
(۲۲) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ مشکواۃ۔ جلد دوئم۔ باب بیان الخمر صفحہ نمبر ۱۸۱
(۲۳) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ مشکواۃ۔ جلد دوئم۔ باب بیان الخمر صفحہ نمبر ۱۸۱
(۲۴) المحدث الشیخ محمد بن حسن الحر العاملی۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۸ کتاب الحدود۔ صفحہ نمبر ۴۷۷
(۲۵) المحدث الشیخ محمد بن حسن الحر العاملی۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۸ کتاب الحدود۔ صفحہ نمبر ۴۶۹
(۲۶) امام مسلم۔ مسلم شریف۔ جلد چہارم باب تحریم۔ بیع الخمر صفحہ نمبر ۲۰۳
(۲۷) امام مسلم۔ مسلم شریف۔ جلد چہارم باب تحریم۔ بیع الخمر صفحہ نمبر ۲۰۴
(۲۸) امام مسلم۔ مسلم شریف۔ جلد چہارم۔ صفحہ نمبر ۲۰۳
(۲۹) ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر المعروف امام قدوری۔ قدوری۔ باب الحدود الشرب نمبر نمبر ۱۹۰
(۳۰) امام محمد بن حسن شیبانی۔ موطا امام محمد۔ الحد فی شرب صفحہ نمبر ۳۸۱
(۳۱) امام اعظم۔ مسند امام اعظم۔ باب حد شرب۔ صفحہ نمبر ۲۹۴
(۳۲) المحدث ابوالحسن ابی بکر المرغنانی۔ ہدایہ۔ جلد دوئم۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۰۹۔
(۳۳) المحدث الشیخ محمد بن حسن الحر العاملی۔ وسائل الشیعہ جلد ۱۸ کتاب الحدود۔ صفحہ نمبر ۴۶۵
(۳۴) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ۔ مشکواۃ۔ جلد دوئم۔ باب حد الخمر صفحہ نمبر ۱۷۴
(۳۵) امام بخاری۔ الصحیح بخاری۔ جلد سوئم۔ کتاب الحدود۔ صفحہ نمبر ۶۱۸
(۳۶) حاجی وحید الزمان۔ شرح وقایہ جلد ثانی کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۱۹
(۳۷) امیر علی سید۔ فتاویٰ ہندیہ۔ سوئم۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۲۸۳
(۳۸) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی۔ کتاب الحدود التعزیرات حصہ دوئم صفحہ نمبر ۳۰۱۔ موسستہ الرسول اعظم پاکستان۔ لاہور

باب چہارم۔

(۱) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۱۹

(۲) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۲۱

(۳) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۲

(۴) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۲

(۵) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۲۵۴

(۶) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود والتعزیرات ۔ احکام زنا صفحہ نمبر ۱۳

(۷) علامہ حلی ۔ شرائع الاسلام ۔ دوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۴۹۲

(۸) مولانا سلامت علی ۔ اسلام کا فوجداری قانون صفحہ نمبر ۹۳

(۹) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۲ ۔ ۳

(۱۰) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۶۱

(۱۱) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۶۰

(۱۲) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۶۰

(۱۳) امام مسلم ۔ مسلم شریف ۔ جلد چہارم صفحہ نمبر ۳۲۶

(۱۴) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ جلد دوئم کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۶۱

(۱۵) الشیخ محدث محمد بن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ ۔ جلد التاسع ابواب زنا صفحہ نمبر ۳۴۷

(۱۶) الشیخ محدث محمد بن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ ۔ جلد التاسع ابواب زنا صفحہ نمبر ۳۴۷

(۱۷) الشیخ محدث محمد بن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ ۔ جلد التاسع ابواب حد زنا صفحہ نمبر ۳۴۷

(۱۸) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ دوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۶۶

(۱۹) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۵۹ ۔ ۳۱۰

(۲۰) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۴

(۲۱) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۶

(۲۲) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۵

(۲۳) محمد ذکی حفظ اللہ الولی ۔ اشراق نوری کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۸۲

(۲۴) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۵۴

(۲۵) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۸۲

(۲۶) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۸۵
(۲۷) محمد ذکی حفظ اللہ الولی ۔ اشراق نوری صفحہ نمبر ۱۸۳
(۲۸) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۸۰ ۔ ۲۸۲
(۲۹) استاد سید صادق بنی حسینی: اسلامی قانون و سزا صفحہ نمبر ۱۰۲ جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان کراچی
(۳۰) قرآن ۔ اعراف آیت نمبر ۸۱
(۳۱) محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی ۔ جلد اول ۔ ابواب حدود صفحہ نمبر ۵۵۰ ۔ محمد علی کارخانہ کتب کراچی ۔
(۳۲) قرآن ۔ الحجر آیت نمبر ۷۴
(۳۳) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکواۃ ۔ دوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۶۷
(۳۴) امام ترمذی ۔ جامع ترمذی ۔ اول کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۵۰
(۳۵) ابوداؤد ۔ سنن ابوداؤد ۔ ۴ : ۲۲۱ ۔ طبع مصر
(۳۶) الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ الجزالتاسع صفحہ نمبر ۴۱۹
(۳۷) ابن الہمام الحنفی ۔ شرح فتح القدیر ۔ ۴ : ۱۵۲
(۳۸) شوکانی ۔ نیل الاوطار ۔ جلد ۷ : ۳۰
(۳۹) استاد صادق بنی حسینی ۔ اسلامی قانون سزا ۔ صفحہ نمبر ۱۰۷
(۴۰) امام محمد ۔ کتاب الاثار ۔ باب حد لواطہ صفحہ نمبر ۱۰۷
(۴۱) امام مرغنانی ۔ ہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۱۵
(۴۲) امام مرغنانی ۔ ہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۱۵
(۴۳) امام مرغنانی ۔ ہدایہ ۔ الجزاول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۱۵
(۴۴) امام محمد ۔ کتاب الاثار ۔ باب حد لواطہ صفحہ نمبر ۱۰۷
(۴۵) علامہ حلی ۔ شرائع الاسلام ۔ کتاب الحدود و التعزیرات صفحہ نمبر ۳۳۱
(۴۶) آیت العظمیٰ سید محمد شیرازی ۔ کتاب الحدود و التعزیرات الجزدوئم صفحہ نمبر ۲۶۵
(۴۷) آیت اللہ خمینی ۔ تحریر الوسیلہ ۔ جلد ۲ صفحہ نمبر ۶۰۰
(۴۸) علامہ حلی ۔ شرائع الاسلام ۔ کتاب الحدود و التعزیرات صفحہ نمبر ۶۱۸

(۴۹) ابن قدامہ ۔ المغنی ۔ جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۱۹۵

(۵۰) امام ترمذی ۔ جامع ترمذی ۔ جلد اول ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۴۹

باب پنجم۔

(۱) المنجد ۔ صفحہ نمبر ۲۱۵

(۲) الشیخ محمد بن الحسن احر العاملی ۔ وسائل الشیعہ ۔ ۲: ۲۳۹

(۳) الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ ۔ ۲ : ۲۳۸

(۴) الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی ۔ وسائل الشیعہ ۔ کتاب الحج صفحہ نمبر ۴

(۵) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۱۶

(۶) قرآن ۔ الممتحنہ آیت نمبر ۱۲

(۷) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۲۰

(۸) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۱۲

(۹) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۵۶

(۱۰) قرآن ۔ الاحزاب آیت نمبر ۵۷

(۱۱) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۲۸۵

(۱۲) مولانا بدیع الزمان ۔ شرح وقایہ ۔ جلد ثانی کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۲۰

(۱۳) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۵

(۱۴) محمد بن عیسیٰ ترمذی ۔ جامع ترمذی ۔ جلد دوئم ابواب تفسیر القرآن صفحہ نمبر ۳۴۰

(۱۵) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ۔ مشکوٰۃ حصہ دوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۱۶۷

(۱۶) ثقۃ الاسلام یعقوب کلینی ۔ اصول کافی ۔ حصہ دوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۱۶

(۱۷) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ حصہ سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۸۵

(۱۸) علامہ عابد حسین ۔ جامع الجعفری ۔ حصہ دوئم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۲۱۲

(۱۹) آیت اللہ شیرازی ۔ کتاب الحدود حصہ دوئم صفحہ نمبر ۲۱۲ ۔ ۳۴۹

(۲۰) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۸۸ ۔ ۲۹۰

(۲۱) محمد ذکی حفظ اللہ الولی ۔ اشراق نوری ۔ کتاب حد القذف ۔ صفحہ نمبر ۱۸۶

(۲۲) المنجد صفحہ نمبر ۹۲۵ دارالاشاعت کراچی

(۲۳) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۲۳
(۲۴) شیخ یعقوب کلینی ۔ اصول کافی ۔ جلد ۴ کتاب الایمان و کفر صفحہ نمبر ۲۲۰
(۲۵) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۶ ۔ ۹
(۲۶) امام مسلم ۔ الصحیح مسلم ۔ جلد چہارم کتاب لعان صفحہ نمبر ۱۲۶
(۲۷) محمد ذکی حفظ اللہ الولی ۔ اشراق نوری کتاب لعان صفحہ نمبر ۱۵۶
(۲۸) علامہ عابد حسین ۔ جامع جعفری ۔ جلد دوئم صفحہ نمبر ۸۰ ۔ ۹۰

باب ششم۔

(۱) استاد سید صادق بنی حسینی ۔ اسلامی قانون سزا صفحہ نمبر ۱۴۰
(۲) قرآن ۔ النحل آیت نمبر ۱۰۶
(۳) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۲۱۷
(۴) قرآن ۔ محمد آیت نمبر ۲۵ ۔ ۲۷
(۵) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۵۴
(۶) قرآن ۔ توبہ آیت نمبر ۱۱
(۷) امام ترمذی ۔ جامع ترمذی صفحہ نمبر ۲۳۰
(۸) ابوداؤد ۔ سنن ابوداؤد ۲ : ۵۹۸ کانپور
(۹) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۴۷ ۔ ۲۸۵
(۱۰) علامہ عابد حسین ۔ جامع جعفری ۔ جلد دوئم کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۳۶
(۱۱) امیر علی سید ۔ فتاویٰ ہندیہ ۔ حصہ سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۴۷
(۱۲) المنجد صفحہ نمبر ۹۴ دارالاشاعت کراچی
(۱۳) علامہ ابن نجیم ۔ بحرالرائق ۵ : ۴۰
(۱۴) علامہ ابن المودود ۔ الاختیار ۔ ۴ : ۱۵۱
(۱۵) قرآن ۔ الاعراف آیت نمبر ۳۳
(۱۶) قرآن ۔ القصص آیت نمبر ۶۷
(۱۷) قرآن ۔ ص آیت نمبر ۲۲
(۱۸) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۳۴

(۱۹) قرآن - الحجرات آیت نمبر ۹

(۲۰) قرآن - شوریٰ آیت نمبر ۲۷

(۲۱) قرآن - یونس آیت نمبر ۲۳

(۲۲) التبریزی - مشکوٰۃ المصابیح : ۲ : ۳۱۹ طبع دمشق

(۲۳) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ - مشکوٰۃ - ۲ : ۳۱۷ طبع دمشق

(۲۴) قرآن - الحجرات آیت نمبر ۸ - ۹

(۲۵) قرآن - الحجرات آیت نمبر ۹

(۲۶) امام ولی الدین محمد بن عبداللہ - مشکوٰۃ - ۲ : ۳۱۷ طبع دمشق

(۲۷) علامہ حلی - شرائع الاسلام - ۱ : ۱۵۷

(۲۸) امام مرغنانی - ہدایہ - الجزالاول باب البغاۃ صفحہ نمبر ۶۰۸ مکتبہ شرکتہ علمیہ - ملتان

(۲۹) الشیخ الحر العاملی - وسائل الشیعۃ کتاب الحدود -

(۳۰) قرآن - یونس آیت نمبر ۷۷

(۳۱) المغنی - جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۱۱۴

(۳۲) الشیخ الحر العاملی - وسائل الشیعۃ جلد ۱۸ صفحہ نمبر ۵۷۶

باب ہفتم - تعزیرات

(۱) مبانی تکملہ المنہاج - جلد اول صفحہ نمبر ۳۳۸ -

(۲) المنجد - صفحہ نمبر ۶۴۹ - دار الاشاعت - کراچی -

(۳) امام مرغینانی - ہدایہ - جلد دوئم - کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۰۶

(۴) الشیخ علامہ حلی - شرائع الاسلام - کتاب الحدود، التعزیرات صفحہ نمبر ۵۱۲

(۵) قرآن - الشوریٰ آیت نمبر ۴۰

(۶) قرآن - البقرہ آیت نمبر ۱۹۴

(۷) قرآن - المائدہ آیت نمبر ۴۹

(۸) قرآن - المائدہ آیت نمبر ۴۴

(۹) قرآن - النحل آیت نمبر ۹۰

(۱۰) قرآن - الحجرات آیت نمبر ۹

(۱۱) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۱۹۰
(۱۲) قرآن ۔ النحل آیت نمبر ۱۲۶
(۱۳) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۶
(۱۴) قرآن ۔ فاطر آیت نمبر ۱۸
(۱۵) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۲۸۶
(۱۶) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۳۹
(۱۷) قرآن ۔ الشوریٰ آیت نمبر ۴۰
(۱۸) قرآن ۔ آل عمران آیت نمبر ۱۳۴
(۱۹) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۱۷۸
(۲۰) (امام محمد) امام ابو حنیفہ ۔ کتاب الاثار ۔ صفحہ نمبر ۱۰۶ کتب خانہ مجیدیہ ۔ ملتان
(۲۱) امام بخاری ۔ جامع البخاری ۔ جلد سوئم ۔ کتاب المحاربین باب التعزیرات حدیث ۱۷۳۴ صفحہ نمبر ۶۳۶ سعید اینڈ کمپنی کراچی ۔
(۲۲) امام مسلم ۔ المسلم ۔ جلد چہارم ۔ کتاب الحدود صفحہ نمبر ۳۳۸
(۲۳) امام مرغینانی ۔ ہدایہ ۔ جلد دوئم ۔ الجزالاول کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۳۷
(۲۴) جسٹس امیر علی ۔ فتاویٰ ھندیہ جلد سوئم ۔ صفحہ نمبر ۲۹۸ ۔
(۲۵) امام مرغینانی ۔ ہدایہ ، جلد دوئم الجزاول کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۳۷
(۲۶) امام مرغینانی ۔ ہدایہ ، جلد دوئم الجزاول کتاب الحدود صفحہ نمبر ۵۳۷
(۲۷) امام مسلم ۔ المسلم ۔ جلد چہارم ۔ صفحہ نمبر ۳۳۸
(۲۸) قرآن ۔ ابراھیم آیت نمبر ۳۱
(۲۹) قرآن ۔ طہٰ آیت نمبر ۱۳۲
(۳۰) قرآن ۔ الحج آیت نمبر ۷۷
(۳۱) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۴۳
(۳۲) قرآن ۔ الماعون آیت نمبر ۶ ۔ ۷
(۳۳) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۱۸۳
(۳۴) قرآن ۔ النحل آیت نمبر ۹۰

(۳۵) قرآن ۔ الحجرات آیت نمبر ۱۲
(۳۶) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۲۷ ۔ ۳۱
(۳۷) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۲۱۹
(۳۸) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۲۱۵
(۳۹) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۶ ۔ ۳۰
(۴۰) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۱۶۸
(۴۱) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۱۷۲ ۔ ۱۷۳
(۴۲) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۸۷ ۔ ۸۸
(۴۳) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۲۷۹
(۴۴) قرآن ۔ آل عمران آیت نمبر ۱۳۰ ۔ ۱۳۳
(۴۵) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۲۷۵
(۴۶) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۱۴
(۴۷) قرآن ۔ الحجرات آیت نمبر ۱۳
(۴۸) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۲۷
(۴۹) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۲۸
(۵۰) قرآن ۔ لقمان آیت نمبر ۱۸ ۔ ۱۹
(۵۱) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۷
(۵۲) قرآن ۔ مومن آیت نمبر ۶۰
(۵۳) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۲۹ ۔ ۳۰
(۵۴) قرآن ۔ الشعراء آیت نمبر ۱۸۱ ۔ ۱۸۲
(۵۵) قرآن ۔ انعام آیت نمبر ۱۰۲
(۵۶) قرآن ۔ البقرہ آیت نمبر ۱۸۸
(۵۷) قرآن ۔ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۳
(۵۸) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۳۵
(۵۹) قرآن ۔ آل عمران آیت نمبر ۷۶

(۶۰) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۴

(۶۱) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۴۰

(۶۲) قرآن ۔ الانعام آیت نمبر ۱۵۱

(۶۳) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۶

(۶۴) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۳

(۶۵) قرآن ۔ ہود آیت نمبر ۶

(۶۶) قرآن ۔ رعد آیت نمبر ۲۶

(۶۷) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۱

(۶۸) قرآن ۔ آل عمران آیت نمبر ۱۰۴ ۔ ۱۰۵

(۶۹) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۴۸

(۷۰) قرآن ۔ الانعام آیت نمبر ۱۰۸

(۷۱) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۱۶ ۔ ۱۹

(۷۲) قرآن ۔ اعراف آیت نمبر ۷

(۷۳) قرآن ۔ فرقان آیت نمبر ۲۵

(۷۴) قرآن ۔ الاعراف آیت نمبر ۲۶

(۷۵) قرآن ۔ الاعراف آیت نمبر ۳۱

(۷۶) قرآن ۔ ھمزہ آیت نمبر ۱

(۷۷) قرآن ۔ الماعون آیت نمبر ۱ ۔ ۳

(۷۸) قرآن ۔ الماعون آیت نمبر ۶ ۔ ۷

(۷۹) قرآن ۔ فاطر آیت نمبر ۱۰

(۸۰) قرآن ۔ آل عمران آیت نمبر ۲۸

(۸۱) قرآن ۔ آل عمران آیت نمبر ۱۱۸

(۸۲) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۱۴۴

(۸۳) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۵۱

(۸۴) قرآن ۔ النساء آیت نمبر ۳۶

(۸۵) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۳۸

(۸۶) قرآن ۔ الممتحنہ آیت نمبر ۱۲

(۸۷) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۹۱ ۔ ۹۲

(۸۸) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۲

(۸۹) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۲ ۔ ۵

(۹۰) قرآن ۔ الاعراف آیت نمبر ۸۰ ۔ ۸۱

(۹۱) قرآن ۔ الانعام آیت نمبر ۱۵۱

(۹۲) قرآن ۔ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۳

(۹۳) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۳۳

(۹۴) قرآن ۔ النور آیت نمبر ۴ ۔ ۵

(۹۵) قرآن ۔ یونس آیت نمبر ۲۳

(۹۶) قرآن ۔ شوریٰ آیت نمبر ۲۷

(۹۷) قرآن ۔ الحجرات آیت نمبر ۹

(۹۸) قرآن ۔ الحجراب آیت نمبر ۹

(۹۹) قرآن ۔ المائدہ آیت نمبر ۳۳

ہیومن رائٹس ریسرچ اینڈ پبلیکیشن فاؤنڈیشن

اسلام امن وسلامتی، محبت واخوت، علم وحکمت، فکروعمل، عقل وشعور، عدل وانصاف، نیک نیتی ونیک بختی، ہمدردی واحسان، ایثاروقربانی، نیکی وروداری، حقوق وفرائض، باہمی امداد ویگانگت اور خدمت خلق کا دین ہے۔

یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ معاشی، معاشرتی اور فطری واخلاقی قوانین اور اصول وضوابط پر مبنی نظریہ حیات ہے جو کہ انبیاء علیہ السلام آئمہ معصومین، اولیاء کرام اور خاص ونیک بندوں کے زریعہ بلاتفریق وامتیاز معاشرے میں نافذ ورائج کیا جاتا ہے جس کا اطلاق حاکم ومحکوم، امیر وغریب، گورے وکالے، اعلی وادنی اور طاقتور وکمزور سب پر یکساں ہوتا ہے اس کا بنیادی مقصد معرفت الہی، انسانی حقوق کا تحفظ ہے۔

یہ ادارہ غیر سیاسی، غیر تجارتی بنیادوں پر خالصتاً اسلامی وانسانی حقوق اور قدروں کے تحفظ، بلاتفریق وامتیاز فطری قوانین کے نفاذ، علم وحکمت، درس وتدریس، رواداری واخلاقیات اور فلسفہ حقوق وفرائض کے فروغ کیلئے انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار مثالی فلاحی معاشرے کی تشکیل کیلئے سرگرم عمل ہے۔

آپ سے تعاون ودعا کی التماس ہے آیئے دعا کریں کہ پاک پروردگار تمام عالم انسانیت وحیات کو امن وامان میں رکھیں۔ آمین۔